شاہ محمد غوث گوالیاریؒ

پروفیسر محمد مسعود احمد
صدر شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج
میرپورخاص (مغربی پاکستان)

R

شاہ محمد غوث گوالیاری رح

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے
صدر شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج
میرپورخاص

میرپورخاص (مغربی پاکستان)
۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

Marfat.com

۱- مؤلف	پروفیسر محمد مسعود احمد
۲- ناشر	مؤلف
۳- طابع	محمد ایوب خان و عبدالوحید "آزاد"
۴- مطبع	آفتاب پریس- میرواہ روڈ
۵- مقام طباعت	میرپورخاص (مغربی پاکستان)
۶- سنہ طباعت	۱۹۶۴ء / ۱۳۸۴ھ
۷- اشاعت	اول
۸- تعداد	۵۰۰
۹- قیمت :-	

ا- (پاکستان میں) 6.50 (مجلد)، 6.00 (غیر مجلد)

ب- (بیرونی ممالک میں) 10s. net. (مجلد)، 9s. net. (غیر مجلد)

۱۰- ملنے کے پتے :-

ا- پروفیسر محمد مسعود احمد، ۲۲۶۲، C/19، جھورامل لین، حیدرآباد (مغربی پاکستان)

ب- سید خطیرالدین شاہ، نمبر ۲۷، قاسم آباد کالونی، کراچی-۱۹ (مغربی پاکستان)

Marfat.com

دربار شہنشاہی سے خوش تر
مردان خدا کا آستانہ

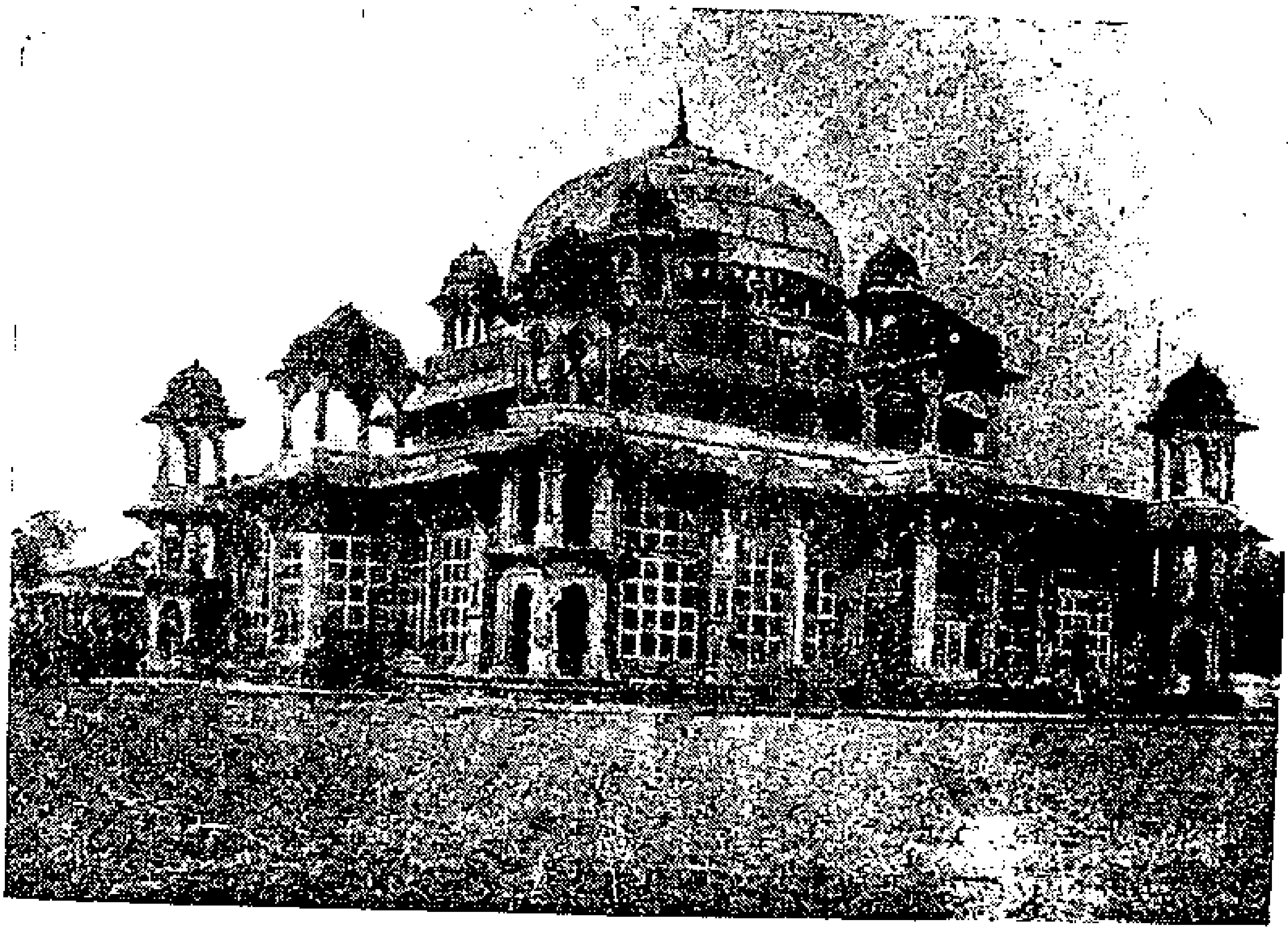

مقبرۂ شاہ محمد غوث گوالیاری

(م - ۱۵۶۲ء/۹۷۰ھ)

(جلال الدین محمد اکبر بادشاہ (م - ۱۶۰۵ء/۱۰۱۴ھ) کے حکم سے شاہ عبداللہ
(م - ۱۶۱۲ء/۱۰۲۱ھ) کی زیرنگرانی ۱۵۹۹ء/۱۰۰۸ھ میں تعمیر ہوا۔)

Marfat.com

انتساب

مخدومی، والدی، استاذی
و مرشدی حضرت مفتی اعظم
محمد مظہر اللہ مد ظلہم العالی،
خطیب شاہی، مسجد جامع فتحپوری،
دہلی، کے نام نامی، جن کے
فیضان صحبت اور فیضان نظر نے
آداب زندگی و آداب فرزندی
سکھائے۔

احقر

محمد مسعود احمد

اظہار تشکر

استاذی المعظم مخدومی قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب مدظلہ العالی کا بصمیم قلب ممنون ہوں کہ موصوف نے ازراہ کمال شفقت و مہربانی مقالات پر نظر ثانی فرمائی اور ''سرنامہ'' تحریر فرمایا جو راقم کے لئے باعث افتخار ہے، مکرمی ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب (ڈائریکٹر دی سنٹرل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی) کا شکر گذار ہوں کہ موصوف نے انڈیا آفس لائبریری، لندن کے بعض مخطوطات کے مصور اوراق نکلوا کر بھیجے، مولانا عبدالقدوس ہاشمی (لائبریرین، ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی) نے اس سلسلے میں بڑی مدد فرمائی، ان کا بھی ممنون ہوں۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادی (صدر شعبہ اسلامیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ و مدیر ''برہان'' دہلی) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے راقم کا مقالہ ''الجواہرالخمسہ'' مجلہ ''برہان'' (دہلی) میں شائع فرمایا، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی (مدیر ''معارف'') کا بھی شکرگذار ہوں کہ موصوف نے راقم کا دوسرا مقالہ ''شاہ محمد غوث گوالیاری'' مجلہ ''معارف'' (اعظم گڑھ) میں شائع فرمایا (یہ دونوں مقالات اس وقت کتابی صورت میں پیش کئے جا رہے ہیں)۔ محترمی پروفیسر مدد علی قادری (لندن) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے لندن سے ''جواہرخمسہ'' کے بعض نادر مخطوطات کے مصور اوراق نکلوا کر بھیجے، مکرمی سید خطیرالدین شاہ صاحب (ٹھٹھہ) کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض اہم کتابیں مہیا فرمائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ طباعت کا بارگراں اٹھایا، اس میں سید وجیہ الدین صاحب (کراچی) نے بھی پورا پورا تعاون فرمایا ان کا بھی شکرگذار ہوں۔

محترمی سید رضا محمد صاحب حضرتجی (گوالیار) کا خاص طور پر شکرگذار ہوں کہ انہوں نے گوالیار سے بعض اہم معلومات فراہم کیں، بعض ضروری اور مفید کتابیں ارسال فرمائیں، صدیق مکرم پروفیسر عبدالقدیر سلیم (میرپورخاص)، کا ممنون ہوں کہ انہوں نے حسن طباعت اور حسن ترتیب کے لئے وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازا، برادرم ظہور احمد صاحب (مالک یونیورسل بلاک، کراچی) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ازراہ محبت شاہ محمد غوث کے مقبرے کا بلاک بنوا کر ارسال فرمایا، مالکان پریس جناب محمد ایوب خاں اور جناب عبدالوحید خاں کا شکرگذار ہوں کہ انہوں نے کتاب کی طباعت میں بڑی دلچسپی اور تندہی سے کام کیا، عزیزم نسیم اختر، فیاضی (کمپوزیٹر) کا خاص طور پر ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کی حسن ترتیب اور حتی الوسع صحت کا خیال رکھا، عبدالقیوم خاں صاحب (پرنٹر) کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے حسن طباعت کا خاص اہتمام رکھا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

احقر

محمد مسعود احمد

Marfat.com

فہرس

۱- سرنامہ — پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں — ۱

۲- سرآغاز — مؤلف — ۳

حصۂ اول - حالاتِ زندگی

۱ — ۸۱

۳- نسب — ۱

۴- ولادت — ۲

۵- طلب و شوق — ۵

۶- بیعت و ریاضت — ۷

۷- قیام گوالیار — ۲۳

۸- خواجہ خانوں اور شاہ محمد غوث — ۲۸

۹- شاہان ہند سے تعلقات — ۴۲

۱۰- سفر گجرات — ۵۶

۱۱- سفر اکبرآباد — ۶۶

۱۲- وفات — ۷۱

۱۳- مقبرہ — ۷۳

Marfat.com

حصہ دوم ۔ اولاد امجاد

۸۲ — ۹۷

۱۴- شیخ عبداللہ ۸۳
۱۵- شیخ نورالدین ضیاءاللہ ۸۷
۱۶- شیخ اویس ۹۵
۱۷- شیخ اسماعیل ۹۶

حصہ سوم ۔ تصانیف

۹۸ — ۱۲۶

۱۸- جواهر خمسه ۹۸
۱۹- اوراد غوثیه ۱۱۳
۲۰- معراج نامه ۱۱۹
۲۱- بحرالحیات ۱۲۱
۲۲- ضمائر و بصائر ۱۲۳
۲۳- کلید مخازن ۱۲۳
۲۴- کنزالوحده ۱۲۴

Marfat.com

سرنامہ

مخدومی و استاذی پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ العالی
ایم۔اے؛ ایل۔ایل۔بی؛ پی۔ایچ۔ڈی؛ ڈی۔لٹ
صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد، (مغربی پاکستان)

۷۸٦

عزیزگرامی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، ایم۔اے، علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں، انہوں نے تھوڑے عرصے ہی میں متعدد بلند پایہ مقالات شائع کئے ہیں، جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان پر بہت دیر میں اضافہ ہوسکے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے متعلق تحقیقی مقالہ رسالہ ''**معارف**'' (اعظم گڑھ) میں نو اقساط میں شایع ہوچکا ہے، اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اسے بالاقساط رسالہ ''**الفرقان**'' (لکھنو) میں بھی نقل کیا گیا اور بہت سے فضلاء نے تہنیتی خطوط بھی ارسال فرمائے، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رحمۃاللہ علیہ سے متعلق یہ مقالہ، جو اب کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے، اسی قبیل کا ہے۔ وہ بھی ''معارف'' کی پانچ اقساط میں شائع ہو چکا ہے اور خراج تحسین حاصل کرچکا ہے۔

Marfat.com

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، حضرت مفتی محمد مظہراللہ صاحب مدظلہ (خطیب مسجد فتحپوری۔ دہلی) کے صاحب زادے ہیں، اور ایسے گہوارۂ تہذیب کے پروردہ ہیں جہاں اسلامی اقدار خاص طور پر ملحوظ ہیں، اسی لئے عزیز موصوف ''ہم خرما و ہم ثواب'' کے مصداق اپنے بزرگان سلف کے کارنامے پیش کرتے ہیں اور علم کے ساتھ ساتھ قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں، پھر بفضلہ تعالیٰ انہیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لئے حتی الوسع تمام ماخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے، اللہ پاک ان کو اور ان جیسے دیگر فاضل نوجوانوں کو علم و عمل کی دنیا میں مہر و ماہ بنا کر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

غلام مصطفیٰ خاں

جمعہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء

Marfat.com

سرآغاز

صوفیاء کرام تسخیر ممالک کے لئے نہیں، تسخیر قلوب کے لئے کوشاں رہے، ایک طرف مجاہدین اسلام نے سر زمین ہندو پاک فتح کی تو دوسری طرف اولیاء عظام نے اہل ہندو پاک کے دلوں کو مسخر کیا، فی الحقیقت جو فتح و نصرت حضرات اہل اللہ کو نصیب ہوئی، کسی کو نہ ہوئی، ان کے در پر شاہان عالم نے سر جھکائے ہیں:-

دربار شہنشہی سے خوش تر
مردان خدا کا آستانہ

جن جن مقامات کی طرف اسلامی فوجیں پیش قدمی کرتی گئیں اور جہاں جہاں مسلمان تاجر آباد ہوتے گئے وہاں اولیاء کرام بھی تشریف لاتے رہے چنانچہ ۷۷۵ء/۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کے زیر کمان گجرات پر حملے کے لئے ایک بحری بیڑا بھیجا تھا جو ۷۷۶ء/۱۶۰ھ میں بھڑوچ سے سات میل مغرب میں "بھاڑ بھوت" کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ اس میں مشہور تابعی ابوحفص ربیع بن صبیح السعدی البصری بھی تھے۔ جزائر ہند کے کسی جزیرے میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ ۷۸۷ء/۱۷۱ھ میں شیخ ابوتراب (المعروف بہ حاجی ترابی) عہد بنوعباس میں سابق صوبہ سندھ (مغربی پاکستان) میں عرب سے کسی ممتاز عہدے پر فائز ہوکر آئے، آپ تبع تابعین میں سے تھے، یہیں وفات پائی، مزار مبارک ٹھٹھ (مغربی پاکستان) سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے، مقبرے پر سنہ تعمیر ۱۳۹۶ء/۱۷۱ھ کندہ ہے۔ اسی صدی میں (دوسری صدی ہجری) شیخ بوعلی سندھی علیہ الرحمہ بھی اس سر زمین پر نظر آتے ہیں۔ آپ کے متعلق مولانا جامی نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول

Marfat.com

نقل فرمایا ہے کہ ''میں نے علم توحید اور فنا بوعلی سندھی سے سیکھے اور اسلامی توحید بوعلی سندھی نے مجھ سے سیکھی''۔

★

تیسری صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں حسین بن منصورالحلاج رحمۃاللہ علیہ (م۔ ۹۲۲ء/۳۱۰ھ) بحری راستے سے ہندو پاک تشریف لائے اور شمالی ہند ہوتے ہوئے بری راستے سے واپس تشریف لے گئے۔ پانچویں صدی ہجری (گیارھویں صدی عیسوی) میں بابا ریحان رح درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد سے بھڑوچ تشریف لائے۔ اسی طرح حضرت علی بن عثمان الہجویری الغزنوی (۱۰۷۲-۶ء/۴۶۵-۹ھ) لاہور تشریف لائے اور یہیں وفات فرمائی۔ چھٹی صدی ہجری (بارھویں صدی عیسوی) میں خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ (م۔ ۱۲۳۰ء/۶۲۸ھ) بھی پاکستان تشریف لائے۔

ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) میں شیخ جلال‌الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ متحدہ بنگال تشریف لائے، اسی صدی میں سید جلال‌الدین جلال سرخ رح بخارا سے بھکر (سابق صوبہ سندھ) تشریف لائے، ۱۲۴۴ء/۶۴۲ھ میں یہاں سے اچھ (سابق ریاست بہاولپور) منتقل ہوگئے، اور ۱۲۹۱ء/۶۹۰ھ میں یہیں وفات پائی۔ سید جلال‌الدین بخاری جن کا مزار مبارک اچھ میں ہے آپ ہی کے پوتے ہیں۔ موصوف نے ۱۳۵۱ء/۷۵۲ھ میں حاکم ٹھٹھ اور فیروز شاہ تغلق کے درمیان صلح کرائی تھی۔ ۱۳۸۳ء/۷۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) میں شیخ محی‌الدین ابن العربی (م۔ ۱۲۴۰ء/۶۳۸ھ) کے شارح عبدالکریم جیلی (۱۴۱۰ء/۸۱۳ھ) نے بھی ہندو پاکستان کا دورہ کیا، ادھر بھارت میں سید گیسودراز (م۔ ۱۴۲۱ء/۸۲۵ھ) نے پونا اور بلگام کے اضلاع میں اسلام کی اشاعت کی۔

★

Marfat.com

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری (بارھویں اور چودھویں صدی عیسوی) میں ایران اور عراق سے تین مشہور سلاسل طریقت جنوبی بھارت میں داخل ہوئے۔ چشتیہ، سہروردیہ اور فردوسیہ، سلسلہ چشتیہ بھارت کے علاقہ اتر پردیش میں زیادہ پھیلا۔ اس سلسلے کے سرگروہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۵۹۳ھ/۱۱۹۷ء میں مغربی پاکستان ہوتے ہوئے بھارت تشریف لے گئے اور ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء میں یہیں وفات فرمائی۔ آپ کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م۔ ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء)، موصوف کے خلیفہ خواجہ فریدالدین گنج شکر (م۔ ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء)، ان کے خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیاء (م۔ ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) اور موصوف کے خلیفہ شیخ نصیرالدین محمد چراغ دہلوی (م۔ ۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء) کے ذریعے سلسلہ چشتیہ کو بڑا فروغ ہوا، ہندو پاک کے مشہور شاعر حضرت امیر خسرو (م۔ ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) اور مشہور مورخ ضیاءالدین برنی کا تعلق اسی سلسلے سے تھا۔ حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سلسلے میں بیعت تھے اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ موصوف کا شجرہ خلافت نو واسطوں کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاء سے ملتا ہے۔

سلسلہ سہروردیہ پاکستان کے سابق صوبہ سندھ میں زیادہ پھیلا، سب سے پہلے اس سلسلے کے بزرگ حضرت مخدوم نوح بھکری جو شیخ شہاب الدین سہروردی (۵۳۹ھ/۱۱۴۴ء - ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) کے مرید اور خلیفہ تھے، بھکر (سابق صوبہ سندھ) تشریف لائے، اس کے بعد شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی (م۔ ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء)، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ارشاد کے بموجب عراق سے مخدوم نوح کی خدمت میں بھکر تشریف لائے، لیکن مخدوم نوح پہلے ہی وفات پا چکے تھے، اس لئے ملتان تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ اس سلسلے میں بھی بیعت تھے اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا، آپ کا شجرہ خلافت نو واسطوں کے بعد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ سلسلہ فردوسیہ مشرقی بھارت، بہار کے علاقے میں پھیلا، شیخ

Marfat.com

شرف الدین یحییٰ منیری کا اسی سلسلے سے تعلق تھا۔ شاہ محمد غوث نے اس سلسلے میں بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ موصوف کا شجرۂ خلافت چھ واسطوں کے بعد شیخ شرف الدین یحییٰ منیری سے ملتا ہے۔

★

مغلیہ دور حکومت میں ہند و پاک میں باہر سے نئے سلاسل طریقت آئے، **شطاریہ قادریہ** اور **نقشبندیہ**، سلسلہ قادریہ کے سرگروہ شیخ عبدالقادر جیلانی (م۔ ۱۱۶۵ء/ ۵۶۱ھ) ہیں، آندھرا پردیش (بھارت) میں شاہ نعمت اللہ (م۔ ۱۴۳۰ء/۸۳۴ھ) کا تعلق اسی سلسلے سے تھا، مگر موصوف سے اس سلسلے کی اشاعت نہیں ہوئی، صحیح معنوں میں مخدوم محمد گیلانی (م۔ ۱۵۱۷ء/۹۲۳ھ) نے سلسلہ قادریہ کو پھیلایا، موصوف حلب (شام) میں پیدا ہوئے، والد کی وفات کے بعد سابق ریاست بھاول پور (مغربی پاکستان) میں اچھ کے مقام پر توطن اختیار کیا، پھر موصوف کے فرزند مخدوم عبدالقادر ثانی (م۔ ۱۵۳۳ء/۹۴۰ھ) نے اس سلسلے کو پھیلایا۔ ہند و پاکستان کے مشہور صوفی اور عالم شیخ عبدالحق محدث دھلوی (م۔ ۱۶۴۲ء/ ۱۰۵۲ھ) کا تعلق بھی اس سلسلے تھا۔ شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ بھی سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا، موصوف کا شجرۂ خلافت چودہ واسطوں کے بعد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد باقی باللہ (م۔ ۱۶۰۳ء/۱۰۱۲ھ) اور موصوف کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی (م۔ ۱۶۲۴ء/۱۰۳۴ھ) کو خاص امتیاز حاصل ہے، آپ ہی کے ذریعے شمالی ہند اور مغربی پاکستان میں پورے آب و تاب کے ساتھ اس سلسلے کی اشاعت ہوئی۔ آپ کا مبارک دور، تاریخ ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہند و پاک کے مشہور و معروف دانائے راز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی (م۔ ۱۷۶۳ء/۱۱۷۶ھ) کو بھی اس سلسلے سے خاص تعلق تھا۔

★

Marfat.com

شیخ ابو یزید طیفور ابن عیسی ابن آدم بسطامی (۸۷۴ء/۲۶۰ھ) سلسلۂ شطاریہ کے پیشوا ہیں، اس سلسلے کو ایران میں ''عشقیہ'' کہتے ہیں، روم میں ''بسطامیہ'' اور ہند و پاک میں ''شطاریہ'' کہتے ہیں، نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کے آخر میں شاہ عبداللہ شطاری (م۔ ۱۴۸۵ء/۸۹۰ھ) ایران سے ہند و پاکستان تشریف لائے۔ اور اس سلسلے کو پھیلایا۔ شیخ موصوف پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد میں ہیں۔ اور سات واسطوں سے حضرت بایزید بسطامی (م۔ ۸۷۴ء/۲۶۰ھ) سے بیعت ہیں۔ آپ کا مزار مبارک مالوہ کے سابق دارالسلطنت مانڈو میں قلعہ کے اندر واقع ہے۔

شیخ موصوف کے انتقال کے بعد موصوف کے خلیفہ شیخ محمد علا المعروف بشیخ قاضن شطاری نے اس سلسلے کو پھیلایا۔ آپ کا مرکز ضلع مظفر پور (بہار) کا جنوبی علاقہ تھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست (م۔ مابعد ۱۵۲۸ء/۹۳۶ھ) نے سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت کی۔ (موصوف کا مزار مبارک حاجی پور (بہار) کے قریب ہے) موصوف کے بعد موصوف کے خلیفہ شیخ ظہور حاجی حمید الدین حضور (م۔ ۱۵۲۳ء/۹۳۰ھ) نے اس سلسلے کو پھیلایا (آپ کا مزار مبارک ضلع سارن پور (بہار) میں رتن سرائے میں واقع ہے۔)

☆

شیخ حاجی حمید الدین حضور کے انتقال کے بعد موصوف کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری (م۔ ۱۵۶۲ء/۹۷۰ھ) سے سلسلۂ شطاریہ کی خوب اشاعت ہوئی، بر صغیر ہند و پاک میں اس سلسلے کی اشاعت موصوف ہی کی رہین منت ہے۔ شاہ و گدا سب ہی نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ ظہیر الدین محمد بابر ''بادشاہ'' نصیر الدین محمد ہمایوں ''بادشاہ'' اور جلال الدین محمد اکبر ''بادشاہ'' کو آپ سے خاص عقیدت تھی۔ نور الدین محمد جہانگیر ''بادشاہ'' نے بھی بڑے احترام سے آپ کا ذکر کیا ہے۔ بھارت کے ہر حصہ میں آپ کے خلفاء و مریدین پھیلے

Marfat.com

ہوئے تھے چناں چہ آگرہ، دہلی، برہان پور، بڑودہ، احمدآباد، سنبھل، اجمیر شریف سرہند، کالپی، بیجاپور، اجین، سارن پور (بہار) وغیرہ میں آپ کے بیشمار مریدین تھے۔

شاہ وجیہالدین علوی (م- ۱۵۸۹ء/۹۹۸ھ)، (جو شاہ محمد غوث کے اجلہ خلفاء میں ہیں) کے مرید شیخ صبغۃ اللہ البروجی (م- ۱۶۰۶/۱۰۱۵ھ) نے سلسلہ شطاریہ کو سرزمین حجاز میں پھیلا۔ ان کے مریدالمرید شیخ احمد قشاشی (م- ۱۶۶۰ء/۱۰۷۱ھ) اور ان کے جانشین ملا ابراہیم القرالی (م- ۱۶۹۷ء/۱۱۰۹ھ) کے وساطت سے یہ سلسلہ جزائر انڈولیشیا، جاوا اور سماٹرا وغیرہ میں پھیلا۔ شیخ علی قوام الجونپوری خلیفہ شیخ عبدالقدوس النظام آبادی سے بھی سلسلہ شطاریہ کی اشاعت ہوئی۔ شیخ عبدالقدوس، شیخ حافظ کے خلیفہ تھے اور موصوف شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ تھے۔ اس طرح ہندو پاک میں دو شاخوں سے سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت ہوئی۔ ایک شیخ علی قوام جونپوری کے ذریعے اور دوسرے شاہ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے۔ سلسلۂ شطاریہ کا کافی عرصہ تک اثر و نفوذ رہا چناں چہ امام الھند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ (م- ۱۷۶۳ء/ ۱۱۷۶ھ) نے اس سلسلے کے اشغال و اذکار اپنے استادگرامی شیخ ابوطاہر مدنی اور حاجی محمد سعید لاہوری سے سیکھے تھے۔

★

شاہ محمد غوث اور ان کے خلفاء و مریدین سے ایک طرف ہندو پاک میں سلسلہ شطاریہ کو فروغ ہوا اور دوسری طرف ان حضرات کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے زبان اردو کی خدمت ہوتی رہی، اگر اس سلسلے کے بزرگوں کے ملفوظات جمع کئے جائیں تو معلوم ہوگا کہ زبان اردو کی اشاعت میں بھی ان حضرات نے کچھ کم حصہ نہیں لیا، چناں چہ شیخ وجیہالدین علوی (م- ۱۵۸۸ء/ ۹۹۸ھ)، لشکر محمد عارف (م- ۱۵۸۵ء/۹۹۳ھ)، ان کے خلیفہ شیخ عیسی جنداللہ

Marfat.com

(م- ١٦٢١ء/١٠٣١ھ) وغیرہ کے ملفوظات میں بکثرت ہندی اقوال و اشعار ملتے ہیں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہند و پاکستان کا مشہور مطرب میاں تان سین (م- ١٥٨٩ء/٩٩٨ھ)، شاہ محمد غوث کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوکر بیعت ہوا۔ ایک عرصہ خدمت میں رہا۔ اور جب آپ کا وصال ہوا تو دربار اکبری سے وابستہ ہوا، زبان اردو کے مشہور شاعر سراج الدین علی خان آرزو (م- ١٧٥٦ء/ ١١٧٠ھ) کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا۔

★

شاہ محمد غوث کی سوانح حیات پر ابتک کوئی جامع اور محقق کتاب لکھی گئی موصوف کے خلیفہ فضل اللہ شطاری نے موصوف کی حیات ہی میں مناقب غوثیہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جو ١٥٣٤ء/٩٤١ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ موصوف کے ایک اور عقیدت مند سید فضل علی شاہ نے کلیات گوالیاری کے نام سے عہد اکبری میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس میں بعض حالات ملتے ہیں۔ شاہ محمد غوث کے خلیفہ شیخ وجیہ الدین علوی کے تلمیذ رشید مولانا محمد غوثی نے گلزار ابرار کے نام سے ١٦١٣ء/١٠٢٢ھ میں جہانگیر کے عہد میں ایک تذکرہ مرتب کیا تھا۔ اس میں شاہ محمد غوث کے شیخ طریقت اور خلفا وغیرہ کے مجمل حالات ملتے ہیں، ١٩٣٩ء/١٣٥٨ھ میں مفتی انتظام اللہ شہابی نے "سوانح محمد غوث" کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا مگر یہ بھی نا تمام ہے۔ اس لئے راقم نے اس طرف توجہ کی، چنانچہ اپریل (١٩٦٢ء/١٣٨٢ھ) میں ندوۃالمصنفین، دھلی، کے مجلہ "برھان" میں شاہ محمد غوث کی مشہور تصنیف "جواھرخمسہ" پر راقم کا ایک تحقیقی مقالہ شائع ہوا۔ اس کے بعد راقم نے شاہ محمد غوث کے حالات زندگی، اولاد امجاد، تصانیف، اور خلفا و مریدین کے حالات پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا۔ مقالہ کی تیاری میں مغربی پاکستان کی بعض لائبریری سے استفادہ کیا مثلاً سندھ یونیورسٹی لائبریری۔ حیدرآباد، سندھ پروونشل لائبریری۔ حیدرآباد، سنٹرل لائبریری۔ بھاول پور، پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔ لاہور، پشاور یونیورسٹی،

Marfat.com

لائبریری۔ پشاور، اسلامیہ کالج لائبریری۔ پشاور، انڈیا آفس لائبریری۔ لندن سے بھی بعض مخطوطات کی فلمیں اور مصور اوراق حاصل کئے گئے بعض فضلاء کے ذاتی کتب خانوں کا بھی مطالعہ کیا مثلاً علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم (لاہور)، قاضی صبغۃ اللہ (شیرگڑھ) وغیرہ۔

مذکورہ بالا مقالہ ''شاہ محمد غوث گوالیاری'' کے عنوان سے دارالمصنفین، اعظم گڑھ کے مجلہ ''معارف'' میں پانچ اقساط میں (جولائی، اگست، ستمبر، نومبر اور دسمبر ۱۹۶۲ء) شائع ہوا۔ اور بحمداللہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ اس مقالے میں بعض مستشرقین کی اغلاط کی اصلاح بھی کر دی گئی ہے مثلاً ہرمن ایتھے (*Hermann Ethe*)، بروکلمن (*Brochelmann*)، لوتھ (*Loth*)، سی۔ اے۔ اسٹوری (*C. A. Storey*)، ٹی۔ ڈبلیو۔ بیل (*T. W. Beale*) وغیرہ، اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی بعض غلطیوں کی اصلاح بھی کر دی گئی ہے۔

★

ان مقالات کو جب خاندان غوثیہ کے چشم و چراغ سید محمد خطیرالدین شاہ صاحب نے مطالعہ فرمایا تو راقم سے ان کو کتابی صورت میں شائع کرنے کے لئے فرمائش کی، پھر پے در پے اصرار فرماتے رہے، حتی کہ طباعت کے بارگران کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوگئے، موصوف کے اخلاص و محبت کو دیکھتے ہوئے راقم نے عدیم الفرصتی کے باوجود دونوں مقالات (مقالہ ''برہان'' اور مقالہ ''معارف'') پر نظرثانی کی اور جابجا ترمیم و اضافے کئے۔ اور بحمداللہ تعالی اب ان مقالات کو کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

احقر محمد مسعود احمد
شعبۂ اردو۔ گورنمنٹ کالج
میرپورخاص (مغربی پاکستان)
جمعۃ المبارک ۱۵، رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ
مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۴ء

Marfat.com

حصۂ اول

حالات زندگی

Marfat.com

شاہ محمد غوث گوالیاری رح

نسب شــاہ محمد غوث گوالیاری (متوفی ۱۵۶۲ع/۹۷۰ھ) کا سلسلہ٫ نسب خواجہ فریدالدین عطار (متوفی ۱۲۳۰ع/۶۲۸ھ) سے ملتا ہے، موصوف اپنی مشہور تصنیف جواہر خمسہ (۱۵۲۲ع/۹۲۹ھ) کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں :-

فقال الفقیر الراجی الی اللہ ملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار محمد بن خطیرالدین بن لطیف بن معین‌الدین قتال بن خطیرالدین بن بایزید بن خواجہ فریدالدین عطار.........۲

یوسف البادر سرکیس نے فاحش غلطی کی ہے اور تین واسطوں کو چھوڑ کر لکھا ہے :-

”محمد بن خطیرالدین بن بایزید ابن فریدالدین العطار،،۳

تھامس ولیم بیل (T.W. Beale) نے لکھا ہے کہ آپ کا شجرہ٫ نسب ساتوین پشت میں خواجہ فریدالدین عطار سے ملتا ہے (۴) مگر اس نے بھی یہ غلطی کی ہے کہ شاہ محمد غوث کے دادا کا نام معین‌الدین قتال لکھا ہے جو ان کے پر دادا کا نام ہے، دوسری غلطی یہ کی ہے کہ والد کا نام قیام الدین لکھا ہے، حالانکہ ان کا نام خطیرالدین تھا،

۱: Levy=Presian Literatue, London, 1948, P-48

۲: شاہ محمد غوث = جواہر خمسہ (قلمی) انڈیا آفس لائبریری، لندن، مکتوبہ محمد واصل بیگ قادری، محررہ ۸ صفرالمظفر ۱۱۷۳ھ

۳. یوسف البادر سرکیس = المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر، ۱۹۲۸ع/۱۳۴۶ھ

۴: T W. Beale=Oriental Biographical Dictionary Calcutta, 1881.P-186.

Marfat.com

مقاله نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے قول کے مطابق شاہ محمد غوث کے پردادا معین الدین قتال سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے، اور جونپور میں انتقال فرمایا (۵) مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی لکھا ہے :-

" وجد مرحوم وے از سادات عظام نیشاپور بود و بعد ازاں در ہندوستان تشریف آوردہ قیام پذیر گشت۔ ۶

(ترجمہ) اور آپکے جد مرحوم نیشاپور کے سادات عظام میں سے تھے اس کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور یہیں اقامت گزیں ہوگئے۔

صاحب مناقب غوثیہ (۱۵۳۴ع/۹۴۱ھ) نے بھی لکھا ہے :-

آپ کے جد امجد (پردادا) سید معین الدین قتال جونپور میں مدفون ہیں اور والد ماجد میہ خطیرالدین کھیڑہ میں مدفون ہیں۔ یہ غازیپور کے علاقے میں ہے، آپ کا قیام بھی کھیڑہ میں تھا ۷

ولادت

شاہ محمد غوث نے اپنی تصنیف اوراد غوثیہ (۹۴۹ھ) میں اپنی تاریخ ولادت ۷ رجب المرجب روز جمعہ وقت نماز پیشیں ۹۰۷ھ تحریر فرمائی ہے، لیکن مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے خود شاہ محمد غوث رح کے حوالے سے تاریخ ولادت ۹۰۶ھ تحزیر کی ہے، انھوں نے لکھا ہے :-

" اپنے بیان کے مطابق محمد غوث رح کی ولادت ۹۰۶ھ (۱۵۰۰ع) میں ہوئی (۸) معلوم نہیں اس کا ماخذ کیا ہے، ورنہ اوراد غوثیہ (۱۵۴۲ع/۹۴۹ھ) میں تو خود شاہ محمد غوث نے تحریر فرمایا ہے :-

" وتولد این فقیر، ہفتم ماہ رجب روز جمعہ وقت نماز پیشیں سنہ سبع وتسعمائۃ شدہ بود "

---

۵ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ہالینڈ) ایڈیشن ۱۹۱۳ع، ص ۸۱-۶۸۰

۶۔ مفتی غلام سرور لاہوری = خزینۃ الاصفیا، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۸۷۳ع

۷۔ شاہ فضل اللہ شطاری مناقب غوثیہ (اردو) مترجمہ ظہیرالحق احمدآبادی، مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۳ع (۸) دائرۃ المعارف الاسلامیہ (لائیڈن) ۱۹۱۳ع

Marfat.com

حالات زندگی

شاہ محمد غوث نے اوراد غوثیہ میں سات سال کی عمر سے ۴۳ سال کی عمر تک کے حالات زندگی نہایت اختصار سے تحریر فرمائے ہیں، یہاں موصوف کا بیان نقل کیا جاتا ہے، اس میں سنین کا تعین، سنہ ولادت ۹۰۷ھ کی روشنی میں راقم نے کیا ہے:-

"این درویش ہفت سالہ بود (۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء) کہ دریں راہ آمد و نہ سالہ بود (۹۱۶ھ/۱۵۱۰ء) کہ معرفت حاصل شد و پانزدہ سالہ بود (۹۲۲ھ/۱۵۱۶ء) کہ رہ نمونی می کرد۔ وبیست و دو سالہ بود (۹۲۹ھ/۱۵۲۲ء) کہ معراج شد و بیست و پنج سالہ بود (۹۳۲ھ/۱۵۲۵ء) کہ طالبان راہم چون خود می کرد۔ وسی وسہ سالہ بود (۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء) کہ مرجع خاص و عام شد، صورت اقتدائیت و امامیت روئے نمود، چہل سالہ بود (۱۵۴۰ء/۹۴۷ھ) کہ از بادشاہان تفاوت پیدا شد، سفر اختیار کرد، در ولایت گجرات آمد۔ این اوراد در قلعہ جانپانیر بہ قلم آمد...... در وقت انشا مذکور عمر این درویش چہل وسہ سالہ بود (۹۴۹ھ/۱۹۴۲ء)۔ وتولد این فقیر ہفتم ماہ رجب روز جمعہ وقت نماز پیشین سنہ سبع وتسعمائۃ شدہ بود وا ملائے مذکور در ماہ جمادی‌الاول سنہ تسع واربعین و تسعمائۃ است" ۹

(ترجمہ) اس درویش نے ۷ سال کی عمر میں راہ طریقت میں قدم رکھا، نو سال کا تھا تو معرفت حاصل ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں رہنمائی کر رہا تھا۔ بائیس سال کی عمر میں معراج ہوئی۔

۹- شاہ محمد غوث: اوراد غوثیہ (فارسی)، مطبوعہ مطبع صبغۃ اللہی ۱۳۱۳ھ ص ۳-۴ (۲) ایضاً ص ۵۴۔

Marfat.com

پچیس سال کی عمر میں طالبان طریقت کو ہم رنگ بنا رہا تھا۔ تینتیس سال کی عمر میں تو مرجع خاص و عام ہوگیا تھا اور مقتدیٰ و پیشوا بن گیا تھا۔ چالیس سال کی عمر میں بادشاہوں سے کچھ اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی۔ چناں چہ سفر اختیار کیا اور ملک گجرات پہنچا۔ یہ اوراد (غوثیہ) قلعہ جانپانیر میں لکھے گئے .... ان اوراد کو لکھتے وقت اس درویش کی عمر تینتالیس سال تھی۔ یہ فقیر ۲ ماہ رجب روز جمعہ وقت نماز پیشیں ۹۰۷ھ میں پیدا ہوا۔ اور مذکورہ بالا تحریر ماہ جمادیٰ الاول ۹۴۹ھ میں مکمل کی''

اس بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روحانی زندگی کا آغاز سات برس کی عمر میں (۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء) میں ہوا تھا لیکن صاحب مناقب غوثیہ (۹۳۱ھ/۱۵۲۴ء) شاہ فضل اللہ شطاری نے لکھا ہے:-

''جب بارہ سال کی عمر ہوئی تو طلب خدا میں سرگرداں ہوتے ہوئے جونپور تشریف لائے اور قاضی صدرجہاں کے مکان پر قیام کیا، قیام کے دوران تحصیل علم میں مصروف رہے، کافیہ وغیرہ تک عبور حاصل کرلیا، پھر اسی کو کافی سمجھ کر علم باطنی کی تلاش میں مصروف ہوگئے''- ۱۰ (ملخصاً)

روحانی زندگی کے آغاز کے سلسلے میں شاہ محمد غوث کا بیان ہی مستند سمجھا جائے گا، محمد غوثی کے بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی (۱۱)

۱۰- مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۳ء

۱۱- محمد غوثی: گل زار ابرار (اردو) مترجمہ فضل احمد، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص ۲۲۲۔

Marfat.com

شاہ فضل اللہ شطاری کے مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ محمد غوث کی عربی تعلیم صرف کافیہ تک محدود تھی، مگر آپ کی متعدد تصانیف شاہد ہیں کہ آپ کو علوم منقول میں کافی دسترس حاصل تھی، آپ کے خلفاء میں شاہ وجیہ‌الدین علوی گجراتی (متوفی ۱۵۸۸ء/۹۹۷ھ) جیسے جلیل‌القدر اور متبحر عالم بھی شامل تھے، اس سے بھی آپ کی علمیت اور روحانیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

طلب و شوق

بقول صاحب مناقب غوثیہ، شاہ محمد غوث روزانہ اپنے پردادا سید معین الدین قتال کے مزار مبارک پر جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ غلبۂ شوق میں رات وہیں بسر کی، صبح کو بشارت ہوئی:۔

> بابا محمد! جاؤ صدیقی کی کفش برداری کرو اور ان کی خدمت بجا لاؤ کہ جوانواع و اقسام کے انعام جمع ہوچکے ہیں ان کا ظہور ہو (۱۲)۔

یہ بشارت سن کر جون پور سے گور پہنچے، اور حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست (متوفی مابعد ۱۵۳۹ء/۹۴۶ھ) کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے، یہاں سے فیضیاب ہوکر کانودر گئے یہاں سے پھرتے پھراتے ایک دوسرے شہر میں پہنچے، اس شہر کے قریب ایک پہاڑ تھا، جس پر ایک بزرگ رہا کرتے تھے، ان کے حالات سن کر شاہ محمد غوث کو ان سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا چناں‌چہ پہاڑ پر جاکر ان کی زیارت کی، ان بزرگ نے شاہ صاحب کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا:۔

> ”خوش آمدید! خوب آئے اور بر وقت آئے کہ میں بھی آپ کے انتظار میں تھا، کیونکہ مجھے خدائے برتر نے مقام غوث بخشا

۱۲۔ مناقب غوثیہ (اردو)، ص۶۰

ہے اور اب میری دنیاوی عمر تمام ہوچکی ہے، حکم ہوا تھا کہ فلاں وقت اس شکل و شمائل کا ایک مرد آنے والا ہے، تم ان کو یہ درجہ غوثیت سونپ کر دنیا سے عالم بقا کی طرف آجاؤ، بحمدہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو پہنچایا اب آپ اس وقت تشریف لیجائیے،، ۱۳

ان سے مل کر شاہ محمد غوث پہاڑ سے اتر آئے، دوسرے روز جب پہنچے تو دیکھا کہ وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوکر سجدہ میں گئے اور جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔

یہ بیان شاہ فضل اللہ شطاری کی تصنیف مناقب غوثیہ سے نقل کیا گیا ہے، جو شاہ محمد غوث کے معاصر تھے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ محمد غوثی نے گل زار ابرار (۱۶۱۳ء/۱۰۲۲ھ) میں شیخ پھول (متوفی ۱۰۳۸ء/۹۴۵ھ) برادر بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری کی زبانی نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:-

،، شیخ فضل اللہ بنگالی، میرے بھائی شیخ محمد اور فقیر پھول ہم تین آدمی چنار کے کوہستان میں ریاضت کے ارادہ سے آئے تھے وہاں کے باشندوں نے بیان کیا کہ دوسو برس ہوئے ہم اپنے بزرگوں سے مسلسل سنتے چلے آتے ہیں، اس غار میں ایک درویش گوشہ گزیں ہیں اور مشغول بخدا ہیں، ہم میں سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہیں جو ان کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لائے، یہ سن کر ہم تینوں آدمیوں نے تلاش کے واسطے اس غار میں قدم رکھا، جب ہم دو منزل کے برابر راہ چل لیے تو وہاں پر ہم نے

۱۳- مناقب غوثیہ (اردو)، ص ۸

ایک پیر کو مراقب دیکھا کہ اس نے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے، وہ پیر ہمارے پہنچنے سے آگاہ ہوا، اٹھا، اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑھا، بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا، اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا، مجھکو جہانگیر، بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا، اسرار و حقائق اپنی تقریر میں ظاہر کرکے آنے والوں کو آگاہ کیا، اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی، اس کے بعد جلدی سے خلوت میں گھس گیا، تھوڑی دیر بعد ہم لوگوں نے واپس آنے کی اجازت مانگی' جواب کہاں سے آتا' وہ تو واصل حق ہوچکا تھا، اس سفر کا سامان اس غار میں مہیا کر رکھا تھا' ہم نے اس سامان کو کام میں لاکر نعش سپرد خاک کی'' ۱۴

اس درویش کو سپرد خاک کرکے شاہ محمد غوث دوبارہ گور تشریف لائے' اور پھر شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا:-

''تمہاری ارادت حضرت حاجی حمیدالدین کے دست خاص پر مقرر ہے' اب سارنپور جاؤ'' ۱۵

بیعت و ریاضت

اس حکم پر شاہ محمد غوث گوالیاری سارنپور پہنچے اور حاجی حمیدالدین حضور (متوفی ۱۵۲۳ء/۹۳۰ھ) کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

۱۴- ترجمہ گل زار ابرار (اردو)- ص، ۵-۲۳۴

۱۵- مناقب غوثیہ (اردو)- ص، ۸

Marfat.com

بقول شاہ فضل اللہ شطاری جب شاہ محمد غوث رح، حاجی حمیدالدین حضور کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے پہلے تو آمد کی غرض وغایت دریافت کی پھر ایک مکتوب دیا اور فرمایا کہ حضرت ابوالفتح ھدایت اللہ سرمست سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ نہ معلوم اس میں کیا راز کی بات لکھی ہوگی، بہر کیف جب شاہ محمد غوث رح جواب لے کر گور سے واپس سارنپور پہنچے تو حاجی حمیدالدین حضور کچھہ دیر تو آپ کا چہرہ دیکھتے رہے۔ اس کے بعد اپنے خادم احمد سے فرمایا :-

"شیخ احمد اس بچہ کو پہچانتے ہو؟" ۱۶

پھر خود ھی فرمایا :- "یہ وہی بچہ ھے جو حضرت رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھہ پر تھا" ۱۷

اس واقعہ کی تفصیل شاہ فضل اللہ شطاری نے یہ لکھی ھے کہ حاجی حمیدالدین حضور روضہ پاک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وھاں تیس سال مجاورت کی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہندوستان جانیکا اشارہ ھوا۔ چنانچہ واپسی میں جب بیت‌المقدس پہنچے تو خیال آیا کہ عمر عزیز کا بیشتر حصہ (۱۶۰ سال) گزر چکا ھے لیکن نہ کوئی فرزند ھوا اور نہ کوئی مرید جس سے یہ امید ھوتی کہ مستقبل میں وہ میرے لیے یادگار ھوگا۔ آنکھہ بند تھی مشغول حق تھے۔ اسی عالم میں کیا دیکھتے ھیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ھیں، دونوں کے دست مبارک میں کاغذ کا ایک ایک ٹکڑا تھا جس پر ایک ایک صوفی کی تصویر بنی ھوئی تھی۔ یہ تصویریں حاجی حمیدالدین حضور کے سامنے رکھہ کر آں حضرت نے فرمایا کہ تم کبیدہ خاطر نہ ھو۔ یہ دو صوفی

۱۶- فضل اللہ شطاری : مناقب غوثیہ۔ مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء، ص-۱۰

۱۷- ایضاً، ص-۱۰

حق تعالیٰ کی بارگاہ سے تمہارے لیے تحفتاً لائے گئے ہیں۔ ان سے قیامت تک تمہارا سلسلہ جاری رہے گا۔

حاجی حمیدالدین حضور جب ہندوستان پہنچے تو بمقام سارن پور ایک درخت کے نیچے چند سال اس طرح مشغول رہے کہ اپنی جگہ سے قدم نہ اٹھایا حتیٰ کہ شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اس رویائے صادقہ کی تعبیر دکھائی گئی۔ چناں چہ آپ نے موصوف کو سلسلہ شطاریہ میں بیعت فرمایا، آپ کے ساتھ برادر بزرگ شیخ پھول (متوفی ۱۵۳۸ء/۹۴۵ھ) بھی تھے۔ دوسری تصویر جو دکھائی گئی تھی وہ موصوف ہی کی تھی۔ ان دونوں حضرات سے سلسلہ شطاریہ کو بڑا فروغ ہوا۔

حاجی حمیدالدین حضور نے دونوں بھائیوں کی تعلیم و تلقین کی اور شیخ پھول کو اپنے همراہ لے کر صوبہ بہار کی طرف روانہ ہوگئے اور شیخ محمد غوث کو کوہستان چنار میں ریاضت کے لیے چھوڑ دیا، پھر چند دن بعد شیخ پھول کو بھی حصول فیض کے لیے شیخ محمد غوث کے پاس بھیجدیا۔

شاہ محمد غوث تیرہ سال چند مہینے عبادت و ریاضت میں مشغول رہے، اس کے بعد جب حاجی حمیدالدین حضور واپس ہوئے تو مرید کو با مراد پایا، شاہ محمد غوث نے اس عرصے میں جواہر خمسہ (۱۵۲۲ء/۹۲۹ھ) تصنیف کی تھی، وہ شیخ کے سامنے پیش کی، وہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

> "اسرار و اعمال کے جواہرات جو میرے تصرف اور قوت میں تھے وہ قبل ازیں تم کو حوالہ کر چکا ہوں اور میں نے اپنے پاس نام کے سوا کچھ نہیں رکھا تھا، اب نام کو بھی کتاب کے صلے میں جو معلم افعال ہے، تمہارے اوپر تصدق کرتا ہوں" ۱۸

۱۸- محمد غوثی: گل زار ابرار (اردو) مترجمہ فضل احمد، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ ص-۲۲۳

Marfat.com

چناں چہ بقول شاہ فضل اللہ شطاری امنی دن سے حضرت حمیدالدین حصور کا اسم گرامی شیخ ظہور الحق والدین اور شاہ محمد غوث کا اسم گرامی حمیدالدین عرف محمد غوث ہوگیا، اسی لیے ہرمن ایتھے (Hermann Ethe) نے شیخ حمیدالدین حصور کو شیخ ظہورالدین حاجی حصور لکھا ہے، ۱۹

شاہ محمد غوث نے جواہر خمسہ کے دیباچے میں اپنی طلب وسعی، شیخ کی خدمت میں حاضری، کوہستان چنار میں ریاضت و عبادت اور شیخ کی نوازش و عنایت کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:-

''در اول حال چون ولولۂ عشق و محبت داشت بحکم والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا جد و جهد بسیار می کرد۔ لیکن به منتهائے همت خود نمی رسید تابمقتضئے ان سعیه سوف یری در واقعه اول دیده بود باز نمودند که بمضمون اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب پیش حضرت سلطان الموحدین شیخ ظهور حاجی حضور (ن - حصور) متع الله المسلمین بطول بقائه و تا بمقصود رسی و مطلوب حاصل شود (ن - گردد) قصد کرد، رو در طلب آورد، دران سایه عرش پایه مشرف شد، بعد از ملاقات فرمودند که خواجه احمد کجاست، چون مشارالیه حاضر شد، گفتند، مارا که حق سبحانه و تعالیٰ وعدهٔ فرزند کرده است، این ست توفیق ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله یافت۔ آن حضرت معمر بودند چنان چه مشهور است۔ بعد از مدت مدید که بشرف خدمت حضرت مشرف شد جواهر علوم باطنی ازدریاء ولا یحیطون بشیٔ من علمه الا بما شاء وزواهر افضال ظاهری از بوستان سرائے

۱۹- *Hermann Ethe: Catalogue of the Persian Manus cripts in the Library of the India Office, Vol I, p. 1042-3, Orford, 1903.* Oxford

و بیُرت کل ذی فضل فضله نثار این فقیر کردند۔ بعد ازاں در کوهستان قلعه چنار رفته سیزده سال و چند (ن۔چہار) ماه در خلوت بود و انچه فرموده بودند به آں عمل نمود، حال گذشته را نوشته جمع ساخت، بعد از چند سال که آں حضرت همائے صفت سایه بر سر فقیراند اختند، تمامی را بعرض رسانید، خوش حال شدند و دعا کردند و پیراهن خاصهٔ خود را عطا فرمودند که بشارت القی علیٰ وجهه فارتد بصیرا یافته۔ این کتاب را که مسمی بجواهر خمسه است بدست آں حضرت داد، هر پنج جواهر بنظر کیمیا اثر مشرف شد، فرمودند که کار خودرا خوب کردید و خلق را هدایت وافر ابدالاباد و حجت اولیاءٔ الله خواهد بود و هیچ ولی نباشد که برین اسرار مطلع نه گردد۔ دراں وقت عمر این درویش بیست و دو سال بود'' ۲۰۔

''ابتدا حال میں جب که مجھه کو کمال درجه عشق و محبت کا ولوله تھا، تو میں بموجب حکم و الذین جاهدا و فینا لنهد ینهم سبلنا کے نہایت کوشش و محنت کرتا تھا، لیکن اپنی همت کی انتہا کو نه پہنچتا تھا، یہاں تک که بمقتضائے ان سیعه سوف یری جو کچھه که واقعه اول میں میں نے دیکھا تھا، مجھه پر کھلا که موافق مضمون آولئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربهم الوسیلة ایهم اقرب کے بارگاه حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور متع الله المسلمین بطول بقائه، میں حاضر هوتا که اپنے مقصد

۲۰۔ (الف) شاه محمد غوث: جواهر خمسه (قلمی) انڈیا آفس لائبریری۔ لندن (نسخهٔ بیجاپور نمبر ۱۳٦۲)
(ب) نسخهٔ فورٹ ولیم کالج (قلمی) مکتوبه ۸ صفر ۱۱۷۳ھ۔ نمبر ۲۱۲۴ مملوکه ٹیپو سلطان مرحوم، انڈیا آفس لائبریری، لندن۔

Marfat.com

کو پہنچے، اور مطلب حاصل ہو، چنانچہ میں نے قصد کیا اور طلب مقصود میں مستعد ہوا۔ یہاں تک کہ آنحضرت کے سایہ عرش پایہ سے مشرف ہوا، بعد ملاقات کے آپ نے فرمایا کہ خواجہ احمد کہاں ہیں؟ جب خواجہ احمد حاضر ہوئے تو ارشاد کیا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ فرزند کا فرمایا تھا، وہ یہی ہے، جس نے توفیق ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ ید اللہ فوق اید یھم کی پائی ہے، اور آپ کا سن شریف زیادہ تھا (جیسا کہ) مشہور ہے۔ بعد ایک مدت مدید کے شرف خدمت سے میں مشرف ہوا اور آپ نے جواہر باطنی کے دریائے ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شآء سے اور زواہر افضال ظاہری بوستان سرائے ویؤت کل ذی فضل فضلہ سے اس فقیر کو عطا کئے۔ اس کے بعد کوہستان چنار میں جاکے تیرہ برس اور کئی مہینہ خلوت میں رہا اور جو کچھ حضرت نے ارشاد کیا تھا، اس پر عمل کیا، اور حالات گذشتہ لکھ لکھ کے جمع کئے، چند برس کے بعد آنحضرت نے مثل ہما کے اپنا سایہ بلند پایہ اس فقیر کے سر پر ڈالا اور اس نے جملہ حالات عرض کئے آپ خوش ہوئے اور دعا فرمائی، اپنا پیراھن خاص مجھ کو عطا کیا جس سے میں نے بشارت القاہ علی وجہ فارتد بصیرا کی پائی اور یہ کتاب جس کا نام جواہر خمسہ ہے، حضرت ممدوح کے دست مبارک میں دی جب یہ پانچوں جوہر نظر کیمیا اثر حضرت سے مشرف ہوئے، فرمایا کہ تو نے اپنا کام خوب انجام دیا، اور خلق اللہ کو ہدایت وافر کی، یہ ہمیشہ اولیاء اللہ کے لئے حجت ہوگی اور کوئی ولی ایسا نہ ہوگا کہ ان بھیدوں سے خبردار نہ ہو، اس وقت درویش کی عمر بائیس سال کی تھی'' ۲۱

۲۱- جواہر خمسہ (اردو) مترجمہ محمد عبدالحکیم، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۰۹ء/۱۳۲۷ھ، ص ۵ -

Marfat.com

الغرض حاجی حمیدالدین حضور نے بیعت فرماکر تمام منازل سلوک طے کرائے اور خرقۂ خلافت عطا کیا۔ اکثر تذکرہ نگاروں اور مورخین نے شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ کی بیعت کا ذکر کیا ہے۔ صاحب مرأت سکندری لکھتے ہیں :-

”ہدایت پناہی، حقایق دستگاہی، مخترع بدیع الاسلوب فی الکشف والکرامات حضرت شیخ محمد غوث، طریقۂ ایشان شطاری ست، یعنی سلسلۂ ارادت و خلافت ایشان بحضرت سلطان العارفین، قطب المحققین، شیخ با یزید بسطامی قدس سرہ منتہی می شود“ ۲۲

ہندوستان میں شیخ عبد اللہ شطاری (م-۱۴۸۵ء/۸۹۰ھ) نے شطاریہ سلسلے کی اشاعت کی، آپ کا سلسلۂ نسب شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے، جو نویں صدی ہجری میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے تھے، آپ کی خواب گاہ (مانڈو) میں ہے، بقول محمد غوثی :

”تمام مشائخ شطار کو ہند میں شاہ عبد اللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا حصہ ملا ہے“ ۲۳

شاہ عبداللہ شطاری کے چند سال اور چند ماہ بعد خرقۂ خلافت شاہ محمد غوث کو پہنچا : ۲۴

عبدالحئی الحسنی مشرب شطاریہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”اما الطریقۃ الشطاریہ فہی للشیخ عبداللہ الشطاری الخراسانی، وکان من رجال قرن ثامن، و رد الہند و اخذ عنہ خلق کثیر ولہا

۲۲- سکندر بن محمد : مرأت سکندری، مطبوعہ بمبئی (۱۸۳۱ء/۱۲۴۶ھ)

۲۳- گل زار ابرار : ترجمہ (اردو)۔ص ۷-۲۸۶

۲۴- ایضاً ص ۲۸۷

Marfat.com

جہتان: جہة الشیخ محمد غوث الگوالیری صاحب الجواهر الخمسه وهو اخذ عن الشیخ هدایة الله بن محمد بن العلاء المنیری عن والده عن الشیخ عبد الله المذکور'' ۲۵

(ترجمه) ''طریقهٔ شطاریه، شیخ عبداللہ شطاری خراسانی سے چلا ہے، موصوف آٹھویں صدی ہجری کے متصوفه میں سے ہیں۔ ہندوستان تشریف لائے اور آپ سے بیشمار لوگ مستفیض ہوئے۔ موصوف کے یہاں دو سلسلے ہیں پہلا سلسله صاحب جواہر خمسه شیخ محمد غوث گوالیری سے چلتا ہے، یه شیخ حمید سے بیعت تھے، وہ شیخ ہدایة الله بن محمد بن العلاء المنیری سے بیعت تھے اور وہ اپنے والد (شیخ قاضن) سے بیعت تھے اور وہ شیخ عبدالله مذکور سے بیعت تھے''

صاحب مجمع‌الاولیاء نے بھی شیخ محمد غوث کا ذکر کیا ہے مگر ان سے سہواً ایک واسطه رہ گیا ہے، انہوں نے لکھا ہے:۔

''ریحان چمن معرفت، سروجوئبار وحدت، سالک رشید شیخ حاجی حمید مرید شیخ قاذن است واو مرید شیخ عبدالله شطاری است ....شیخ محمد غوث ملقب با هشت برادر مرید اوست'' ۲۶

یعنی شیخ محمد غوث (آٹھ بھائیوں سمیت) شیخ حاجی حمید سے بیعت تھے وہ شیخ قاذن سے بیعت تھے اور موصوف شیخ عبدالله شطاری سے بیعت تھے۔

۲۵- عبدالحئی الحسنی: الثقافة الاسلامیه فی الهند، مطبوعه دمشق، (۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء)

۲۶- علی اکبر حسینی اردستانی: مجمع الاولیاء (قلمی) انڈیا آفس لائبریری۔ لندن (مخطوطه نمبر ۶۴۵) مکتوبه علی اکبر، محررہ ۲ ربیع الاول ۱۰۴۳ھ۔

اکثر تذکروں میں یہی لکھا ہے کہ شیخ محمد غوث اپنے برادر شیخ پھول کے ساتھہ شیخ حاجی حمید سے بیعت ہوئے۔ مگر صاحب مجمع الاولیا' کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ پھول کے علاوہ سات بھائی اور مرید تھے۔ راقم کے پاس ایک قدیم مخطوطہ ہے جس پر سنہ مرقوم نہیں۔ اس میں شیخ محمد غوث اوز ان کے برادران کا ذکر ملتا ہے۔

۱- شاہ رکن الدین رکن عالم قدس سرہ، مرقد مبارک شکوہ‌آباد کے قرب و جوار میں سرائے شیخ میں واقع ہے۔

۲- حضرت شاہ پھول جہانیاں شہید، مرقد مبارک ہنڈون کے قریب بیانہ میں پہاڑ پر واقع ہے۔ ہمایون بادشاہ کو شیخ موصوف سے بڑی انسیت تھی۔ چناں چہ مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں:-

''و شیخ را برادرے بود شیخ پھول نام کہ بسبب اعتقاد ہمایون بادشاہ لسبت شیخ بمراتب اعلی رسیدہ بود و آخر بدست مرزا ہندال شہید شد'' ۲۷

(ترجمہ) شیخ محمد غوث کے شیخ پھول نامی ایک بھائی تھے۔ ہمایون کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ اسی بنا پر ان کو اعلی مراتب پر فائز کیا تھا۔ ہمایون سے اس تعلق کی وجہ سے مرزا ہندال نے آپ کو شہید کر دیا۔

ہمایون بادشاہ کے خادم خاص جوہر آفتابچی نے شیخ پھول کے قتل کی تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں:-

''نورالدین محمد مرزا نے مرزا ہندال سے عرض کیا کہ آپ شیخ پھول کو قتل فرمادیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ آپ حضرت سلامت سے

۲۷- غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیا، مطبوعہ لاہور، ۱۸۷۳ء، ج ۲، ص ۳۳۳

برگشته هیں اس صورت هیں هم آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ کے نام کا خطبه پڑھائیں گے۔ مرزا هندال نے حکم دیا که نورالدین مرزا هی شیخ پھول کو کسی حیلے سے قتل کردے۔ شیخ پھول پر یه الزام عائد کیا گیا که اس نے شیر خاں کو هتیار مہیا کئے اور خط و کتابت بھی کی۔ بس اس بہانے سے قتل کردیا گیا اور مرزا هندال کے نام خطبه پڑھا گیا'' ٢٨

نورالدین جہاں گیر (١٦٢٧ء/١٠٣٧ھ) نے تزک جہاں گیری میں (٢٩) دیگر مورخین میں کرنل وولزلے، (٣٠) (*Colonel Wolseley*) اور تھیوڈرڈی بیری (٣١) (*Theodre De Bary*) وغیرہ نے لکھا هے که همایوں بادشاہ کو شیخ پھول سے عقیدت تھی، یہاں تک که وہ بیعت هوگیا تھا۔ ٹی۔ ڈبلیو، بیل (٣٢)(*T.W. Beale*) اور محمد غوثی نے (٣٣) بھی لکھا هے که همایوں بادشاہ، شیخ پھول سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ بلکه ملکی معاملات میں بھی مشورہ لیا کرتا تھا۔ شاہ سے گدا تک سب دربار میں حاضر هوتے تھے۔ صاحب اخبارالاخیار نے بھی لکھا هے که همایوں آپ کا معتقد تھا۔ ٣٤

٢٨- جوهر آفتابچی : همایوں نامه (اردو) مترجمه احمدالدین، مطبوعه کراچی، ١٩٥١ء ص - ٤٠

٢٩- جہاں گیر: تزک جہاں گیری (اردو) مطبوعه لاهور، ١٩٦٠ء، ص-٥٣٥

٣٠- *Lt. Colonel Sir Wolseley : The Cambridge History of India, Vol. IV, Delhi, 1957, p. 32.*

٣١- *Theodre De Bary : Sources of Indian Tradition, New York, 1959.*

٣٢- *T. W. Beale : Oriental Biographical Dictionary, Calcutta, 1881, p. 186.*

٣٣- محمد غوثی : گل زارابرار (اردو)، ص- ٢٣٤

٣٤- عبدالحق محدث دهلوی : اخبارالاخیار، مطبوعه دهلی' ١٣٣٢ھ، ص- ٢٥٢

Marfat.com

۳— شیخ محمد غوث کے تیسرے بھائی شاہ ابوالخیر سرمست قدس سرہ ہیں۔ ان کا مزار مبارک ظہورآباد میں ہے۔

۴— چوتھے بھائی شاہ ابوالفتح قدس سرہ ہیں۔ ان کا مرقد فتح پور میں ہے۔

۵— پانچویں بھائی شاہ قطب‌الدین محمد احمد قدس سرہ ہیں ان کا مزار مبارک گوالیار سے مشرق کی طرف قصبہ بلارہ میں واقع ہے۔

۶— چھٹے بھائی حضرت سید شاہ قدس سرہ ہیں۔ موصوف کا مزار مبارک‘ بقول صاحب مخطوطہ، کہیں نہیں کیوں‌کہ وہ ابدال تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷— ساتویں بھائی شیخ قاضن ہیں۔

سلسلۂ شطاریہ کے علاوہ شاہ محمد غوث دوسرے سلاسل میں بھی مجاز تھے، بقول مفتی غلام سرور لاہوری:۔

”........گویند کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ مقتدائے چہار دہ سلاسل بود، و سیاحت بسیار کردہ و از مشائخ عظام ہر یک خانوادہ فیض باطنی حاصل نمودہ بہ خرقۂ خلافت ممتازگشت“ ۳۵

شاہ محمد غوث نے اپنی تصنیف اوراد غوثیہ میں خود ان سلاسل سے استفادہ کا ذکر کیا ہے،

”چشتیہ، فردوسیہ، سہروردیہ، قادریہ، طیفوریہ، خلوتیہ، ربانیہ، مداریہ وغیرہ“ ۳۶

۳۵- خزینۃ الاصفیاء، جلد دوم، ص۔ ۳۳۲

۳۶- اوراد غوثیہ، مطبوعہ ۱۳۱۳ھ، ص۔ ۳۔ ۳۳۲

Marfat.com

ملا عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۵۹۰ء/۱۰۰۴ھ) جو شاہ محمد غوث کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے، تحریر کرتے ہیں:-

"در علوم دعوت اسماء مقتدا و صاحب تصرف و جذب کامل بود و اجازت این علم از برادر بزرگ خویش شیخ پھول کہ صاحب کرامات و خوارق بود حاصل کرد" ۳۷

مفتی غلام سرور لاہوری تحریر فرماتے ہیں:-

"از اعاظم مشائخ و کبرائے اولیاء متاخرین ھندوستان ست، در طریقت سلسلہ ارادت بخدمت شیخ حاجی حمید کہ از اعاظم خلفائے شاہ قاذن (کذا) بود درست کردہ و شاہ قاذن نعمت خلافت از شیخ عبداللہ شطاری داشت و سوائے سلسلۂ ظاہری تربیت باطنی از روح پر فتوح حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ السامی ہم یافت۔ وبہ کمال مراتب اقطاب وا غواث رسید" ۳۸

موصوف، شاہ عبدالحق محدث دھلوی (متوفی ۱۶۴۲ء/۱۰۵۲ھ) کے حوالے سے لکھتے ھیں:-

"و صاحب اخبارالاخیارمی فرماید کہ شیخ محمد غوث چون بروز اول بقصد ارادت بخدمت شیخ حمید رفت، شیخ حمید برخاست و اورا درکنار گرفت و گفت "بیا شیخ محمد غوث"! حاضرین پرسید ندکہ این شخص را بے آن کہ بہ این مرتبہ رسیدہ باشد

۳۷- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، جلد سوم، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۹ء، ص-۶
۳۸- مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۷۳ء، جلد دوم ص- ۳۳۲

"غوث" خواندن چه معنی دارد؟ ...... فرمود، فال نیک است که پدر نام پسر خود "شاه عالم" می نهد اگرچه او دران وقت شاه عالم نمی باشد" ۳۹

حضرت شیخ عبدالحق محدث دهلوی نے، شیخ محمد غوث کے متعلق اخبار الاخیار میں لکھا ہے:۔

"شیخ محمد الملقب به غوث با هشت براد و مرید او بود گویند که روز اول که بقصد ارادت رفت، حاجی حمید برخاست واورا در کنار گرفت و گفت بیا شیخ محمد غوث! پرسیدند که اورا بے سابقه کار غوث خواندن بچه سبب است گفت، با کے نیست پدر پسر خود را نام شاه عالم نهد" ۴۰

"شیخ محمد ملقب به غوث آٹھ بھائیوں کے ساتھ (شیخ حاجی حمید سے) بیعت تھے کہتے ہیں کہ جب پہلے پہل بیعت کے لئے گئے تو حاجی حمید اٹھ کھڑے ہوئے اور شیخ محمد غوث کو بغل گیر کرلیا اور فرمایا شیخ محمد غوث آ! لوگوں نے پوچھا کہ ابھی سے غوث کہنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں۔ باپ اپنے بیٹے کا نام شاہ عالم رکھدیا کرتا ہے"

صاحب حدیقۃالاسرار نے اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے:۔

"چون اول اول بخدمت حاجی حمید صاحب مرشد خود مشرف شد فرمودند سید محمد غوث آمدید؟ حاضرین گفت یا حضرت هنوز بدرجه غوثیت نرسید، غوث چگونه شد؟ فرمودند، فال نیک

۳۹- ایضاً ص۔ ۳۳۳

۴۰- عبدالحق محدث دهلوی: اخبارالاخیار، مطبوعه دهلی، ۱۳۳۲ھ، ص۔ ۲۰۲

است۔ انشاء اللہ روزے غوث غوثان خواهد.........خامنه پدر نام پسر خود شاہ عالم می دارد ازیں مضائقه نیست ونه جائے حیرت'' ۳۱

(ترجمہ) ''جب پہلے پہل شیخ محمد غوث اپنے مرشد حاجی حمید کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا سید محمد غوث آ گئے؟ حاضرین نے کہا کہ حضرت ابھی تو یہ درجہ غوثیت تک نہیں پہنچے پھر غوث کس طرح ہوگئے؟ تو فرمایا کہ فال نیک ہے انشاء اللہ ایک دن یہ غوثوں کا غوث ہوگا۔ باپ بیٹے کا نام شاہ عالم رکھہ ھی لیتا ہے اس میں نہ تو کوئی مضائقہ ہے اور نہ یہ کوئی حیرت ھی کی بات ہے''

مفتی غلام سرور لاهوری نے ایک اور روایت نقل کی ہے:-

''نقل است که در اوائل شیخ محمد ازاهل دعوت بود و در قلعه کلچر ریاضت دعوت اسمائے الٰہی نموده آں کار را چناں بکمال رسانید که در هند ثانی خود نداشت آخر کار آں کار را بکار صفائے باطن پرداخت ودریں کار هم چناں سعی و جهد نمود که یکے از اقطاب وقت شده'' ۳۲

شاہ محمد غوث کے فیض یافته سید فضل علی شاہ قادری الچشتی لکھتے هیں:-

''در ابتداء زمان سلطنت عرش آستانه جلال‌الدین محمد اکبر بادشاہ دریں بلده اکابر نامدار، عالی مقدار و مشائخ بزرگوار ذوالمرجع

۳۱- امام بخش: حدیقۃالاسرار فی اخبارالاخیار، چمن هفتم، ص- ۲۵۹

۳۲- خزینۃالاصفیاء، ج دوم، ص- ۳۳۳

Marfat.com

می مانند و طالبان و معتقدان بوده اند ازان جمله شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز کہ از بزرگان عصر، غوث وقت خود گشتہ اند'' ۴۳

(ترجمہ) ''اکبر بادشاہ کے ابتدائے سلطنت میں اس شہر (گوالیار) میں بڑے بڑے علماء و مشائخ گزرے ھیں جن کے بہت سے لوگ معتقد مرید تھے۔ انھیں شیوخ میں شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز بھی ھیں۔ موصوف اپنے وقت کے غوث اور بزرگان عصر میں سے تھے''

صاحب حدیقۃالاسرار نے شیخ محمد غوث کو اس طرح یاد کیا ھے:۔

''آن دریائے رحمت بے غایت جاری حضرت سیدنا و مولانا سید محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ الباری بزرگے والاتبار و آل اطہر جناب پاک سید الابرار و قطب وقت خود بود قدس اللہ سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ'' ۴۴

''اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا وہ دریائے رواں سیدنا و مولانا محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ الباری زبردست بزرگ تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے تھے اور اپنے وقت کے قطب تھے۔ قدس اللہ سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ''

ٹی، ڈبلیو، بیل (*T. W. Beale*) لکھتا ھے:۔

ھندوستان کے اعاظم صوفیاء میں آپ کا شمار تھا، کہا جاتا ھے کہ

۴۳۔ فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری۔ (قلمی) مکتوبہ عبدالرحیم محررہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

۴۴۔ امام بخش: حدیقۃالاسرار فی اخبارالاخیار۔ چمن ھفتم۔ ص۔ ۲۰۹

Marfat.com

آپ کوهستان چنار کے دامن میں جنگل کے اندر بارہ برس تک ترک نفس کی مشق کرتے رہے، آپ کی غذا جنگل کے پھل اور پتیوں کے سوا اور کچھه نه تھی'' ۳۵

موصوف نے کوهستان چنار پر مدت ریاضت ۱۲ سال لکھی ہے، حالانکه خود شاه محمد غوث نے جواهر خمسه میں تیره سال چند ماه تحریر فرمائی ہے:۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقاله نگار نے لکھا ہے:۔

''آپ شیخ ظہورالدین حاجی حضور کے شاگرد تھے، سلسله شطاریه سے آپ کا تعلق تھا، آپ اور آپ کے آٹھه بھائی شیخ حاجی حمید کے مرید تھے'' ۳۶

مقاله نگار نے پہلے تو شاه محمد غوث کو شیخ ظہورالدین حاجی حصور کا شاگرد بتایا ہے، پھر لکھا ہے که شاه محمد غوث اور ان کے آٹھه بھائی شیخ حاجی حمید سے بیعت تھے، اس لئے بادیالنظر میں پڑھنے والے کو ایسا معلوم هوتا ہے که شیخ ظہورالدین حاجی حصور اور شیخ حاجی حمید دو شخصیتیں هیں، حالانکه ایسا نہیں ہے، حاجی حمیدالدین حصور هی کو بعد میں ظہورالدین حصور کہا جانے لگا۔

مقاله نگار نے دوسری غلطی یه کی ہے که حاجی حمید کے ساتھه ''حضور'' لکھا ہے، حالانکه اصل میں ''حصور'' ہے، اس کے معنی بے اولاد کے هیں، چونکه شاه حمیدالدین کے کوئی اولاد نه تھی، اس لئے ''حصور'' کہا کرتے تھے، جو بعد میں کاتب کی ستم ظریفی سے ''حضور'' بن گیا، ایتھے نے بھی ''حضور'' لکھا ہے۔ ۳۷

۳۵- *T. W. Beale : Oriental Biographical Dictionary Calcutta, 18881.*

۳۶- *M. TH. Houtsma etc : Encyclopaedia of Islam, Leyden (Holland). 1913, Vol. III PT 2, pp. 687-8.*

۳۷- *Hermann Ethe : Catalogue of the Persian Manuscripts in the Library of the India Officc, Oxford, 1903, Vol. I, p. 1042.*

Marfat.com

قیام گوالیار | شاہ محمد غوث گوالیاری نے اپنے شیخ طریقت حاجی حمید الدین حصور (متوفی ۱۵۲۳ء/۹۳۰ھ) سے مستقل قیام کے لئے استفسار کیا تو موصوف لے فرمایا: ''کل جہاں تمھارا ھے، جہاں مزاج چاھے رھو، اس میں تم کو اختیار دیا گیا ھے'' ۳۸

سید فضل علی شاہ نے کلیات گوالیار میں لکھا ھے:-

''در آں وقت حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز کہ از اکابر و اعاظم روزگار بودند در قلعہ بر قلوب تصرفے تمام داشت و از غازی پور پٹنہ کہ متوطن و مسکن حضرت شیخ مذکور بود بمقتضائے حکم مرشد حضرت بابا حصور شاہ ظہورالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز مفارقت گرفتند و بہ گوالیار رسیدند'' ۳۹

(ترجمہ) ''اس زمانے میں حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ سرہ العزیز، جو اکابر و اعاظم زمانہ میں سے تھے، قلعہ میں قلوب پر تصرف کامل رکھتے تھے اور غازی پور (پٹنہ) سے، جو آپ کا مسکن و وطن تھا، اپنے مرشد حضرت بابا حصور شاہ ظہو رالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیر کے ارشاد کے مطابق ترک وطن کر کے گوالیار تشریف لے آئے تھے''

لیکن جواھر خمسہ (۹۲۹ھ) کے مطالعہ سے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ کوھستان چنار میں زمانۂ ریاضت ھی میں قلعۂ گوالیار میں قیام کا اشارہ ھوگیا تھا، چناں چہ شاہ محمد غوث تحریر فرماتے ھیں:-

---

۳۸- فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء ص- ۳۲

۳۹- سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، محررہ ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ، ص- ۱۴

Marfat.com

"ایں درویش سیزده سال و هفت ماه درکوهستان چنار به عنوان مسطور ریاضت کشید بعد ذالک از پردهٔ غیب لاریب ندائے رسید که ازیں کوهستان بدر شوو در قلعهٔ گوالیار برو......... آں حکم بجا آوردیم" ۵۰

(ترجمه) "یه درویش کوهستان چنار میں مندرجه بالا طریقه پر تیره سال سات ماه عبادت کرتا رها، اس کے بعد پردهٔ غیب سے ایک واضح ندا آئی که اس کوهستان سے نکل اور قلعهٔ گوالیار میں جا.........اس حکم کی تعمیل کی گئی"

قلعهٔ گوالیار میں قیام کے یه تو باطنی اسباب تھے، لیکن چند ظاهری اسباب بھی تھے، جن پر قاضی معراج الدین دھولپوری نے روشنی ڈالی هے، وه لکھتے هیں:-

"ممدوح کے قلعهٔ گوالیار پر قیام فرمانے کا سبب یه تھا که اس زمانه میں سادات اور شرفا کے قدیم خاندان قلعه پر هی رها کرتے تھے، باهر جس جگه اب گوالیار کی بستی هے وهاں مسلمانوں کی آبادی نهیں تھی، نیا نیا ان کا قبضه قلعهٔ گوالیار پر هوا تھا، اور جیسے جیسے اقتدار بڑھتا جارها تھا ویسے ویسے مسلمان فضلا اور کملا روحانی بزرگ باهر سے آ آ کر یهاں آباد هوتے جا رهے تھے، یه وه وقت تھا جب حضرت شاه محمد غوث قدس سره کو نه کوئی جاگیر ملی تھی اور نه آپ کی جانب سے انتظام مهمانداری تھا" ۵۱

۵۰- محمد غوث گوالیاری: جواهر خمسه فارسی (قلمی) ۸ صفرالمظفر ۱۱۷۳ھ، مکتوبه محمد واصل بیگ قادری- (لندن)

۵۱- قاضی معراج الدین دھولپوری: مضمون مطبوعه روزنامه "نوروز" کراچی ۱۴ دسمبر ۱۹۶۱ء-

Marfat.com

بہر حال شاہ محمد غوث گوالیار تشریف لائے اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا، صاحب مناقب غوثیہ لکھتے ہیں :-

"الغرض جب حضرت غوث اللہ، حضرت پیر جہاں (حاجی حمیداللہ ین حصور) کی درگاہ سے رخصت ہوکر گوالیار پہنچے اور وہاں اقامت کی تو بانگ درویشی و صدائے عظمت ولایت موروثی عالم میں پھیلی، عالم و عالمیاں، ملوک و سلاطین وقت مطیع و منقاد ہوئے، مگر آپ کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص مجلس عالی میں دنیا کا نام نہ لے سکتا تھا" ۵۲

گوالیار میں کچھہ عرصہ قیام کیا تھا کہ مرض خیارک میں مبتلا ہوگئے اور چھہ مہینہ تک صاحب فراش رہے، جب اس مرض سے صحت پائی تو قاضی رکن الدین اور قاضی خدا بخش کی وساطت سے اپنے شیخ طریقت حضرت حاجی حمیدالدین حصور کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا........یہ عجیب اتفاق ہے کہ ادھر یہ حضرات پیام لے کر چلے اور ادھر حاجی حمیدالدین نے شیخ سکندر سے فرمایا :-

"آج مجھہ کو اطلاع ہوئی ہے کہ اس عالم دون سفلی سے عالم عقبی میں آؤں اور دار فنا سے دار بقا کا سفر اختیار کروں، میں نے جواب دیا کہ چار روز کے بعد آؤں گا، کیونکہ بندگی میاں غوث کے آدمی راستے میں ہیں، جب وہ آجائیں گے تو صاحب مقام کو دستار عطا کرکے اس عالم سے اس عالم میں آؤں گا" ۵۳

اس لئے جب قاضی رکن‌الدین اور قاضی خدا بخش، حاجی حمیدالدین حصور کی خدمت میں پہنچے تو آپ بہت مسرور ہوئے اور اسی وقت جبہ و دستار طلب کرکے اپنے دست مبارک سے دونوں حضرات کے سپرد کیا، اور اپنی جانب سے شاہ محمد غوث

۵۲- فضل‌اللہ شطاری : مناقب غوثیہ (اردو)، ص - ۴۴

۵۳- ایضاً، ص - ۵۲

(متوفی۱۵٦۳ء/۹۷۰ھ) کے نام ایک فرمان لکھوا کر دستخط فرما کر قاضی رکن الدین کے حوالے کیا، صاحب مناقب غوثیہ نے فرمان مذکور کا یہ مضمون لکھا ہے:

"صحیح فی الدنیا و لاخرہ بندگی حضرت شیخ المشائخ میاں محمد غوث متع اللہ المسلمین بطول بقائہ از ظہور شمس انصاری المقدسی مطالعہ فرمایند تمام احوال قابل شکر ہے قل الحمد للہ دائماً معلوم و روشن ہو کہ اس درویش کو بھی بیس رمضان سے ران کا درد ہوا تھا اور جو کچھہ حال و احوال اور اقوال اس فقیر کا ظاہر و باطن تھا آں فرزند کو سونپ کر اپنا قائم مقام کیا، بلکہ قالب کا حکم بھی تم شیخ المشائخ کے ہاتھہ میں دیا، چناں چہ اپنی موجودگی میں صندوق طیار کرا کر حاضران مجلس کو (تمہارے) آدمیوں کی موجودگی میں نصیحت کردی ہے کہ ہم کو امانت رکھو، قالب کا اختیار بھی فرزندم میاں محمد غوث کو دیا، جس جگہ وہ قابل سمجھیں لیجائیں، دوسرے یہ کہ آں فرزند کو اپنا قائم مقام کر کے جملہ خلفاء و مریدین کو حوالہ کیا جس کو آں فرزند مقبول کرے، مقبول........اور جس کو مردود کرے، مردود، اور جبہ و دستار اپنے حضور تمہارے آدمیوں کے سپرد کر دیا، یقین کرلو کہ جو کچھہ رنج و مشقت اس فقیر نے اٹھایا اور درگاہ حق میں توکل پر ثابت رہا وہ سب آں فرزند کے واسطے تھا ....یہ فقیر درخت کے سایہ میں مرقد کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اس فقیر کے سفر کے بعد ہوگا وہ شیخ سکندر کی کتابت سے معلوم ہوگا" ۴۵

۴۵۔ ایضاً، ص۔ ۴۳-۴۴

Marfat.com

حاجی حمیدالدین حصور کی وفات کے بعد شیخ سکندر نے جو مکتوب شاہ محمد غوث کے نام ارسال کیا تھا اور اس میں چشم دید واقعات بیان کئے تھے اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حاجی حمیدالدین نے اپنی وفات کے بارہ میں جو کچھ فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا ....مکتوب مذکور کے آخر میں شیخ سکندر تحریر فرماتے ہیں :-

''اکیس ذی الحجہ کو ایک پاس شب باقی تھی کہ یکایک فرمایا ''یارو اٹھو، رحمت کا وقت ہے، اس درویش کو پھر حکم ہوتا ہے کہ آج چوتھا روز ہے کہ تمام انبیاء و اولیاء تمہاری ملاقات کے منتظر ہیں شتاب آؤ''.........اور اس وقت چوڈول پر سوار ہوکر باہر آئے، اور اپنے حضور میں قبر درست کرائی، بعدہ اس چوڈول کو درخت کے سایہ کے نیچے لائے جو کوئی اپنا حال عرض کرتا فرماتے ''فرزندم میاں محمد غوث کے حوالہ کیا، یہاں تک کہ صبح صادق چمکی اور آپ سر سے پا تک چادر اوڑھ کر شغل مع اللہ کے ساتھ دارالفنا سے دارالبقاء کو رحلت فرما گئے''

دیگر معروض کہ اس خاک روب آستانہ کو خاک روبی آستانہ کی خدمت پر نواز کر جامۂ خلافت عطا فرمایا ہے لیکن ثابت جب ہی ہوسکے گا جب آنحضوت قبول فرمائینگے'' ۵۵

الغرض حضرت حاجی حمیدالدین حصور کی وفات کے بعد شاہ محمد غوث گوالیاری مسند خلافت پر متمکن ہوئے، اورگوالیار میں قیام کرکے دور و نزدیک فیض رسانی کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ محمد غوث گوالیاری کے زمانے میں ایک اور بزرگ بھی قیام پذیر

۵۵۔ ایضاً، ص۔ ۵۵

Marfat.com

تھے، جن کو خواجہ خانون کے نام سے یاد کیا جاتا تھا' بعض تذکرہ نگاروں نے شیخ خانو بھی لکھا ہے، خواجہ خانون اور شاہ محمد غوث کے درمیان غائبانہ ربط باطنی تھا، ان کے تعلقات پر بھی روشنی ڈالتے چلیں،۔

خواجہ خانونؒ اور شاہ محمد غوثؒ

شاہ محمد غوث کے زمانے میں خواجہ خانون (متوفی ۱۵۳۳ء/۹۴۰ھ) بھی گوالیار میں تشریف رکھتے تھے موصوف کی ولادت ۸۵۳ھ میں ہوئی' ناگور کے رہنے والے تھے، وہاں سے ترک وطن کرکے گوالیار تشریف لے آئے تھے، (۵۶) خواجہ حسین ناگوری سے بیعت تھے اور شیخ حسین سرمست کے فرزند شیخ اسماعیل سے خرقہ' خلافت ملا تھا، جو چندیری میں رہا کرتے تھے، (۵۷) اپنے وقت کے اجلہ صوفیہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ یکتائے زمانہ تھے۔

خواجہ خانون کی درگاہ کے موجودہ سجادہ نشین کا یہ خیال ہے کہ جب خواجہ خانون گوالیار تشریف لائے تو اس وقت شاہ محمد غوث گوالیار میں سلسلہ' رشد و ہدایت میں مصروف تھے، موصوف نے ایک عجیب و غریب حکایت نقل کی جس کی اصلاح ضروری ہے، اپنی تالیف فیضان ولایت میں لکھتے ہیں :-

> ''جب آپ (خواجہ خانون) گوالیار میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت محمد غوث رحمۃاللہ علیہ کے یہاں ہرنو وارد و مسافر تین یوم مہمان رہا کرتا تھا، مگر آپ ان کے دسترخوان پر نہ پہنچے، محمد غوث نے آپ کی خدمت میں اپنے خادم کو بلانے کے لئے بھیجا' آپ غسل فرماکر بحالت سکون ایک پتھر پر بیٹھے تھے' خادم کے عرض کرنے پر آپ نے جواباً فرمایا کہ فقیر آمد و رفت

۵۶۔ محمد غوثی : گل زار ابرار (اردو)' مطبوعہ ۱۳۲۶ھ' ص۔ ۲۳۳

۵۷۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی : اخبارالاخیار' مطبوعہ دھلی' ۱۳۳۲ھ

Marfat.com

کے لئے نہیں ھے اور نہ یہ فقیر کے مناسب حال ھے، پس اسے معذور رکھو، محمد غوث رح کو اس تعارض سے ناگواری ھوئی اور اپنے خدام "اجنہ" کو حکم دیا کہ جس پتھر پر وہ بیٹھے ھیں مع اس پتھر کے ان کو اٹھا لاؤ، چار "جن" تعمیل حکم کے لئے آئے لیکن وہ پتھر نہ اٹھا سکے، اور لاچار ھوگئے، حضرت خواجہ خانون نے ان "اجنا" سے کہا کہ فقیر کو کیوں تنگ کرتے ھو، جنوں نے ادب سے عرض کیا کہ "ھم تو تابعدار ھیں جو حکم دیا گیا تھا تعمیل کررھے تھے، اب جو حکم دیا جائیگا اس کی تعمیل کرینگے" حضرت خواجہ نے مبتسم ھوکر فرمایا "جاؤ غوث کو مع اس تخت کے اٹھا لاؤ جس پر وہ بیٹھے ھوئے ھیں"۔۔۔۔۔۔۔۔جن گئے اور آن واحد میں حضرت محمد غوث کو مع تخت کے سامنے لاکر رکھدیا، حضرت محمد غوث بہت حیران ھوئے اور سلام شوق کے بعد اس طرح معذرت کی:-

"اے شیخ محترم مجھے یہ قطعی علم نہ تھا کہ آپ شاہ ولایت ھیں، ورنہ مجھ سے ھرگز یہ عمل نہ ھوتا" حضرت خواجہ نے مسکراکر کہا، "کوئی حرج نہیں، دوستوں کی ملاقات چھیڑ چھاڑ سے ھی ھوا کرتی ھے،" حضرت محمد غوث کے تخت پر بہت سے اسباب عملیات بخورات وغیرہ رکھے تھے، اور ایک بیاض بھی رکھی تھی، جسے حضرت خواجہ نے اٹھاکر دریافت کیا "محمد غوث کیا ھے"؟ حضرت غوث کی زبان کی لغزش سے اتفاقاً نکل گیا "حضور کچھ نہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔پس حضرت خواجہ نے بیاض یہ کہتے ھوئے رکھدی "اچھا کچھ نہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑے وقفہ کے بعد کسی ضرورت سے محمد غوث نے اس بیاض کو کھولا تو اس کے سب اوراق سفید تھے، بہت سراسیمہ ھوئے اور حضرت خواجہ کی جانب

Marfat.com

رحم طلب نظروں سے دیکھا، حضرت خواجہ علیہ‌الرحمہ نے مسکرا کر فرمایا، ''محمد غوث اس میں کچھہ نہیں، تجھہ میں سب کچھہ ہے،''
تین مرتبہ زبان فیض ترجمان سے اس جملہ کا ادا ہونا ہی تھا کہ حضرت محمد غوث رحمۃاللہ علیہ کامل ہوگئے' بخورات وغیرہ سب اٹھا کر پھینک دئیے اور غلبۂ ترک سے مغلوب ہوکر نظارۂ جمال وحدت میں مستغرق ہوگئے' کیف و سرور اور معراج معرفت یاب، حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ خانون رح سے وقت رخصت گاہ بگاہ حاضر ہوتے رہنے کی اجازت چاہی، مگر حضرت خواجہ رح نے فرما دیا کہ ایک کام وقت پر موقوف ہے، اس کی ادائیگی تم کرو گے، اسی وقت ملاقات ہوگی'' ۵۸

اس حکایت میں جتنی صداقت ہے وہ خود اس کے انداز بیان سے ظاہر ہے' صاحب فیضان ولایت کے قول کی روشنی ہی میں خود اس واقعہ کی تردید ہوجاتی ہے، موصوف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ خوانون تقریباً ۹۰۰ھ میں گوالیار تشریف لائے تھے (۵۹) شاہ محمد غوث کوہ چنار کی ریاضت کے بعد گوالیار تشریف لائے، جواہر خمسہ ایام ریاضت کی تصنیف ہے' اس کا سنہ تصنیف ۹۲۹ھ ہے' اس سے ظاہر ہے کہ شاہ محمد غوث، خواجہ خانون کے تقریباً ۲۹ برس بعد گوالیار تشریف لائے'........حکایت مذکور کی بنیاد اسی پر قائم تھی کہ خواجہ خانون بعد میں تشریف لائے' جب بنیاد ہی قائم نہ رہی تو حکایت کی صحت وعدم صحت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے، یہ بھی واضح رہے کہ شاہ محمد غوث کی ولادت ۹۰۷ھ میں ہوئی تھی' یعنی جس وقت خواجہ خانون گوالیار تشریف لائے ہیں (بقول غلام محی‌الدین) شاہ محمد غوث پیدا بھی نہیں ہوئے تھے-

---

۵۸- غلام محی‌الدین : فیضان ولایت' مطبوعہ علوی پریس' گوالیار' ص- ۱۴-۱۵
۵۹- ایضاً' ص- ۱۸

Marfat.com

صاحب فیضان ولایت کی ایک تحریر سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ خانوں اور شاہ محمد غوث زندگی میں نہیں مل سکے' موصوف نے لکھا ہے ۔

"۹۴۰ھ میں مورخہ یکم جمادی الاول کو آپ نے اپنے بڑے فرزند حضرت خواجہ بندگی احمد قدس اللہ سرھم سے ارشاد فرمایا کہ میں اب تم سب سے رخصت ہوتا ہوں، بعد وفات میری تجہیز و تکفین حضرت محمد غوث گوالیاری کریں گے، میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ملاقات ان کی ہماری اس وقت پر منحصر ہے" ۶۰

آخری جملے سے صاف ظاہر ہے کہ زندگی میں دونوں بزرگوں کی ملاقات نہیں ہوئی، اور مذکورہ بالا قصہ من گھڑت ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ خانوں کے فرزند اکبر حضرت خواجہ بندگی احمد (متوفی ۱۶۱۶ء/۱۰۱۵ھ) نے جو واقعہ بیان کیا ہے، صاحب فیضان ولایت نے اسی میں مبالغے سے کام لے کر بات بڑھا دی ہے، اصل واقعہ یہ ہے جو بڑی حد تک مستند سمجھا جا سکتا ہے :-

"ایک روز حضرت قبلہ گاہی طہارت فرما رہے تھے، اور کچھ افاقہ بھی تھا، اچانک شیخ محمد غوث کے ہاں سے دو خادم آئے، سلام پیش کیا، حضرت نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ کہاں سے اور کس لئے آئے ہو؟ مقیم ہو یا مسافر؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو شیخ محمد غوث کے خادموں میں سے ہیں' شیخ نے پیام دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے' اور دعائے شوق کے بعد کہا ہے کہ آپ کے دیدار کا بیحد اشتیاق ہے' اور باہمی ملاقات کا شوق مرتبہ کمال پر پہنچا ہوا ہے، اگر غریب خانے پر تشریف لے آئیں

۶۰- ایضاً، ص - ۱۸

Marfat.com

تو آپ کا گھر ہے، ورنہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ حاضر ہوکر دیدار سے مشرف ہوں اور وصال باہمی سے لطف اندوز ہوں، حضرت قبلہ گاہی کو علم اولین و آخرین تھا' ان دونوں کی باتیں سنکر مسکرائے اور جواباً فرمایا کہ فقیر خانوں کو ان دونوں باتوں حلتھوں سے معذور رکھیے' کیونکہ یہ فقیر کہیں جانے کے لئے مامور نہیں، اور کسی کے لئے تعظیماً قیام سے بھی معذور ہے' شفقت دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ فقیر کو ان دونوں تکالیف سے معذور رکھیں' ہماری ملاقات ایک وقت پر موقوف ہے، اس وقت کے منتظر رہیں' انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہونی ہے تو ضرور ہوگی" ۶۱

فیضان ولایت کا جو اقتباس پہلے نقل کیا جا چکا ہے اس کا اول و آخر اسی مذکورہ بالا اقتباس سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے، باقی جوکچھہ ہے وہ اختراع ذہنی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا،

خواجہ خانوں کے فرزند اکبر خواجہ احمد نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بیان کی روشنی میں بھی صحیح معلوم ہوتا ہے، حضرت شیخ فرماتے ہیں:-

"از جہت کبر سن و ضعف بنیہ بہ تعظیم مردم قیام نہ نمودے، خدمت والابہ صحبت شریفش رسیدہ بودند از ترک تعظیم و قیام کہ ازوے در مردم شہرت یافتہ بود پرسیدہ، فرمود کہ من پیر شدہ ام و ضعیف گشتہ از برائے تعظیم ہر داخل وخارج قیام نتوانم کرد۔ مخصوص ساختن بعضے دون بعضے لائق بہ حال فقراء نباشد، مرا معذور دارید" ۶۲

۶۱- بحوالہ مضمون قاضی معراج الدین دھولپوری مطبوعہ "نوروز" کراچی دسمبر ۶۱ء

۶۲- شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اخبارالاخیار، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ ص - ۲۳

Marfat.com

سید فضل علی شاہ کے بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں ان دونوں حضرات کی ملاقات نہیں ہوئی۔ موصوف نے لکھا ہے:۔

”خواجہ خانوں قدس اللہ سرہ العزیز جو شیخ (محمد غوث) کے ہم عصر تھے گو کہ دونوں ایک ہی زمانے میں تھے مگر واللہ اعلم ان دونوں حضرات کی ملاقات کیوں نہ ہوئی۔ اس کا کیا سبب تھا۔ البتہ یہ بات تحقیق میں آئی ہے کہ حضرت خواجہ خانوں نے رحلت کے وقت اپنے صاحب زادے شیخ محی الدین کو وصیت فرمائی تھی کہ حضرت شیخ محمد غوث کے آنے تک میری تجہیز و تکفین نہ کرنا۔ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو حضرت شیخ کو خبر کی گئی، آپ فکر ہی میں تھے کہ شیخ محی الدین روتے ہوئے پہنچے حضرت شیخ نے فرمایا۔ ”بہت اچھا کیا، آ گئے اور والد کی وصیت کو پورا کیا۔ آفرین ہوا!“

”اس کے بعد حضرت (محمد غوث) روانہ ہوئے۔ جنازے کے نزد یک پہنچ کر آپ نے ”سلام علیک“ کیا، حضرت خواجہ (خانوں) کے جنازے سے پردۂ شریعت کی وجہ سے جواب میں ایک آواز بلند ہوئی ”لبیک و علیک“ شیخ (محمد غوث) بیٹھ گئے، آپ کے فرمانے کے بموجب (خواجہ خانوں کے) صاحب زادگان نے تکفین و تدفین کی“ ۶۳

غلام محی الدین صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث نے خواجہ مرحوم کے صاحب زادگان کے ساتھ غسل دیا، تجہیز و تکفین فرمائی، اس کے بعد نماز جنازہ بھی آپ ہی نے پڑھائی، ۹۴۰ھ دوم جمادی الاول وقت چاشت تدفین سے فارغ ہوئے ۶۴

۶۳۔ سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (فارسی)، ص۔ ۴

Marfat.com

محمد اسماعیل رمزی نے ایک کتاب بعنوان ''آئینہ' ولایت'' لکھی ہے جو ۱۹۶۲ء میں علوی پریس بھوپال سے شائع ہوئی ہے۔ سرورق پر بتایا تو یہ گیا ہے کہ اس میں حضرت خواجہ خالون علیہ الرحمہ کے حالات زندگی کا مختصر اور محققانہ تذکرہ ہے مگر کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دو مقاصد ہیں ایک حضرت خواجہ خانون کے حیات پاک کے حالات اور دوسرے شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ کی ''غوثیت'' کی پرزور تردید، نہ معلوم فاضل مولف نے اپنے مقالے کے لئے اس بحث کو کیسے مناسب خیال فرمایا۔

یہ کتاب سولہ صفحات پر مشتمل ہے صرف ساڑھے ساتھ صفحات میں خواجہ خانون کا تذکرہ ختم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اولیاء اللہ کے مدارج و مراتب پر بحث ہے، پھر شاہ محمد غوث کے مختصر حالات زندگی بیان فرما کر موئلف موصوف رقمطراز ہیں:-

> ''ان شواہد کی روشنی میں یہ بات بالکل صاف اور واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت محمد غوث کا شیخ محمد نام تھا اور ان کے پیر و مرشد نے بوقت بیعت ان کے نام میں ''غوث'' کا اضافہ فرما دیا تھا اور اس کے بعد سے وہ شیخ محمد غوث کے نام سے مشہور ہوگئے۔ غوث در اصل ان کے نام کا جزو ہے اور وہ بلحاظ مرتبہ غوث نہیں تھے'' ۶۵

کتاب کے آخر میں بتایا ہے کہ شاہ محمد غوث، خواجہ خالون سے ۵۳ سال چھوٹے تھے اس کے بعد یہ جملہ لکھ کر کتاب ختم کردی گئی:-

> ''اس لئے دونوں بزرگوں میں موازنہ اور مقابلہ کرنیکا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا'' ۶۶

۶۴- غلام محی الدین: فیضان ولایت، ص- ۱۸

۶۵- محمد اسماعیل رمزی: آئینہ' ولایت' بھوپال، ۱۹۶۲ء ص- ۶-۱۵

۶۶- ایضاً، ص- ۱۶

Marfat.com

جو کتاب خواجہ خانوں کے حالات زندگی پر لکھی جارہی ہے اس کا اس طرح ختم کردینا اس شک میں مبتلا کردیتا ہے کہ مولف موصوف کا یہ مقصد تو نہیں کہ شاہ محمد غوث کے مراتب کو گھٹایا جائے۔ اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت غوثیت و قطبیت کو نکالا جائے۔ راقم کے خیال میں بھی سبب ہے کہ خاندان غوثیہ کے ایک فرد سید خطیرالدین شطاری نے ایک کتاب ''سندان غوثیت بہ تردید آئینہ ولایت'' تالیف فرمائی اور سال رواں ۱۹۶۳ء میں مطبع معیدی، قرآن محل۔ کراچی سے چھپواکر شایع کی جس میں شاہ محمد غوث علیہ‌الرحمہ کے مقام ''غوثیت'' کی تائید اور رمزی صاحب کے بیانات کی تردید ہے بہرکیف دو بزرگ خاندانوں کے افراد کا اسلاف کے بارے میں یہ اختلاف خوش آیند نہیں۔ راقم کے خیال میں اگر کسی تذکرہ نگار یا سوانح نگار یا مورخ نے کسی بزرگ کی شان کو دوبالا کیا ہے تو خوش ہونا چاہئے نہ کہ تحقیق کرکے اس کو گرانے کی سعی میں مصروف ہونا چاہئے۔

اختلاف کا یہ سلسلہ اخبار جنگ (کراچی) کے ایک مضمون بعنوان ''فیض خانوں'' سے ہوا جو ایک مجہول الاسم ع۔ع خانونی نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں شایع کرایا تھا۔ چنانچہ ۴ نومبر ۱۹۶۰ء کے اخبار انجام میں سید خطیرالدین صاحب نے اس مضمون کی مختصراً تردید کی اس کے بعد اور اخبارات میں تردیدات شائع ہوتی رہیں مثلاً اخبار ''انکشاف'' (جھانسی) کے ۲۸/۲۱ اکتوبر ۱۹۶۱ء کے شمارے میں سید علی حسن سجادہ نشین درگاہ شاہ محمد غوث نے ایک مضمون بعنوان ''من عنداللہ بالغوث'' کے عنوان سے لکھا۔ اسی عنوان سے موصوف کا ایک اور مضمون اخبار ''احساس'' (آگرہ) کے ۵ نومبر ۱۹۶۱ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ پھر قاضی معراج‌الدین دھولپوری کا ایک مضمون اخبار نوروز (کراچی) کے دسمبر ۱۹۶۱ء کے چند شماروں میں مسلسل شائع ہوا۔ بہرکیف سب کچھ ہوتا رہا۔ اور اس لئے ہوتا رہا کہ ایک بزرگ کی عظمت کو ٹھیس پہنچائی جارہی تھی۔

اس سلسلے میں راقم نے جو تحقیق کی ہے اس کا مقصود کسی کی دل آزاری

Marfat.com

نہیں بلکہ حقائق کا بیان ہے۔ راقم کے لئے جتنے شاہ محمد غوث محترم ہیں اتنے ہی خواجہ خانون بھی ہیں، یہ سب اہل اللہ تھے، ہر طرح احترام کے لائق۔

شاہ محمد غوث کے مقام ''غوثیت'' کے متعلق صرف انہیں اصحاب کے تذکروں سے استفادہ کیا ہے جنہوں نے براہ راست شاہ محمد غوث سے فیض حاصل کیا ہے کیونکہ استناد و استدلال کے لئے ان ماخذات سے بہتر اور ماخذ نہیں ہوسکتے۔

۱۔ مناقب غوثیہ، یہ کتاب شیخ فضل اللہ شطاری کی تالیف ہے جو عرصہ دراز تک شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ کے فیض صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس کتاب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

> ''بندہ ضعیف و نحیف، راجی الی اللہ، حضرت غوث اللہ کے آستانہ کا خادم، معروف فضل اللہ مخاطب بہ خطاب زمینی ابن سید بدہ ابن سید قطب الدین ابن سید اوحد ابن سید احمد اہل اللہ از نسل شیخ الکامل........سید احمد کبیر قدس اللہ سرہ العزیز'' ٦٧

مناقب غوثیہ میں شاہ محمد غوث کے ۱۵۴۱ء تک کے حالات و مناقب ہیں۔ گویا یہ کتاب شاہ محمد غوث کی وفات سے ۲۹ سال قبل ہی تالیف ہوچکی تھی۔

یہ کتاب پانچ مناقب پر مشتمل ہے، جسمیں پہلی منقبت میں ''غوثیت'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مولف اس کے اسباب و علل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''اور جو لوگ کہ اس درگاہ کا وقوف نہیں رکھتے اور غوثیت کے مراتب میں گفتگو کرتے ہیں، اس سے باز آجائیں اور فضول سوال و جواب کے درپے نہ ہوں'' ٦٨

٦٧۔ فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء، ص۔ ۲

٦٨۔ ایضاً، ص۔ ۳

Marfat.com

پہاڑ پر جس بزرگ سے شاہ محمد غوث کی ملاقات ہوئی، جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے، اس کے الفاظ بھی فضل اللہ شطاری نے اس طرح نقل کئے ہیں :-

”خوب آئے اور بروقت آئے کہ میں بھی آپ کے انتظار میں تھا کیونکہ مجھ کو خدائے برتر نے مقام ”غوث“ بخشا ہے اور اب میری دنیاوی عمر تمام ہوچکی ہے، حکم ہوا تھا کہ فلاں وقت اس شکل و شمائل کا ایک مرد آنیوالا ہے، تم ان کو یہ درجہ ”غوثیت“ سونپ کر دنیا سے عالم بقا کی جانب آجاؤ۔ بحمدہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو پہنچا دیا“ ۶۹

شاہ فضل اللہ شطاری نے شاہ محمد غوث کے مرتبہ ”غوثیت“ کی تشہیر کے اسباب بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث کے حجرہ شریف کے پاس نگہبان رہتے تھے، ان کے پاس تلوار اور نیزہ بھی رہا کرتا تھا، ایک دن شاہ محمد غوث کے مرید شیخ احمد دانا نے عالم سکر میں وہ تلوار اور نیزہ اٹھاکر دریائے گنگا میں پھینکدیا۔ نگہبان نے اس حرکت کی شکایت جب شاہ محمد غوث سے کی تو آپ کو بہت غصہ آیا اور آپ نے فرمایا :-

”تونے یہ کیسی عجلت کی اور اس ضعیف پر بےوجہ رنج ڈالا؟“ ۷۰

اس کے جواب میں شیخ احمد دانا نے عرض کیا :-

”اگر حکم ہو تو تمام اشیاء لاکر حاضر کروں“ ارشاد ہوا ”ہاں ابھی لےکر آؤ، اور بہت جلد آؤ“.........شیخ احمد دانا کو سب نے دیکھا کہ بالائے حصار سے ”یا غوث“ کہکر دریا میں گرے اور یہ کہتے ہوئے پانی میں غرق ہوگئے کہ ”یا حضرت ہماری

۶۹- ایضاً، ص- ۸-۷

۷۰- ایضاً، ص- ۱۳

Marfat.com

امانت جو تیرے پاس ہے، دے" چند لمحوں میں "یا غوث" کہتے ہوئے دریا سے باہر آئے، اور تمام اشیا' بجنسه موجود تھیں۔ حضرت شیخ احمد دانا متواتر "یا غوث" "یا غوث" کے نعرے لگا رہے تھے کہ ان کی آواز سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ مگر وہ خاموش و فراموش نه ہوئے۔ یہاں سے آپ کی شان "غوثیت" عالم آشکار ہوئی جو اظہرمن الشمس ہے" ۷۱

شاہ فضل اللہ شطاری ایک اور واقعه بیان فرماتے ہیں که قلعه چنار میں ریاضت و مجاهدے کے زمانه میں ایک دن معاملے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنه اور مولا علی کرم اللہ وجهه کو دیکھا که فرما رہے ہیں :۔

......"غوث وقت کا مقام تم کو عنایت کیا گیا ہے"...... دونوں حضرات رضوان اللہ علیهم کا یه ارشاد سن کر عرض کیا، که اگر آپ کے طفیل سرکارعالم صلی اللہ علیه وسلم کا دیدار فیض آثار حاصل ہو اور خود حضور ارشاد فرمائیں تو نور علیٰ نور، دونوں بزرگوار رضی اللہ علیهما نے اس فقیر کا هاتھ پکڑ کر سید کونین کی حضور میں پہنچاکر سب حال عرض کیا،ارشاد ہوا "تو غوث وقت ہے" ۷۲

یه واقعه شاہ محمد غوث نے خود شاہ فضل اللہ شطاری سے بیان فرمایا جیسا که سیاق و سباق سے مترشح ہے۔ شاہ فضل اللہ نے مناقب غوثیه میں جابجا شاہ محمد غوث کو "غوث الاسلام والمسلمین"، "غوث المسلمین"، "غوث العالم"، لکھا ہے۔

"شیخ محمد غوث" کے عرف ہونے کا عقده بھی شاہ فضل اللہ کے اس بیان سے کھل جاتا ہے جو قلعه چنار میں ریاضت کے بعد شیخ حمیدالدین حضور سے ملاقات کے سلسلے میں لکھا ہے' لکھتے ہیں :۔

۷۱۔ ایضاً، ص۔ ۴۔۱۳
۷۲۔ ایضاً، ص۔ ۱۵

"اور خلافت ظاھری و باطنی اور نعمت وغیرہ سے سرفراز فرماکر ارشاد کیا کہ میاں محمد غوث جو کچھ میں نے ایکسو ساٹھہ سال کی مدت میں ایک سو اور چند مقام پر جاکر اور دوبدر پھرپھراکر حاصل و جمع کیا وہ سب آج تم کو بخشتا ھوں۔ یہ فرماکر خرقہ مبارک بدن مبارک سے اتارکر آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ جمیع انعام و اکرام جو مجھہ پر تھے تم کو مبارک، البتہ ایک نام رھا ھے وہ بھی عنایت کرتا ھوں........اس روز سے حضرت پیر جہاں (حمیدالدین حصور) کا اسم عالی شیخ ظہور الحق والدین اور حضرت غوث العالم کا شیخ حمیدالدین عرف شیخ محمد غوث تمام عالم میں شہرت پذیر ھوا" ۴۳

شاہ فضل اللہ شطاری کے متذکرہ بالا تمام بیانات سے معلوم ھوتا ھے کہ شاہ محمد غوث بلا شبہہ درجہ "غوثیت" پر فائز تھے اور یہ کہ مرشد گرامی کا نام نامی اپنانے کے بعد اصل نام عرفارہ گیا تھا.........موصوف نے ایک اور جگہ لکھا ھے:-

"بیشک جو کوئی "غوث" کے سایہ عنایت میں آگیا اس کا مستغاث کسی شئے میں نہ رھا، اس کا استغاثہ اس کی استعانت میں تھا" ۴۴

۲۔ کلیات گوالیاری، یہ سید فضل علی شاہ کی تالیف ھے۔ اس میں اکبر کے عہد تک کے حالات ھیں، یہ تذکرہ گوالیار کے بزرگوں کے حالات پر مشتمل ھے۔ مولف کو شاہ محمد غوث سے خاص عقیدت ھے خود تحریر فرماتے ھیں:-

---

۴۳- ایضاً، ص- ۲۱

۴۴- ایضاً، ص- ۴۳-۴۴

Marfat.com

"الغرض مراد ایں فقیر دینی و دنیوی از خاندان غوثیه یعنی از حیات غوث اولیا' قدس الله سره العزیز حاصل و تسلی و تشفی بخوبی تمام شد۔ ایں معاملات حقیقت ربانی موقوف بر قسمت" ۷۵

شاہ محمد غوث نے آپ کو سکندرہ میں ایک ابدال کی جگہ مقرر فرمایا تھا۔ اس واقعہ کو مولف نے یوں لکھا ہے:-

"روزے جناب غوث اولیا' در مراقبه مشغول بودند، بعد فراغ مراقبه فرمودند که در سکندره ابدال انتقال کرده است بجز تو لائق ایں امر دیگرے نیست، پس بخلعت فاخره نواخته بجائے آں ابدال لقب کرده روانه فرمودند" ۷۶

سید فضل علی شاہ گوالیار کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"در ابتدائے زمان سلطنت عرش آستانه جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دریں بلده اکابر نامدار، عالی مقدار، و مشائخ بزرگوار، ذوالمرجع می مانند، و طالبان و معتقدان بوده اند ازاں جمله شیخ محمد غوث قدس الله سره العزیز که از بزرگان عصر، "غوث وقت" خود گشته اند ....و از ابتدائے سلطنت محمد اکبر بادشاہ طالبان شیخ مذکور قیام داشته اند و هر دو بادشاہ عظیم الشان بوده اند کمال ارادت و عقیدت نسبت شیخ محمد غوث می داشتند، و در فرمان عرضی خود "پیران پیر" و "غوث الثقلین" می نگاشتند" ۷۷

"جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ابتدا' دور حکومت میں اس شہر میں بڑے بڑے مشائخ رہا کرتے تھے۔ شیخ محمد غوث بھی

۷۵۔ فضل علی : کلیات گوالیاری (قلمی) محررہ ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ ص - ۲۱
۷۶۔ ایضاً، ص - ۲۲
۷۷۔ ایضاً، ص - ۳

Marfat.com

الهیں مشائخ میں سے هیں۔ موصوف اپنے وقت کے بزرگ اور ''غوث'' تھے........اکبر بادشاہ کے ابتداٴ سلطنت سے اس شہر میں شیخ موصوف کے مریدین رهے هیں۔ دونوں بادشاہ (همایوں اور اکبر) شیخ محمد غوث سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور اپنے فرامین اور عرائض میں ''پیران پیر'' اور ''غوث الثقلین'' لکھا کرتے تھے۔ (ملخصاً)

اس بیان سے یہی ظاهر هوتا هےکہ شاہ محمد غوث، ''غوث وقت'' تھے اور شاهان هند ان کو ''غوث‌الثقلین'' کے خطاب سے یاد کیا کرتے تھے۔ ان شواهد کی روشنی میں کوئی وجہ نہیں کہ شاہ محمد غوث کی عدم غوثیت پر اصرار کیا جائے۔ اگر لفظ ''غوث'' کو شیخ طریقت کی طرف سے خطاب بھی تسلیم کرلیں تو اس سے غوثیت کی نفی نہیں هوتی بلکہ تصدیق هوتی هے کیونکہ خطاب مرشد کی طرف سے هے، مرید کے روحانی کمالات کا اس سے زیادہ کس کو علم هوسکتا هے۔ چنان‌چہ جیسا کہ اخبارالاخیار کی عبارت سے معلوم هوتا هے حاجی حمیدالدین حضور نے پہلے هی روز ''غوث'' کہ‌کر پکارا، (۷۸) شیخ کا ''غوث'' کہنا کچھ معنی رکھتا هے' ان کی نظر اس اس وقت' جب‌کہ شاہ محمد غوث کی عمر ۷ سال کے قریب تھی' مستقبل کی ترقیوں کی طرف تھی اگرچہ حاضرین کو تعجب هوا مگر آپ نےجواب معقول دیا کہ ''باپ اپنے بیٹےکا نام شاہ عالم رکھدیتا هے اگرچہ وہ اس وقت بادشاہ نہیں هوتا'' یعنی گو بظاهر اس وقت یہ بچہ معلوم هوتا هے مگر ایک وقت وہ آئیگا جب‌کہ یہ مسند غوثیت پر جلوہ فگن هوگا چنان‌چہ جو کچھ شیخ طریقت نے فرمایا تھا زمانے نے ثابت کر دکھایا شاہ فضل اللہ اور سید فضل علی کے متذکرہ بالا بیانات سے مزید تصدیق هو جاتی هے۔

۷۸۔ شیخ عبدالحق : اخبارالاخیار، مطبوعہ دهلی، ۱۳۳۲ھ' ص۔ ۲۰۲

Marfat.com

سید فضل علی نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ جب شیخ محمد غوث گوالیار سے گجرات پہنچے تو وہاں ایک دن عالم سکر میں آپ کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ "ہم کو معراج ہوئی ہے" اس پر تمام علماء چراغ پا ہوگئے اور سب نے واجب القتل ٹھہرایا۔ تقریباً دوسوستر علماء و فضلاء جو اس وقت جمع ہوگئے تھے، شیخ محمد غوث کے مکان پر پہنچے۔ سرخیل وجیہ الدین علوی تھے۔ جب شیخ محمد غوث کی نگاہ شیخ وجیہ الدین پر پڑی تو فرمایا کہ "تم کس لئے آئے ہو"؟ شیخ وجیہ الدین نے فرمایا:۔

> "بیشک آپ غوث آخرالزماں ہیں، جو اس میں شک کرے کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہم سب آپ سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں" ۷۹

گاہ بحیلہ می برد گاہ بزور می کشد ☆ عشق کی ابتداء عجب، عشق کی انتہا عجب

شاہان ہند سے تعلقات

فقراء کے دربار ہمیشہ سے شاہان عالم کے ملجاء وماوی رہے ہیں، چناں چہ شیخ محمد غوث کے دربار سے بھی شاہوں کی وابستگی رہی، صاحب مناقب غوثیہ (۹۴۹ھ) شاہ فضل اللہ نے تحریر فرمایا ہے:۔

> "حضرت غوث العالم کی باطنی استقامت اور قلبی استعانت عالم میں مشہور و معروف ہے، تصرف کونین ان کے ہاتھ میں ہے گدا کو چاہیں تو تخت پر بٹھائیں اور شاہ کو گدا بنائیں، چناں چہ سلطان ابراھیم افغان اور بابر بادشاہ و ہمایوں بادشاہ کے قصے عالم صورت مشہور ہیں، اسی طرح سلطان صوفی سے باطنی نعمت لے کر شیخ مبارک مجذوب عامی کو دینا عالم معنی میں اظہر من الشمس ہیں" ۸۰

۷۹۔ سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص۔ ۲۳

۸۰۔ مناقب غوثیہ (اردو)، ص۔ ۳۴

Marfat.com

تاتار خاں والی گوالیار کو جب اطراف کے زمینداروں نے پریشان کرنا شروع کیا اور اس کو ان شر پسندوں کے حملہ کا خطرہ پیدا ہوا تو اس نے بابر بادشاہ سے کمک مانگی چناں چہ اس نے کمک بھیجی، اس زمانہ میں شاہ محمد غوث گوالیاری بھی قلعہ میں تشریف فرما تھے۔

فرشتہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے (۸۱) جس کو محمد حسین آزاد نے بھی دربار اکبری میں نقل کیا ہے، فرشتہ لکھتا ہے:۔

"خاص و عام ہندوستان کے شیخ (محمد غوث) کے ساتھ دلی ارادت اور اعتقاد رکھتے تھے، اور ایک وقت ایسا ہوتا تھا کہ خود بادشاہوں کو اپنے دنیا کے کاموں میں بھی ان کی طرف رجوع کرنی پڑتی تھی' گجرات، بنگالہ، اور دھلی میں نامی مشائخ ان کے دامن وسیع کو پکڑے رہے، جبکہ بابر بادشاہ آگرہ تک پہنچکر ملک گیری کر رہے تھے، اس وقت تاتار خاں والی گوالیار کو اپنے اطراف کے بعض سرداروں کی طرف سے خطرہ معلوم ہوا، اس نے بابر کو عرضی بھیجکر اطاعت ظاہر کی، بابر نے خواجہ رحیم داد اور شیخ گھورن کو فوج دے کر بھیجا کہ قلعہ پر قبضہ کرلیں جب یہ فوج لیکر پہنچے تو تاتار خاں اپنے قول سے پھر گیا........ شیخ محمد غوث ان دنوں قلعے میں رہتے تھے، انہوں نے ایک با اقبال بادشاہ کی آمد آمد دیکھکر اندر سے تدبیر بتائی، اس کے بموجب انہوں نے تاتار خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم جو یہاں آئے تو فقط اس لئے کہ تمہیں تمہارے دشمنوں سے بچائیں اور آئے تو تمہارے بلانے سے آئے، اب کف دست میدان میں پڑے ہیں

۸۱- محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ: تاریخ فرشتہ، جلد اول، مطبوعہ بمبئی، ۱۹۳۲ء/۱۳۴۷ھ، ص- ۳۸۵

Marfat.com

........اتنی اجازت دو کہ ہم چند خدمتگاروں کے ساتھ رات کو قلعہ میں آجائیں، لشکر باہر رہے گا........تاتار خان........نے اجازت دیدی........سرداران مذکور نے راتوں رات اپنے بہت سے آدمی قلعہ میں پہنچادئے........دروازے پر پہرہ دار (شیخ محمد) کے مرید تھے، انہیں بھی مرشد کا حکم پہنچ چکا تھا، غرض تاتار خاں کو اس وقت خبر ہوئی کہ فوج بابری کی جماعت کثیر اندر پہنچ چکی تھی اور کام ہاتھ سے نکل چکا تھا، چاروناچار قلعہ حوالہ کرنا پڑا........اور آپ دربار میں حاضر ہوا'' ۸۲

تاتارخاں کے زوال کا یہی سبب تھا کہ اس نے شاہ محمد غوث کی ہدایات و نصائح پر عمل نہیں کیا، اوز تمردو سرکشی اختیار کی' اور بابر بادشاہ کی سرفرازی اور قلعہ' گوالیار پر فتح بھی شاہ محمد غوث کی عنایات کا نتیجہ تھی۔

رسالہ عالمگیری میں بھی اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے، جس کی تلخیص مناقب غوثیہ کے مترجم نے تتمہ کی صورت میں آخر میں منسلک کردی ہے، اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نےشاہ محمد غوث سے ملاقات کی اجازت چاہی تھی، چناں‌چہ بابر نے قلعہ گوالیار میں پہنچکر شرف قدمبوسی حاصل کیا'' ۸۳

اس میں شک نہیں کہ بابر بادشاہ کو شیخ محمد غوث سے خاص عقیدت تھی۔ جیسا کہ سید فضل علی شاہ نے لکھا ہے:-

''دراں وقت حضرت محمد شیخ قدس اللہ سرہ‌العزیز کہ از اکابرو اعاظم روزگار بودند در قلعہ قلوب تصرفے تمام داشت بلکہ بادشاہ

۸۲- محمد حسین آزاد: دربار اکبری، مطبوعہ لاہور' ۱۹۱۰ء، ص- ۷۷-۵۰۹

۸۳- محمد ظہیرالحق احمدآبادی: تتمہ مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۳ء، ص- ۶۱

> بابر، شاهزاده همایون، وقت بیعت حضرت بندگی شیخ پھول قدس الله سره العزیز، که برادران کلاں و حقیقی حضرت محمد غوث، ظهیرالدین محمد بابر بادشاه از بس داشت و خود دست بیعت حضرت شیخ شده بود" ۸۴

لیکن یہ بات تحقیق طلب ہے کہ خود بابر بادشاہ اس موقعہ پر موجود تھا اور اس نے قلعہ میں جاکر شیخ محمد غوث سے شرف نیاز حاصل کیا تھا۔ تزک بابری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بابر بادشاہ آگرے میں تھا، بابر نے خود اس واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن کہیں اپنی حاضری کا ذکر نہیں کیا۔ ۹۳۳ھ میں تسخیر گوالیار کے ذیل میں لکھتا ہے کہ تاتار خاں سارنگ خانی گوالیار پر قابض تھا، مگر اطاعت گزار نہ تھا، جب رانا سانگا نے کندار چھین لیا اور نواح گوالیار کے راجاؤں میں درمنگت اور خان جہاں نے گوالیار چھیننے کے ارادے سے اطراف میں فساد پھیلایا تو مجبوراً تاتار خان گوالیار دینے پر راضی ہوگیا چناں چہ رحیم داد کو بھیرا اور لاہور کی فوج دے کر مستی جی نتقطار کو مع اس کے بھائیوں کے گوالیار کی جانب روانہ کیا، شیخ گھورن کو ساتھ کردیا کہ رحیم داد کو گوالیار میں قائم کرکے چلا آئے یہ سردار جب گوالیار کے قریب پہنچے تو تاتار خاں کی نیت پلٹ گئی، ان لوگوں کو قلعہ میں نہ بلایا:۔

> "اس اثنا میں شیخ محمد غوث نے جو ایک بہت (بڑے) بزرگ اور درویش ہیں اور جن کے مرید و معتقد کثرت سے ہیں، شہر میں سے رحیم داد کے پاس کہلا بھیجا کہ جس طور سے ہوسکے تم شہر میں داخل ہوجاؤ، اس لئے کہ اس شخص (تاتار خاں) کا خیال بدل گیا ہے اور یہ برسر فساد ہے۔ رحیم داد نے یہ پیام سنتے ہی تاتار خان سے کہلا بھیجا کہ باہر ہندوؤں کا پڑا

۸۴۔ سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص۔ ۱۴

خوف ہے، بہتر ہے کہ میں چند آدمیوں سمیت قلعہ میں چلا آؤں اور باقی لشکر وغیرہ باہر رہے، تاتار خان بڑے اصرار سے اس بات پر راضی ہوگیا، جس وقت رحیم داد تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ اندر آگیا اس وقت اس نے کہا کہ دروازے پر ہمارے سپاہیوں کا پہرہ رہے، ھتیا پول دروازے پر رحیم داد کے سپاہیوں کے پہرے لگ گئے، اسی رات میں رحیم داد نے اپنی ساری فوج اندر بلالی صبح کو تاتار خاں کے چھکے چھوٹ گئے، خواہی نخواہی قلعہ سونپ دیا اور خود میرے پاس آگرے میں چلا آیا" ۸۵

قلعہ گوالیار کی تسخیر مین شیخ محمد غوث کا بڑا ھاتھ تھا........ایک موقع پر بابر بادشاہ رحیم داد سے نالاں ہوگئے تھے، شیخ محمد غوث کی سفارش پراس کے قصور کو معاف کیا اور حکومت برقرار رکھی۔ ۸٦

بابر بادشاہ ۹۳۵ء میں گوالیار آیا تھا۔ ممکن ہے کہ اس وقت شیخ محمد غوث سے شرف نیاز حاصل کیا ہو۔ متذکرہ بالا اقتباس کے شروع میں جس انداز سے بابر نے شیخ محمد غوث کا ذکر کیا ہے اس سے اس کے تاثر کا اندازہ ہوتا ہے۔

بابر بادشاہ کے علاوہ ھمایوں بادشاہ بھی شیخ محمد غوث سے خاص عقیدت رکھتا تھا۔ چناں چہ ٹی۔ڈبلیو۔آرنلڈ (*T. W. Arnold*) لکھتے ھیں :-

(ترجمہ) سلسلۂ شطاریہ میں بھی بہت سے اولیاء اللہ گزرے ھیں مثلاً محمد غوث (علیہ الرحمۃ) جن کے مریدین و معتقدین میں شہنشاہ ھمایوں بھی شامل تھے جب ۱۵٦۲ء میں شیخ مذکور کا

۸۵۔ ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ : تزک بابری (اردو) مترجمہ میرزا نصیرالدین حیدر، مطبوعہ کراچی، ۱۹٦۲ء، ص۔ ۳۵۴-۵

۸٦۔ سید فضل علی شاہ : کلیات گوالیار (قلمی)، ص۔ ۱۴

Marfat.com

وصال ہوا تو اکبر بادشاہ نے ان کے اعزاز میں گوالیار میں ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔

شاہ وجیہ الدین (گجراتی) م-۱۵۸۹ء بھی شیخ موصوف کے مریدین میں ہیں۔ یہ علامۂ دہر تھے، ان کی بہت سی تصانیف ہیں، احمدآباد میں ان کا مزار ہے، اسی سلسلے کے ایک اور بزرگ شاہ پیر (م- ۱۶۳۲ء) ہیں جن کا مقبرہ شہنشاہ جہانگیر کی بیگم نورجہاں نے تعمیر کرایا تھا۔ ۸۷

ہمایوں بادشاہ (متوفی ۱۵۵۶ء/۹۶۴ھ) کو بھی شاہ محمد غوث سے بڑی عقیدت تھی، ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے:-

"ہمایون بادشاہ مغفرت پناہ را بہر دوئے ایں بزرگوار (شیخ پھول و شیخ محمد غوث) نسبت عقیدت و اخلاص بکمال بود چناں چہ بہ کم کسے دیگر آں جہت داشتہ باشد و طریق دعوت اسماء ازیں اعزہ یاد می گرفتند" ۸۸

(ترجمہ) ہمایوں بادشاہ کو ان دونوں بھائیوں (شیخ پھول و شیخ محمد غوث) سے اس کمال کی عقیدت و اخلاص تھا کہ دوسروں سے کم ہی رہا ہوگا۔ طریق دعوت اسماء انھیں عزیزوں سے سیکھا تھا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی لکھا ہے:-

۸۷- *James Hastings etc : Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. XI, New York, 1954, p. 69 ("Saints and Martyres" by T. W. Arnold)*

۸۸- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، جلد سوم، ص- ۴

Marfat.com

"نصیرالدین ہمایوں بادشاہ از معتقدان وے گشت" ۸۹

(ترجمہ) نصیرالدین محمد ہمایوں آپ کے معتقدوں میں ہوگیا۔

پیٹر ہارڈی نے جہاں سلاسل طریقت کا ذکر کیا ہے وہاں تذکرتاً لکھا ہے کہ ہمایوں بادشاہ شاہ محمد غوث کا مرید تھا، وہ لکھتا ہے:۔

"ایران سے نئے سلاسل آئے......شطاری......شیخ محمد غوث، جو اسی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے، ہمایوں کے روحانی پیشوا تھے" ۹۰

ڈاکٹر تارا چند (۹۱) اور دائرۃالمعارف الاسلامیہ کے مقالہ نگار نے بھی یہی لکھا ہے (۹۲) اس لئے یہ مسلمہ ہے کہ ہمایوں کو شاہ محمد غوث سے بیحد عقیدت تھی، اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جب ۹۴۷ھ میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا اور ہمایوں بادشاہ نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیارکرلی تو اس وقت شاہ محمد غوث بھی گوالیار سے ہجرت کرکے گجرات چلے آئے، یہاں ہمایوں بادشاہ کی طرف سے شاہ محمد غوث کو یہ مکتوب موصول ہوا:۔

"بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر لم یزل ازکرب و دشواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعائے ایشان و جمیع درویشاں بہ آسانی برآوردہ واز سوانح روزگار فتنہ انگیز آنچہ

۸۹۔ مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃالاصفیا، مطبوعہ لکھنو، ۱۸۷۳ء ص۔ ۴۳۳

۹۰۔ *Theodre de Bary : Sources of Indian Tradition, New York, 1959, p. 438*

۹۱۔ *Dr. Tara Chand : The Influence of Islam On Indian Culture, Illahbad.*

۹۲۔ *M. TH. Houtsma etc : Encyclopaedia of Islam, Leyden (Holland), 1913, Vol. III, PT 2. pp. 687-8*

Marfat.com

پیش آمد بجز محرومی ملازمت باعث آزازی خاطر و سبب تیرگی دل نه گردید و در هر نفس و هر گام خیال درگرد این اندیشه بود که آن دیو سرشت مردم به آن ذات ملکوت صفات چه سلوک کرده باشند، چون شنید که در همان نزدیکی ایشان نیز هجرت به دیارگجرات فرمودند، دل ازان اندوه گرفتاری بقدرے رهائی یافت، و پیوسته از صدق عقیدت امیدوار ست که فیض فضل کرد گارهم چنان که از تنگ نائے آفت بیرون آورده از بند اندوه نا کی مذکور آزاد ساخت از محنت مفارقت صوری نیز خلاصی بخشد۔

سبحان‌الله چه گونه سپاس و شکرگزاری تلقین باطن نشین آن رهنمائے حقیقی بتقدیم رساند که باکثرت اسباب پریشانی که به ظاهر قالب فرو پیچیده ست در جمعیت و وحدت سر سودائے قلب باندازه یک ذره تصورے راه و فتورے نیافته۔ راه آمد و رفت قافلهٔ دعائے خیر پیوسته مسلوک بادا!" ۹۳

(ترجمه) "آداب و دست بوسی کے بعد عرض ھے که مولی تعالی کی عنایت نے آں جناب اور دیگر بزرگوں کی توجہات اور دعاؤں کے طفیل مشکلات سے به آسانی نکال لیا۔ آں جناب کی قرب و معیت سے محرومی میرے لئے زمانے کا سب سے بڑا حادثه ھے، اس سے دل کو بہت دکھ پہنچا ھے۔ هردم اور هر قدم اس فکر میں تھا که ان دیو پیکر انسانوں نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ھوگا جب سنا که آں جناب بھی انھیں دنوں گجرات هجرت کر آئے تھے، تو دل نے قید غم سے ذرا خلاصی پائی، امید ھے که جس طرح مولی تعالی کے کرم نے اس آفت سے نجات بخشی ھے اور قید الم

۹۳۔ محمد غوثی: گل زار ابرار (اردو)، مطبوعه ۱۳۲۶ھ، ص۔ ۳—۲۹۲

Marfat.com

سے آزاد کیا ہے، اسی طرح ظاہری مفارقت کے غم سے بھی خلاصی بخشے گا۔

سبحان اللہ! اس رہنمائے حقیقی کی دل نشیں تلقین کا کس طرح شکر ادا کروں کہ گو بظاہر جسم ہزار پریشانیوں میں گرفتار رہا لیکن سویدائے قلب کی وحدت و جمعیت میں ذرہ برابر بھی قصور و فتور واقع نہیں ہوا"

شاہ محمد غوث نے مذکورہ بالا مکتوب شاہی کے جواب میں یہ صحیفہ ارسال فرمایا:-

"وصول نامہ نامی سلطانی و مطالعہ صحیفہ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان ایں حدود رسانید و نوید سعادت صحت و عافیت ملازمان رکاب دولت برداد... آں چہ بہ کلک و قائع نگار قلمی بود مطابق نفس الامرست ہیچ گونہ تکلفے دراں واقع نیست۔ مصرع

سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم در دل

المرام سر خداوند افسر از اند وہ تاکی سرگزشت شوریدہ مباد! مصرع

در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیراوست

ہرگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ بندہ سعادت مند خود را می خواہد بدرجہ کمال رساند، پرورش بہ اسمائے جمال و جلال ہردو می فرماید۔ یک دور جمالی گزشت۔ اکنوں روز نوبت جلالی ست، بحکم فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسراً۔ بزود باز نوبت جمال خواہد رسید زیراکہ بہ قانون عربیہ یک "عسر" میان دو "یسر" واقع شدہ وزود بہ جہت آنکہ سطح محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس عنقریب عروس مراد بر منصۂ ظہور جلوہ گر خواہد شد، انشاء اللہ تعالیٰ" ۹۳

۹۳۔ ایضاً، ص۔ ۴-۲۹۳

Marfat.com

(ترجمہ) صحیفہ گرامی مژدہ زندگانی بن کر آیا، وابستگان دامن دولت کی نوید صحت و عافیت بھی ملی، جو کچھ لکھا ہے، فی الحقیقت ایسا ہی ہے، اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہے ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

خدا کرے کہ آپ حادثات زمانہ کے غم و واندوہ سے پریشان نہ ہوں! طریقت میں جو کچھ سالک کے سامنے آتا ہے اس کے لئے اچھا ہی ہوتا ہے۔

چوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے سعادت مند بندے کو مرتبہ کمال تک پہنچانا چاہتا ہے اس لئے جمالی اور جلالی دونوں قسم کے اسماء سے پرورش کر رہا ہے۔ ایک دور جمالی گزر گیا، اب جلالی کا دور دورہ ہے۔ بہ فحوائے آئیہ کریمہ

فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

جلد ہی جمالی دور آنے والا ہے۔ عربی قاعدے کی رو سے ایک "عسر" دو "یسر" کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اور چوں کہ سطح محاط باعتبار مسافت دائرہ محیط سے کم ہوتی ہے اس لئے جلد ہی مراد پوری ہونے والی ہے انشاء اللہ تعالیٰ"

چناں چہ جو بات زبان فیض ترجمان سے نکلی تھی ہو کر رہی، شیر خان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا جلال خاں، اسلام شاہ کے خطاب سے تخت نشین ہوا، یہ بھی مارا گیا، بہرکیف اسی زمانے میں :-

(ترجمہ) نصیرالدین محمد ہمایوں نے حضرت شیخ (محمد غوث) کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ "اس کمترین کے متعلق کیا حکم ہے" آپ نے جواباً تحریر فرمایا "سلطان کرم کی درگاہ سے تجھ

کو سلطنت مبارک ہو"........جب یہ امر عالی پہنچا تو بادشاہ سجدہ شکر بجا لایا اور عازم ہندوستان ہوا، اور تھوڑے عرصے میں ہندوستان کو فتح کرلیا........حضرت شیخ محمد غوث بہت مسرور ہوئے" ۹۵

ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ صغر سن ہی میں شاہ محمد غوث کا معتقد ہوگیا تھا،

"و بادشاہ را در صغر سن بتحریص و ترغیب تمام بو سائل و وسایط در سلک ارادت خود آورد" ۹۶

معتمد خان نے اقبال نامہ میں بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے (۹۷) سید فضل علی نے بھی کلیات گوالیاری میں لکھا ہے :-

(ملخصاً) جب سلطنت و خلافت کو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے زینت بخشی تو اس نے ندماء سے صلاح کی اور کہا کہ میں حضرت شیخ محمد غوث سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ چناں چہ حضرت کی خدمت میں عریضہ ارسال کر کے آگرے بلوایا۔ اور دست مبارک پر بیعت ہوا........۹۷۰ء میں دارالخلافۃ آگرے ہی میں آپ کا انتقال ہوا، بادشاہ سے کہا گیا کہ حضرت کی وصیت یہی تھی کہ غوث پورہ میں دفن کیا جائے۔ چناں چہ جنازہ آگرے سے گوالیار لایا گیا" ۹۸

۹۵- سید فضل علی شاہ : کلیات گوالیار (قلمی)، ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ، ص- ۱۶

۹۶- عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج-۳، ص-۵

۹۷- معتمد خان : اقبال نامہ

۹۸- سید فضل علی شاہ : کلیات گوالیاری (قلمی)، ص- ۱۶-۱۷

Marfat.com

معتمد خاں نے بھی اقبال نامہ میں اکبر کی ارادت و بیعت کا ذکر کیا ہے (۹۹) گوالیار میں اکبر بادشاہ نے آپ کے مزار مبارک پر شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔ (جس کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔) شیخ محمد غوث سے ارادت و عقیدت اور مزار مبارک کی و تعظیم تکریم کا یہ عالم تھا کہ:۔

"سید قاسم علی اور علی قلی خاں کو جب شہر گوالیار کی قلعہ داری اور کوتوالی کے لئے متعین کیا تو شاہی حکم ہوا کہ "جمعرات کو قاضی شہر کو همراہ لےکر روضہ منورہ جناب سلطان المرشدین، و برہان المحققین، غوث الاسلام و المسلمین، حاجی حمیدالدین محمد، غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز، پر نہایت اعتقاد سے حاضر ہوں اور ساری رات مراقب رہیں، اور شاہی سلطنت کے قیام کے لئے دعائے خیر کریں، شیریں حلوا تیار کرا کر رکھیں اور صبح ہی صبح تقسیم کردیں اور پھر اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوجائیں۔ یہ خدمت تمہارے اور قاضی شہر گوالیار کے سپرد کی جاتی ہے۔ اور اس خدمت پر تمہاری نگہداشت رکھی جائیگی، اگر غوث اولیاء کے روضہ کی خدمت میں کوئی کوتاہی یا خرابی واقع ہوئی تو تم کو اور قاضی شہر کو تبدیل کرکے سنگین سزا دی جائیگی، اور یہ خدمت دوسروں کے سپرد کردی جائیگی، اس امر میں تاکید مزید سمجھ کر پوری پوری کوشش کریں، روضہ منورہ اور سجادہ نشین کی خدمت دل و جان سے کریں کہ سعادت دارین ہے"۔ اس خدمت کی بجا آوری کے صلے میں قاضی شہر کو خلعت فاخرہ عنایت کی گئی اور گزراوقات کے لئے دیہات نام کئے گئے" ۱۰۰

۹۹- محمد حسین آزاد: دربار اکبری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۱۰ء، ص- ۷۷.

۱۰۰- سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص- ۲۰

اکبر نے شاہ محمد غوث کے روضہ منورہ کے لئے بھی جاگیر مقرر کی تھی چناں چہ سید فضل علی شاہ لکھتے ھیں :-

"اکبر بادشاہ را اعتقاد از قطب الاقطاب (شاہ عبداللہ پسر شیخ محمد غوث) بسیار بود، جمیع پسران حضرت شیخ (محمد غوث) را جاگیر جداگانہ مقررکردہ بودند، و برائے مدد خرچ مقبرہ جاگیر از پرگنات دتیا قریب سہ لک و پنج هزار روپیہ جدا مقرر کرد، نصف شہر کہ برکنار دریا موسوم بہ "غوث پورہ" آباد کردہ حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز است۔ و پانزدہ محل دیگر بنابر نذر و نیاز فرمان شاھی بنام قطب الاقطاب شاہ عبداللہ عرف بڑی نافذ گردیدہ، آں جاگیر هنوز موجود است" ۱۰۱

(ترجمہ) اکبر بادشاہ کو قطب الاقطاب سے بڑی عقیدت تھی (بادشاہ نے) حضرت شیخ (محمد غوث) کے تمام صاحب زادوں کے نام الگ الگ جاگیر مقرر کی تھی اور مقبرہ کے اخراجات کے لئے پرگنات دتیا میں سے تقریباً تین لاکھ پانچ هزار روپیہ کی جاگیر علیحدہ مقرر کی تھی۔ دریا کے کنارے آدھا شہر جو "غوث پورہ" کے نام سے مشہور ھے، حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز کا بسایا ھوا ھے، نذر و نیاز کے لئے پندرہ اور محل قطب الاقطاب شاہ عبداللہ عرف بڑی کے نام فرمان شاھی کے ذریعہ مقرر کئے تھے یہ جاگیر ابھی موجود ھے"

صاحب ماثر الامراء نے لکھا ھے :-

"گویند کہ از جناب عرش آشیانی یک کرور درھم وظیفہ بود" ۱۰۲

۱۰۱- ایضاً، ص - ۱۷

۱۰۲- شیخ محمد اکرام : رود کوثر، مطبوعہ لاھور، ۱۹۵۸ء، ص - ۳۹

Marfat.com

اسی طرح صاحب ذخیرۃالخوانین نے لکھا ہے :-

"شیخ نہ لک روپیہ در جاگیر داشت و چہل خیل در فوج او می‌رفت" ۱۰۳

غرض اپنے والد نصیرالدین محمد ہمایوں اور دادا ظہیرالدین محمد بابر کی طرح جلال‌الدین محمد اکبر بھی شاہ محمد غوث سے خاص ربط خاطر رکھتا تھا، چناں چہ جب شاہ محمد غوث اکبرآباد تشریف لائے اور بیرم خان و شیخ گدائی کے ناروا سلوک سے خاطر برداشتہ ہوکر واپس گوالیار تشریف لے گئے تو اکبر بادشاہ بیرم خان سے آزردہ ہوگیا، اس ربط خاص کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بیرم خان کی شہادت کے بعد آپ پھر اکبرآباد تشریف لے آئے، اور یہیں انتقال فرمایا، گوالیار میں دفن کئے گئے۔

غرض ہمعصر بادشاہوں اور حکمرانوں کو شاہ محمد غوث سے خاص عقیدت و محبت تھی، ابوالفضل نے آئین اکبری میں شیخ محمد غوث کو اس عہد کے اجلۂ مشائخ میں شمار کیا ہے۔ ۱۰۴

نورالدین جہانگیر بادشاہ بھی شاہ محمد غوث گوالیاری کے علو مرتبت کا قائل تھا، بارھویں جشن نوروز کے ذیل میں جو حالات لکھے ہیں اس میں شیخ وجیہ‌الدین علوی گجراتی (متوفی ۱۵۸۸ء/۹۹۷ھ) کے روضہ کی زیارت کے تاثرات کا بیان ہے، اسی ضمن میں شاہ محمد غوث گوالیاری کا بھی ذکر آگیا ہے، لکھتا ہے :-

> "شیخ وجیہ‌الدین، شیخ محمد غوث کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے، شیخ محمد غوث سے شیخ

۱۰۳- ایضاً، رودکوثر، ص- ۳۹

۱۰۴- ابوالفضل : آئین اکبری، جلد اول، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۳۸ء، ص- ۳۸۹

Marfat.com

وجیہ‌الدین کی ارادت و عقیدت سے خود شیخ محمد غوث کے بزرگ و برتر مرتبے کا پتہ چلتا ہے" ۱۰۵

تھامس ولیم بیل (*T. W. Beale*) نے صحیح لکھا ہے:-

"آپ (شیخ محمد غوث) مستجاب‌الدعوات تھے، جو پیشین گوئی فرماتے تھے پوری ہوتی تھی، اس وجہ سے آپ کافی مشہور و معروف ہوگئے تھے، اور اولوالعزم بادشاہ بھی آپ کے دربار میں حاضر ہوکر آداب بجا لاتے تھے" ۱۰۶

سفر گجرات ۹۴۷ھ میں جب افغان سور کا غلبہ ہوا اور شیر شاہ برسراقتدار آیا تو اس نے شیخ محمد غوث کو پریشان کرنا شروع کیا، چناں چہ مجبوراً آپ ہجرت فرماکر گجرات تشریف لے آئے۔ ملا عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۵۹۵ء/ ۱۰۰۴ھ) لکھتے ہیں:-

و بعد از فترات ہند چون شیرشاہ در مقام آزار شیخ محمد شد، سفر گجرات اختیار نمودہ، و حکام و سلاطین آن جا نیز در ربقۂ انقیاد او داخل گردیدہ، بتمام در مقام خدمت بودند" ۱۰۷

مولانا رحمان علی نے بھی تذکرہ علمائے ہند میں یہی بیان نقل فرمایا ہے (۱۰۸) خود شیخ محمد غوث نے جواہر خمسہ (۹۵۶ھ) میں اس طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:-

---

۱۰۵- جہانگیر بادشاہ: تزک جہانگیری (اردو)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۰ء ص ۳۵۰،

۱۰۶- *T. W. Beale : Oriental Biographical Dictionary, Calcutta, 1881, pp. 186-7.*

۱۰۷- عبدالقادر بدایونی: منتخب‌التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج-۳، ص-۵

۱۰۸- مولانا رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص-۵۰۶

Marfat.com

''بعد از چند سال از روئے قضاؤ قدر به ولایت گجرات رسید'' ۱۰۹

اوراد غوثیه (۹۴۹ھ) میں اس طرح فرماتے ہیں :-

''چهل ساله بود که از بادشاهان تفاوت پیدا شد سفر اختیار کرد در ولایت گجرات آمد'' ۱۱۰

شاہ محمد غوث، ۹۲۹ھ کے لگ بھگ گوالیار تشریف لائے تھے اور ۹۴۷ھ میں یہاں سے گجرات ہجرت فرمائی۔ نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ (متوفی ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء) نے بھی شیخ محمد غوث کے نام اپنے ایک مکتوب میں ہجرت کا ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے :-

''و در هر نفس و هر گام خیال درگرد این اندیشه بود که آن دیو سرشت مردم به آن ذات ملکوت صفات چه سلوک کرده باشند چون شنید که در همان نزدیکی ایشان نیز هجرت بدیار گجرات فرمودند دل ازان اندوه گرفتاری بقدرے رهائی یافت'' ۱۱۱

متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ محمد غوث گوالیار سے سیدھے گجرات تشریف لائے مگر ایک ہم عصر تذکرہ نگار فضل علی شاہ کے بیان سے کچھ اور باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں، دیگر معاصرین اور خود شاہ محمد غوث نے یہ باتیں نہیں لکھیں بہرکیف چونکہ ہم عصر تذکرہ نگار ہے اس لئے ان کا بیان نقل کر دینا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

سید فضل علی شاہ کلیات گوالیاری میں لکھتے ہیں :-

۱۰۹- شاہ محمد غوث : جواہر خمسہ (دیباچہ)، قلمی۔ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن

۱۱۰- شاہ محمد غوث : اوراد غوثیہ، مطبوعہ ۱۳۱۳ھ، ص- ۲۷

۱۱۱- محمد غوثی : گلزار ابرار (اردو)، ص- ۲۹۲

Marfat.com

”ھمایوں بادشاہ شکست کھا کر قندھار کے راستہ خراساں و ایران چلا گیا تو حکومت شیر خاں کے ہاتھ آئی۔ شیر خاں کے گوالیار پہنچنے سے پہلے شیخ محمد غوث بندھیر کھنڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کے زمینداروں نے آپ کی اطاعت کی، یہیں پر ایک دن آپ نے فرمایا ”بماند بندھیرا یا نماند اندھیرا“ شیر خاں کو جب اس کا علم ہوا تو اس کو بہت غصہ آیا، چناں چہ اس لے اپنے ھمشیرزاد باختر جنگ کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر شیخ محمد غوث کا سر قلم کرلے اور اھل و عیال کو گرفتار کرنے کے لئے بندھیر کھنڈ روانہ کیا اور خود گوالیار پہنچا۔

جب یہ لشکر عظیم شیخ محمد غوث کی قیام گاہ پر حملہ آور ہوا اور حرم تک پہنچ گیا تو آپ کی والدہ نے فرمایا ”تیری غوثیت اور ولایت کب ظاھر ھوگی“؟

حضرت شیخ محمد غوث کو اچانک جلال آیا اور آپ نے فرمایا:-

”مریخ تو کجائی تا کار خود لمائی؟“

آپ کے فرماتے ھی مشرق سے ایک تلوار نمودار ھوئی اور مغرب تک چمکتی چلی گئی۔ اس کے بعد آپ نے شیر خاں کے لشکریوں سے فرمایا کہ ”بادشاھوں کو درویشوں سے دعا لینے کے علاوہ اور کیا کام ھے۔ جاؤ، اس فقیر سے نہ الجھو“ مگر وہ تو قتل کے لئے آمادہ ھوکر آئے تھے۔ جب آپ نے یہ رنگ دیکھا تو غضب ناک ھوکر فرمایا:-

”اقتل المریخ“

یہ کہنا تھا کہ دیکھتے ھی دیکھتے میدان جنگ میں بارہ ہزار سر بریدہ پڑے ھوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت شیخ محمد غوث یہاں سے گجرات تشریف لے گئے۔

Marfat.com

شیخ محمد غوث کے گجرات کے زمانہ قیام میں شیر خاں نے سلطان محمود کو خط لکھا کہ شیخ محمد غوث کا سر مبارک کاٹ کر جلد بھیجدو ورنہ گجرات کو تہ وبالا کر دوں گا۔ اور خود کا لنجر روانہ ہوگیا۔

جب یہ اطلاع شیخ محمد غوث کو ملی تو آپ بہت متاسف ہوئے، تھوڑی دیر بعد مراقب ہوئے اور اچانک پانی سے بھرے ہوئے آفتابے کو جلال میں آکر زمین پہ دے مارا اور فرمایا:-

"جابرے راکشتم، امروزگشت تامن کشتم، فرداگشت تا خدا کشت"

حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا ماجرہ ہے۔ فرمایا:-

"شیرا سوختہ شد بر قلعہ کالنجراز سرنگ باروت"

چناں چہ یہی ہوا۔ ۱۱۲ (ملخصاً)

مفتی انتظام اللہ شہابی نے بھی اپنی کتاب سوانح محمد غوث میں اس بیان کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ ۱۱۳

دیگر تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ محمد غوث پر شیر شاہ نے اس لئے عتاب کیا کہ آپ کا تعلق همایوں بادشاہ سے تھا، اس کے علاوہ بعض حاسدوں نے آپ کی تصنیف معراج نامہ شیر شاہ کے سامنے پیش کی اور یہ کہا کہ اس میں بہت سی خلاف شرع باتیں ہیں، اس پر وہ اور غضب ناک ہوا اور آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہوگیا اور آپ مجبوراً ہجرت کرکے گجرات تشریف لے آئے، مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی یہی لکھا ہے:-

"ووے در حالت عروج حال خویش کتاب موسوم بہ معراج نامہ

۱۱۲- سید فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری، فارسی (قلمی) ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ، ص- ۱۴-۱۵

۱۱۳- انتظام اللہ شہابی: سوانح محمد غوث، مطبوعہ آگرہ، ۱۳۵۸ھ، ص- ۹-۸

Marfat.com

تصنیف کردہ بود، ودران کتاب مقامات حال عروج خود درج کردہ، چون بادشاہ ہمایون معزول الریاست گشت و از ہند بہ طرف ایران رفت، حاسدان معراج نامہ شیخ رانزد شیر شاہ بادشاہ بردند و بہ عرض رسانیدند کہ وے دریں کتاب کلمات خلاف شرع تحریر فرمودہ است، شیر شاہ درپے آزار وے شد، پس شیخ از گوالیار بہ گجرات رفت'' ۱۱۴

(ترجمہ) ''آپ نے اپنے عروج حال میں ایک کتاب موسوم بہ معراج نامہ تصنیف فرمائی تھی اور اس میں اپنے عروج حال کے مقامات کا ذکر کیا تھا۔ جب ہمایوں بادشاہ معزول الریاست ہوا اور ہندوستان سے ایران چلا گیا تو حاسدوں نے شیخ کی تصنیف معراج نامہ شیر شاہ کے سامنے پیش کی اور کہا کہ اس میں شیخ نے بہت سی باتیں خلاف شرع لکھی ہیں۔ (چناں چہ) شیر شاہ آپ کی آزار رسانی کے درپے ہوگیا، مجبوراً شیخ گوالیار سے ہجرت فرماکر گجرات تشریف لے آئے''

شاہ محمد غوث جب گجرات تشریف لے آئے تو یہاں علماء نے معراج نامہ کے مندرجات پر ایک طوفان برپا کردیا اور آپ کے قتل کے درپے ہوگئے، مفتی غلام سرور لاہوری نے اس کا حال بھی لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:-

''علمائے گجرات ہم بہ عداوت وے برخاستند، محضرے نوشتہ مستعد قتل وے شدند دراں حال شیخ وجیہ الدین گجراتی کہ سر دفتر علماء و صلحاء و مشائخ گجرات بود و بخدمت شیخ ارادت ہم داشت بہ عرض رسانید کہ چون مجلس علماء منعقد شود و سخن در معراج افتد شیخ بفرمائید کہ ایں معراج مراد ر عالم

۱۱۴- مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ لکھنو، ۱۸۷۳ء، ص- ۳۳۲-۳

Marfat.com

واقعه بوقوع آمده ست نه در هوش و بیداری، غرض چوں معرکه علماء درمیان آمد شیخ فرمودکه ایں معراج عالم بیهوشی ست که از ظاهر خبر نداشتم ازیں سبب علماء از آزار شیخ درگزشتند'' ١١٥

(ترجمه) ''علماء گجرات بھی شیخ کی دشمنی پر آماده هوگئے، اور محضر تیارکر کے قتل کے درپے هوئے، ان حالات میں شیخ وجیه‌الدین گجراتی (جو گجرات کے علماء وصلحا اور مشائخ کے پیشوا تھے اور شیخ محمد غوث سے ان کو ارادت بھی تھی) نےفرمایاکه جب علماء کی مجلس منعقد هو اور معراج کے بارے میں بات آئے تو شیخ یه فرمادیں که مجھ کو یه معراج عالم واقعه میں پیش آئی تھی۔ بیداری اور هوش کے عالم میں نہیں، الغرض جب علماء کا معرکه گرم هوا تو شیخ نے فرمایاکه یه معراج عالم بیخودی میں واقع هوئی تھی، اس وقت مجھے ظاهر کی کچھ خبر نه تھی، چناں چه اس تدبیر سے علماء گجرات نے شیخ کی آزاررسانی سے درگزر کیا''

ملا عبدالقادر بدایونی نے اس واقعه کو دوسرے انداز سے لکھا هے، وه شیخ کے همعصر هیں، اس لئے ان کا بیان زیاده مستند هے، وه لکھتے هیں :-

''جب سلطان محمودگجراتی کے زمانے میں شیخ محمد غوث هندوستان سے گجرات گئے تو شیخ علی متقی نے جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علماء روزگار میں تھے، ان کے قتل کا فتوی دیا، سلطان نے اس کا اجراء میاں وجیه‌الدین کی رائے پر موقوف کردیا، چنان چه میاں وجیه‌الدین شیخ کی ملاقات کو گئے، اور پہلی هی ملاقات میں ان کے ایسے معتقد هوئےکه بےاختیار هوگئے اور اس فتوے کو پرزے پرزے کرڈالا، یه سن کر شیخ علی متقی ان کے مکان پر

١١٥- ایضاً، ص- ٣٣٣

Marfat.com

گئے، اور ان سے کہا تم کیوں بدعت کے رواج پر راضی ہوگئے؟ شرع میں رخنہ ڈالتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا، ہم ارباب قال ہیں اور شیخ اہل حال، ہمارا ذہن ان کے کمالات کو نہیں سمجھ سکتا اور ظاہر شریعت میں کوئی اعتراض ان پر نہیں آتا، غرض ان کے اثر سے تمام گجرات کے حکام شیخ محمد غوث کے معتقد ہوگئے اور شیخ نے اس بلا سے نجات پائی" ۱۱۶

مولانا رحمان علی (۱۱۷) اور فقیر محمد جیلمی (۱۱۸) نے بھی اسی بیان کو نقل کر دیا ہے۔

شیخ وجیہ الدین علوی، شاہ محمد غوث سے اتنے متاثر ہوئے کہ شرف بیعت حاصل کر لیا، (اس کی تفصیل شاہ محمد غوث کے خلفا' کے ذیل میں بیان کی جائے گی۔)

ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے:-

"و میاں شیخ وجیہ الدین عالم ربانی، متبحر مدرس، غاشیہ' اطاعت اورا بر دوش کشیدہ و ایں جملہ دال برکرامات شیخ است" ۱۱۹

شیخ وجیہ الدین علوی کوئی معمولی عالم نہ تھے، اپنے عہد کے جلیل القدر علما' میں ان کا شمار ہوتا تھا، بلکہ اگر موصوف کو سر آمد علما' کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، سکندر بن محمد نے مرات سکندری میں جہاں سلطان محمود گجراتی کے ہمعصر علما' کا ذکر کیا ہے وہاں شاہ محمد غوث کے بعد شیخ وجیہ الدین کا ذکر کیا ہے اور ان القاب کے ساتھ:-

---

۱۱۶- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو) مطبوعہ لکھنؤ' ۱۸۸۹ء' ص- ۳۱۳
۱۱۷- مولانا رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (اردو) مطبوعہ کراچی' ۱۹۶۱ء' ص- ۲۴۹
۱۱۸- فقیر محمد جیلمی: حدائق الحنفیہ' مطبوعہ لکھنؤ' ۱۸۹۱ء/۱۳۰۸ھ' ص- ۳۸۹
۱۱۹- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (فارسی) مطبوعہ کلکتہ' ۱۸۶۹ء' ج- ۳

Marfat.com

''اعلم العلما، افضل الفضلا، جامع المنقول و المعقول، حاوی الفروع و الاصول، کاشف اسرار وجود، ناظر انوار شہود، بندگی میاں وجیہ الدین علوی'' ۱۲۰

سید فضل علی شاہ شطاری نے شاہ محمد غوث کے خلاف علماء گجرات کی برانگیختگی اور برگشتگی کا سبب قدرے مختلف بتایا ہے، موصوف نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے، گو ان کے رنگ میں خوش عقیدگی کی جھلک نظر آتی ہے مگر معاصر ہونے اور شیخ محمد غوث سے براہ راست استفاضہ کی وجہ سے ان کے بیانات نظرانداز کر دینے کے لائق نہیں۔ اس لئے جابجا ان کی کتاب کلیات گوالیاری سے استفادہ کیا گیا ہے۔

سید فضل علی شاہ، شیخ محمد غوث کے خلاف علماء گجرات کی مخالفت کے اسباب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں :-

''ایک روز حالت وجد میں آپ نے فرمایا ''قدمی علی تقرب کل اولیاء اللہ'' سب حضرات نے اس جملے کو سنا اور خاموش ہو گئے ....ایک مرتبہ اور حالت سکر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یوں فرما رہے ہیں کہ ''مارا معراج شد، معراج شد''۔ (جب علماء کو اس کی خبر ہوئی تو) سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ بات خلاف شریعت ہے، اور شیخ واجب القتل ہیں، چناں چہ تمام علماء جمع ہو کر شیخ محمد غوث کے مکان پر پہنچے، شیخ وجیہ الدین سب کی پیشوائی فرما رہے تھے۔ جب شیخ کو اس بلوہ عظیم کی اطلاع ہوئی تھی تو آپ نے پہلے ہی تحریر فرمایا تھا :-

''علمائے شریعت کہ از حقیقت بےخبرانند و محجوب، معلوم نمایند کہ ایں بلوہ برائے کیست؟ اگر برائے ایں فقیرست، دیر چیست؟ مارا

۱۲۰۔ سکندر بن محمد : مرآت سکندری، مطبوعہ بمبئی، ۱۸۳۱ء/۱۲۴۶ھ، ص۔ ۳۲۶

منصور نباید انگاشت، انچه برسراو گزشت خواهش اوبود، این جا عوض منصور هم منظور است۔ والدعا۔

علما کے سامنے جب شیخ کا یہ مکتوب پہنچا تو وہ لرزہ بر اندام ہوگئے۔ بہرکیف سزا دینے کے ارادے سے تقریباً ۲۰۰ علما شیخ وجیہالدین کے ساتھہ دولت خانہ پر آئے، جب شیخ محمد غوث نے ان حضرات کو دیکھا تو شیخ وجیہالدین سے مخاطب ہوکر فرمایا :-

"وجیہالدین تم فقیر کے مصلے پر بیٹھو"

دیگر حضرات سے بھی بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ اس کے بعد شیخ وجیہالدین کا ھاتھہ پکڑکر فرمایا :-

"سچ کہوکہ تم اور یہ سب حضرات کس لئے آئے ھیں۔ اپنا کام جلد کرو"

شیخ وجیہالدین نے دستہ بستہ عرض کیا :-

"بیشک آپ غوث آخرالزماں ھیں، جوکوئی اس میں شک کرے وہ کافر ھو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ میں تو ان سب حضرات کو لے کر آپ سے بیعت ھونے آیا ھوں"

جناب غوث الاولیاء نے پہلے تو تھوڑی دیر سوچا پھر فرمایا :-

"فقیر تو مار دینے کے لائق ھے، پیری و پیشوائی اور رھنمائی کے لائق نہیں"

لیکن آخرکار شاہ وجیہالدین کو بیعت فرمایا اور مقام ثلاثہ یعنی فنافی الشیخ فنافی الرسول اور فنافی اللہ فوراً حاصل ھوگئے"۱۲۱ (ملخصاً)

۱۲۱- سید فضل علی شاہ : کلیات گوالیاری (فارسی) ص- ۲۳

Marfat.com

دائرۃالمعارف الاسلامیہ میں شاہ محمد غوث کے سفر گجرات اور شیخ وجیہ‌الدین علوی کے واقعہ بیعت کو بڑے مبہم انداز سے بیان کیا گیا ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے، مقالہ نگار نے لکھا ہے:-

"کوہستان چنار میں تیرہ برس سے زیادہ ریاضت و مجاہدے کے بعد (شاہ محمد غوث) گجرات تشریف لائے جہاں آپ مشہور و معروف عالم اور صوفی شیخ وجیہ‌الدین گجراتی سے آشنا ہوئے" ۱۲۲

شاہ محمد غوث کوہستان چنار میں ریاضت و مجاہدے کے بعد ۹۲۹ھ کے لگ بھگ گوالیار تشریف لائے پھر شیرشاہ سوری کے ناروا سلوک سے خاطر برداشتہ ہوکر ۹۴۷ھ میں گجرات تشریف لے گئے، وہاں واقعہ تکفیر، شیخ وجیہ‌الدین علوی کی بیعت و خلافت کا ذریعہ بن گیا۔ یہ واقعہ شاہ محمد غوث اور شیخ وجیہ‌الدین کی زندگی کا بڑا اہم واقعہ ہے، مگر فاضل مقالہ نگار نے بیحد اختصار سے کام لیا ہے۔

بعض ماخذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ محمد غوث گوالیار سے دھلی تشریف لے گئے، پھر وہاں سے گجرات آئے، اور یہاں سے اکبرآباد بھی تشریف لے گئے، مولانا شیر علی بنگالی تحریر فرماتے ھیں:-

"جب غوث الاولیاء آسودگان دھلی کی زیارت کے واسطے دھلی تشریف لائے تھے اس وقت آپ کی بیعت سے مشرف ہوا، اور آپ کی خدمت میں حاضر رہا، اور جب آپ کو گجرات کا سفر پیش آیا تو ہمراہ تھا، احمدآباد کے بعض کوتہ اندیش عالم اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ کے ساتھ دشمنی کا بہانا ڈھونڈھنے لگے اور نادانستہ ونا فہمیدہ باتیں آپ کے متعلق کہنے لگے" ۱۲۳

۱۲۲- *M.T.H. Houtsma etc : Encyclopaedia of Islam, Leyden (Holland), 1913, Vol. III, PT. 2, pp. 687-8*

۱۲۳- محمد ظہیرالحق احمدآبادی: تتمہ مناقب غوثیہ، مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء، (بحوالہ گلزار ابرار)، ص- ۶۵-۶۶

Marfat.com

بقول تکمله نگار مناقب غوثیه، شاہ محمد غوث تقریباً ۱۸ سال (۹۴۷ھ لغایت ۹۶۵-۶ھ) گجرات میں مختلف مقامات پر رہے، جن میں قابل ذکر چانپانیر، بھروچ اور احمدآباد ہیں، احمدآباد میں آپ نے ایک مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی تھی اس کے اتمام کی تاریخ یہ ہے:-

حضرت غوث جہاں، شیخ محمد خطیر
مظہر اسرار حق، معدن سر ہدی
کعبہ صدق و صفا، قبلہ اہل فیوض
ساخت چوں بہر خدا، مسجد حاجت روا
مسجد ضو بخش دردل عباد ازاں
سال بنایش بگو معبد اہل ضیا
۹۶۳ھ

گجرات کے اٹھارہ سالہ قیام نے شاہ محمد غوث کا حلقہ اثر بہت وسیع کر دیا تھا، سلاطین گجرات میں سلطان محمود ثانی آپ کا عقیدت مند تھا، حضرت شاہ وجیہ الدین جیسے عالم ربانی و فاضل و متبحر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، اور گجرات و دکن و مالوہ وغیرہ کے علما و فضلا نے اس سلسلہ کو آپ سے حاصل کیا، گجرات و دکن میں یہ سلسلہ بہت ترقی پذیر ہوا۔ ۱۲۴

سفر اکبرآباد گجرات میں اٹھارہ انیس سال گزارنے کے بعد شاہ محمد غوث ۹۶۶ھ/۱۵۵۸ء میں اکبرآباد تشریف لائے، ملا عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۰ء) لکھتے ہیں:-

(ترجمہ) "۹۶۶ھ میں شیخ مشارالیہ (محمد غوث) اپنے مریدین اور معتقدین کے ساتھ بڑے کروفر سے گجرات سے آگرے تشریف

۱۲۴- ایضاً، ص- ٦٣

لائے، شہنشاہ (اکبر) عقیدت مندانہ پیش آیا، شیخ گدائی کو تنگ نظری اور نفاق و حسد کی وجہ سے، جو ائمہ' ہند کا لازمہ حیات ہے، (شیخ محمد غوث) کا آنا اور ان کی دکان پر دکان لگانا یکلخت نہ بھایا۔ خان خانان کو بھی جس طرح شیخ سے پیش آنا چاہئے تھا، پیش نہ آیا، کیونکہ شیخ گدائی نے اس کے مزاج میں پورا رسوخ پیدا کرلیا تھا، بلکہ اس نے تو مختلف مجالس منعقد کرکے شیخ محمد غوث کے رسالہ کو سامنے رکھا اور کہا کہ شیخ نے اس میں اپنی معراج کی کیفیت بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ مجھ کو بیداری میں حضرت رب العزت شانہ سے مجالسہ و مکالمہ ہوا ہے، اور اس طرح حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تقدیم کی ہے، اسی قسم کی اور خرافات جو عقلاً و نقلاً قابل ملامت اور مذموم ہیں، مجالس میں شیخ کی طرف منسوب کی گئیں، شیخ کو اس میں گھسیٹ کر نشانہ' تیر ملامت بنایا گیا، یہانتک کہ شیخ محمد غوث آزردہ خاطر ہوکر گوالیار تشریف لے گئے۔ اور وہاں سلسلہ' رشد و ہدایت جاری کیا اور جو ایک کرور کی جاگیر عطا کی گئی تھی اسی پر قناعت کی'' ۱۲۵

عبدالقادر بدایونی نے شاہ محمد غوث کی بھی زیارت کی تھی، چناں چہ انہوں نے اپنے چشم دید حالات اس طرح بیان کئے ہیں:۔

(ترجمہ) ''۹۶۶ھ میں فقیر نے آگرے کے بازار میں دور سے (شیخ محمد غوث کو) دیکھا تھا (گھوڑے پر) سوار تشریف لے جا رہے تھے، اور چاروں طرف لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ

۱۲۵۔ (الف) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، (فارسی)، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج-۲، ۵-۳۴

(ب) *Sir H.M. Elliot : The History of India, (Muhammadan Period), Calcutta, 1953, pp. 21-2.*

Marfat.com

وہاں سے کسی کا گزرنا محال تھا، بڑے تواضع و انکسار کے ساتھ دائیں بائیں لوگوں کے سلام کا جواب دیتے جاتے تھے، اور ایک لحظہ بھی چین و قرار نہیں تھا، تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ کی خمیدہ کمر قابوس زین تک جا پہنچتی تھی، سنہ مذکور میں آپ گجرات سے آگرے تشریف لائے تھے'' ١٢٦

تاریخ فرشتہ نے جہاں شاہ محمد غوث کا ذکر کیا ھے، وھیں آگرہ میں آپ کی آمد اور آزردہ خاطر ھوکر گوالیار کی مراجعت کا بھی ذکر کیا ھے، اس نے لکھا ھے کہ بیرم خاں نے شاہ محمد غوث کے ساتھ جو سردمہری اور معاندانہ رویہ اختیار کیا اس سے اکبر بادشاہ کو بڑا افسوس ھوا اور وہ بیرم خاں سے بیحد آزردہ ھوا، چناں چہ فرشتہ لکھتا ھے:-

''در ماہ رجب آں سال (٩٦٦ھ) شیخ محمد غوث برادر شیخ بہلول (پھول) کہ حق خدمت برآں دودمان داشت و بوقت استیلائے افغانان بہ گجرات رفتہ بود، دریں وقت با فرزندان و مریدان بدرگاہ آمد و چوں از بیرم خاں گوشہ خاطرے ندید بازبہ گوالیار کہ مسکن قدیم اوبود، رفت، خاقان اکبر برسر ایں مقدمہ از بیرم خاں ترکمان بہ غایت آزردہ شد' بیت

بلے سلطان معشوقاں غیور است
زشرکت ملک معشوقیش دور است ١٢٧

(ترجمہ) ''اس سال ٩٦٦ھ ماہ رجب میں شیخ محمد غوث برادر شیخ بہلول (پھول) کہ جو اس خاندان پر حق خدمت رکھتے

١٢٦- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (فارسی)، ج - ٣، ص - ٥-٦

١٢٧- محمد قاسم ھندوشاہ استرآبادی: تاریخ فرشتہ، مطبوعہ بمبئی، ١٨٣٢ء/١٢٤٧ھ ج - ١، ص - ٣٦٧

Marfat.com

تھے اور افغانوں کے غلبہ کے وقت گجرات تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت اپنے صاحب زادگان اور مریدوں کے همراه دربار شاهی میں تشریف لائے۔ اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجه نه پایا تو پھر اپنے مسکن قدیم، گوالیار تشریف لے گئے، خاقان اکبر اسی سبب سے دوباره بیرم خان ترکمان سے بہت هی آزرده خاطر هوا، بیت

بلے سلطان معشوقان غیور ست
ز شرکت ملک معشوقیش دور ست

اکبر کی یهی آزرده خاطری رنگ لائی، بیرم خان دربار شاهی سے مردود هوا اور بالاخر قتل کیا گیا۔

دائرۃالمعارف الاسلامیه کے مقاله نگار نے شاه محمد غوث کے حالات کے ذیل میں بعض باتیں غیر واضح اور بعض باتیں غلط لکھ دی هیں، ان میں سے ایک یه بھی ہے که :-

"٩٦٦ھ (١٥٥٨ء) میں جب آپ (شیخ محمد غوث) آگرے تشریف لے گئے، جہاں اکبر نے آپ کے ساتھ سرد مہری کا برتاؤ کیا" ١٢٨

ملا عبدالقادر بدایونی اور فرشته کے جو بیانات اوپر نقل کئے گئے ان سے صاف پته چلتا ہے که آگرے میں شیخ گدائی اور بیرم خان کی ریشه دوانیوں کی وجه سے شاه محمد غوث نے گوالیار مراجعت کی تھی، اکبر کو آزرده خاطر هوکر آپ کے واپس جانے کا بڑا قلق تھا، اسی وجه سے وه بیرم خان سے آزرده هوگیا تھا، اگر اکبر ناخوش هوتا تو خزانه شاهی سے شاه محمد غوث کو جو وظیفه ملتا تھا، اور حکومت کی طرف سے جو جاگیریں عطا کی گئی تھیں، وه بند هوجاتیں، اس سلسلے میں هم سید فضلی علی شاه، ملا عبدالقادر بدایونی، صاحب مآثرالامرا،

١٢٨- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، مطبوعه هالینڈ، ١٩١٣ء ج - سوم، ص - ٨-٦٨٢

اور صاحب ذخیرۃالخوانین کے بیانات اوپر نقل کرچکے ھیں، جن سے معلوم ھوتا ھے کہ لاکھوں کی جاگیر اور لاکھوں کا وظیفہ تھا، اکبر کی عقیدت شاہ محمد غوث کی حیات تک ھی محدود نہیں رھی بلکہ وفات کے بعد آپ کے مزار مبارک پر اکبر نے شاندار مقبرہ بھی تعمیر کرایا، جس کا مفصل ذکر آگے آئیگا، اس کی تعریف میں اسمتھ (*Smith*) نے لکھا ھے :-

"اس عہد کی ممتاز ترین یادگاروں میں شاہ محمد غوث کا مقبرہ ھے، گو کہ وہ مقابلتاً زیادہ مشہور و معروف نہیں" ۱۲۹

شاہ محمد غوث نے اکبرآباد سے گوالیار پہنچنے کے بعد ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور بیعت و ارشاد میں مشغول ھوگئے، ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ھیں :-

"رنجیدہ بہ گوالیار رفت و بہ تکمیل مریدان مشغول شد و خانقاھے تعمیر فرمودہ بہ سماع و سرود و وجد و اشتغال داشت و خود دران وادی تصنیف و درکسوت فقر بسیار صاحب جاہ و جلال بود و یک کرور تنکہ مدد معاش داشت" ۱۳۰

بدایونی کے ان بیانات سے معلوم ھوتا ھے کہ شاہ محمد غوث اکبرآباد سے گوالیار جانے کے بعد پھر تشریف نہیں لائے، لیکن وفات کے بارے میں انہوں نے لکھا ھے :-

"در سنہ نہصد و ھفتاد (۹۷۰ھ) بعد از ھشتاد سالگی در آگرہ رحلت بدارالملک آخرت نمود ودر گوالیار مدفون شد" ۱۳۱

اس بیان سے معلوم ھوتا ھے کہ آپ پھر اکبرآباد تشریف لائے تھے، اور آخر وقت تک یہیں رھے، ۹۶۶ھ/۱۵۵۸ء میں جب پہلی مرتبہ آپ اکبرآباد تشریف

۱۲۹- *V.A. Smith : Akbar The Great Mughal, Oxford, 1919, p. 435*

۱۳۰- عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ (فارسی)، ج- ۳، ص- ۴-۵

۱۳۱- ایضاً، ص- ۶

لائے تو بیرم خاں حیات تھا، ۱۵۵۹ء/۹۶۷ھ میں اس کو شہید کر دیا گیا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۵۹ء/۹۶۷ھ اور ۱۵۶۲ء/۹۷۰ھ کے درمیان شاہ محمد غوث دوبارہ اکبرآباد تشریف لائے، کیونکہ اکبر آپ سے بہت متاثر تھا، بلکہ بیعت و عقیدت رکھتا تھا۔

وفات شاہ محمد غوث گوالیاری ۷ رجب المرجب ۹۰۷ھ (۱۳۲) میں ظہورآباد (غازیپور) میں پیدا ہوئے اور ۱۴ رمضان المبارک ۹۷۰ھ میں اکبرآباد میں وفات پائی اور گوالیار میں مدفون ہوئے، مفتاح التواریخ میں ہے:-

"غوث گوالیاری، مرشد شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی ست، بتاریخ چہاردہم رمضان نہصد و ہفتاد ہجری فوت کردہ، در گوالیار مدفون گردیدہ۔ (ص۔ ۲۵۲)

مخبرالواصلین میں جو قطعۂ تاریخ وفات ہے، اس میں ان دو شعروں میں تاریخ و سنہ وفات کا ذکر کیا ہے:-

از مہ صوم بود چہاردہم — کہ گزشت از زمانہ غوث اسم
سال نقلش بتعمیہ رضوان — غوث بےلوث زد رقم برخواں

۱۰۰۶-۳۶=۹۷۰ھج

مخبرالواصلین میں یہ قطعۂ تاریخ وفات بھی ہے:-

آں شیخ محمد المخاطب — بالغوث بہ لطف معبود
تاریخ وصال او ملائک — گفتند کہ شیخ اولیاء بود

۹۷۰ھج

۱۳۲- محمد غوث گوالیاری؛ اوراد غوثیہ، ص۔ ۵۴

Marfat.com

تھامس ولیم بیل نے سنہ وفات تو ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء لکھا ہے مگر تاریخ وفات ۱۴ رمضان المبارک کے بجائے ۱۴ محرم لکھدی ہے (۱۳۳) غالباً بیل کا ماخذ نظامی بدایونی کی قاموس المشاہیر ہے، نظامی نے جو کچھ لکھا ہے، بیل نے ہوبہو نقل کر دیا ہے، اس نے لکھا ہے:-

۱۴ ستمبر ۱۵۶۲ء مطابق ۱۴ محرم ۹۷۰ھ کو وصال ہوا، شیخ اولیا، بود سے تاریخ وفات ۹۷۰ھ نکلتی ہے" ۱۳۴

ہرمن ایتھے (*Hermann Ethe*) نے لکھا ہے:-

"غالباً ۹۷۰ھ مطابق ۱۵۶۲-۳ء میں انتقال فرمایا" ۱۳۵

معلوم نہیں سنہ وفات کے ساتھ لفظ غالباً لکھ کر کیوں مشکوک بنا دیا، جب کہ جملہ معاصرین کا اس پر اتفاق ہے کہ ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء میں آپ کی وفات ہوئی

مناقب غوثیہ (۹۷۹ھ) کے تکملہ نگار نے یہ قطعہ، تاریخ نقل کیا ہے:-

شیخ دوراں غوث انس و جاں محمد غوث را
شد بہ سال نہ صد و ہفتاد در جنت خرام
عرس او خواہی بہ دل کن یاد ایں مصراع را
نیم شب از جمعہ بود و نصف از ماہ صیام (۱۳۶)

۱۳۳- *T. W. Beale : Oriental Biographical Dictionary Calcutta, 1881, pp. 186-7.*

۱۳۴- نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایوں، ۱۸۲۶ء، ج-۲، ص-۱۹۸

۱۳۵- *Hermann Ethe : Catalogue of the Persian Manuscripts in the Library of India Office, Oxford, 1903, Vol. I, P. 1043.*

۱۳۶- محمد ظہیرالحق احمدآبادی: تکملہ مناقب غوثیہ، ص-۷۸

Marfat.com

تاریخ ولادت (۷ رجب ۹۰۷ھ) اور تاریخ وفات (۱۴ رمضان ۹۷۰ھ) کے لحاظ سے عمر شریف تریسٹھ سال دو ماہ سات یوم ہوتی ہے، عمر کے تعین کے سلسلے میں عبدالقادر بدایونی سے فاحش غلطی ہوئی ہے، حالانکہ انہوں نے شاہ محمد غوث کو ۹۶۶ھ/۱۵۵۸ء میں بہ چشم خود اکبرآباد میں دیکھا تھا، لیکن چونکہ غوث الاولیاء کی کمر خمیدہ اور جسم بہت ضعیف نظر آرہا تھا، اس لئے بدایونی نے قیاس سے ۸۰ سال عمر لکھ دی، وہ لکھتے ہیں:-

"و در سنہ نہصد و ہفتاد ۹۷۰ھ بعد از ہشتاد سالگی در آگرہ رحلت بدارالملک آخرت نمود و در گوالیار مدفون شد" ۱۳۷

دارا شکوہ نے بھی سفینۃالاولیاء میں بدایونی کے بیان کو نقل کردیا ہے کہ شاہ محمد غوث نے "اسی سال کی عمر پائی" ۱۳۸

مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی بدایونی پر اعتماد کرکے لکھا ہے کہ "مدت عمر ہشتاد سال" (۱۳۹) مگر دارا شکوہ اور مفتی غلام سرور نے تاریخ وفات ۱۰ رمضان المبارک لکھی ہے ڈاکٹر عبدالحق مرحوم نے بدایونی کی تقلید میں شاہ محمد غوث کی عمر ۸۰ سال لکھی ہے (۱۴۰) شیخ محمد اکرام نے بھی یہی لکھدیا ہے غرض ایک معاصر کی قیاس آرائی سے پورے کا پورا سلسلہ غلط فہمی میں مبتلا ہوگیا، اگر خود شاہ محمد غوث کے بیانات سامنے نہ ہوتے تو صحیح عمر کا معلوم کرنا مشکل ہو جاتا۔

دوسرا مسئلہ جائے وفات کا ہے، اس سلسلے میں بھی لوگوں نے غلطیاں کی ہیں، دائرۃالمعارف الاسلامیہ کے مقالہ نگار نے لکھا ہے:-

---

۱۳۷- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۶

۱۳۸- دارا شکوہ: سفینۃالاولیاء (اردو) مطبوعہ لاہور، ص ۲۳۰

۱۳۹- غلام سرور لاہوری: خزینۃالاصفیاء، مطبوعہ لکھنو، ۱۸۷۳ء، ص ۲۳۳

۱۴۰- مولوی عبدالحق: اردو کی نشو و نما میں صوفیاء کرام کا کام، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۳ء، ص ۳۵

Marfat.com

"بالآخر آپ گوالیار تشریف لے آئے جہاں ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں آپ کی وفات ہوئی" ۱۳۱

مگر اس سلسلے میں عبدالقادر بدایونی کا بیان مستند سمجھا جائیگا کیونکہ شاہ محمد غوث کا انتقال ان کی حیات میں ہوا، اور جیساکہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے، انھوں نے لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث کا انتقال اکبرآباد میں ہوا، اور لاش مبارک گوالیار لیجائی گئی اور یہیں دفن کیا گیا۔

مقبرہ | مزار مبارک پر اکبر بادشاہ کی طرف سے شاہ محمد غوث کے صاحبزادے شیخ عبداللہ (متوفی ۱۶۱۲ء/۱۰۲۱ھ) کی نگرانی میں شاندار مقبرہ تعمیر ہوا، محمد غوثی نے لکھا ہے :-

"اس زمانہ میں شہنشاہ زماں اکبر شاہ کو منظور ہوا کہ روضۂ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے" ۱۳۲

اور بقول صاحب کلیات گوالیار:-

"برائے مدد خرچ مقبرہ جاگیر از پرگنات.........قریب سہ لک وبست و پنج ہزار روپیہ جدا مقبرہ کردہ" ۱۳۳

مولوی ذکاء اللہ مرحوم نے مددمعاش اور مصارف روضۂ شریف کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر لکھی ہے، ۱۳۴

۱۳۱- دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لائڈن، ۱۹۱۳ء ج- ۱، ص- ۶۸۷

۱۳۲- محمد غوثی : گل زار ابرار (اردو)، ص- ۳۸۸

۱۳۳- سید فضل علی شاہ : کلیات گوالیاری، ص- ۱۷

۱۳۴- مولوی ذکاء اللہ : اقبال نامہ اکبری، مطبوعہ دہلی، ۱۸۹۷ء

شاہ محمد غوث کے احاطہ میں دربار اکبری کے مشہور مطرب تان سین کا بھی مزار ہے، اور حکومت ہند کی طرف سے اس کا بھی باقاعدہ عرس ہوتا ہے *

شاہ محمد غوث کے مقبرے کی عمارت اکبری عہد کی ممتاز یادگاروں میں ہے، وی۔اے۔اسمتھ (*V. A. Smith*) نےاس عمارت پر مفصل تبصرہ کیا ہے، ہم یہاں اس کا بیان نقل کرتے ہیں، جس سے مقبرہ کی شان و شوکت کا پورا پورا اندازہ ہوسکے گا، اسمتھ نے لکھا ہے:۔

---

* سید حسام الدین راشدی نے مقالات الشعرا کے حاشیہ میں میاں تان سین کے حالات درج کئے ہیں، ہم وہیں سے فارسی عبارت کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:۔

"ترلوچن داس بن مکرند پانڈی، گور برہمن کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، مضافات گوالیار میں موضع بھینت میں پیدا ہوا تھا"

"فن موسیقی میں مہارت کے بعد اس کا نام میاں تان سین ہوگیا تھا، شیخ محمد غوث گوالیاری (متوفی ۹۷۰ھ) کی دعاؤں کے طفیل ۹۳۶ھ یا ۹۳۸ھ میں پیدا ہوا تھا"

"شیخ محمد غوث کے حضور میں اس نے تربیت پائی اور استادان فن موسیقی سے یہ فن حاصل کیا اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ بقول ابوالفضل ہزار سال میں اس کا مثل پیدا نہیں ہوا، ابتدا میں راجہ رام چند والی باندھو (ریواں) نے اس کو اپنے دربار میں رکھا، اس کے بعد راجہ بیربر اور زین خاں کی تحریک سے ۹۷۰ھ میں اکبر نے اس کو اپنے دربار میں طلب کرلیا، وہاں اس نے وہ کارہائے نمایاں کئے کہ ابتک اس کا نام زندہ ہے، آخر ۹۹۸ھ (۱۵۸۹ء) میں اس کا انتقال ہوگیا"

(حاشیہ مقالات الشعرا' مولفہ شیرعلی قانع تتوی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء ۲-۱۰۱ بحوالہ رسالہ آجکل (دہلی) موسیقی نمبر، اگست ۱۹۵۶ء)

Marfat.com

"اس عہد کی ممتازترین یادگاروں میں گوالیار میں شاہ محمد غوث کا مقبرہ ہے، گوکہ یہ مقابلتاً زیادہ معروف نہیں، یہ عمارت مقبرہ همایوں (دہلی) کے قریبی زمانے میں تعمیر ہوئی ہے' لیکن اس کا ڈیزائن بالکل انوکھا ہے'کچھ بعید نہیں اگر کوئی شخص اس کو خالص ہندوستانی یادگار سمجھ لے"

"یہ عمارت مربع ہے، ہر طرف سے ۱۰۰ فٹ ہے، ہرکونے پر ایک زاویہ کے ساتھ مسدس برج بنے ہوئے ہیں' صرف مقبرہ کا ایوان ۴۳ مربع فٹ ہے، اس کے چاروں طرف برآمدہ ہے' یہ غیر معمولی بڑے بڑے چھجوں سے محفوظ ہے"

"باہر کا حصہ پہلے ایرانی طرز کے نیلے چمکدار ٹائلوں سے ڈھکا ہوا تھا، گنبد پٹھانی طرز کا قدرے اونچا ہے' اور اطراف سے قدرے فاصلے پر ترچھا ہے' بعض *Kiosks* مسلم طرز کے ہیں لیکن بعض کے مربع ستون ہیں اور دیوار کہنی نما راس عمود ہیں جو ہندوؤں کے مندر کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں"

"ہندو مسلم طرز تعمیر کا یہ خالص امتزاج محض مقامی حالات کی بنا پر ہے' اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں اسلام اور ہندومت کو ہم آہنگ کرنے کی لظری سعی کی گئی ہے' اور یہ کہنا بھی مناسب نہ ہوگا کہ اس عمارت کی تعمیر پر اکبر کی رائے اثر انداز ہوئی ہوگی، کیوں کہ جب یہ عمارت بنی تھی اس وقت شہنشاہ بڑا پرجوش مسلمان تھا" ۱۴۵

۱۴۵- *V. A. Smith : Akbar The Great Mughal, Oxford, 1919, pp. 435-6.*

اسمتھ (*Smith*) کا خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ مقبرہ' غوث الاولیا' میں ہندو مسلم طرز تعمیر کا امتزاج محض مقامی حالات کی بنا پر ہے اور یہ کہ اس پر اکبر کی رائے اثر انداز نہیں ہوئی کیوں کہ ابتدائی دور میں اکبر پرجوش مسلمان تھا...اس میں شک نہیں کہ اکبر اپنے ابتدائی دور میں ایک سرگرم اور پرجوش مسلمان تھا، لیکن اس وقت بھی ہندوؤں سے اس کا ربط و ضبط بہت تھا چناں چہ ۱۵۶۲ء/۹۷۰ھ میں جب وہ اجمیر حاضر ہوا تھا تو واپسی میں جےپور کے راجہ بہاری مل کی لڑکی سے اس نے شادی بھی کی تھی۔

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مقبرے کی تعمیر اکبر کی فرمایش پر شاہ محمد غوث کے فرزند رشید شیخ عبداللہ کی نگرانی میں ہوئی تھی۔ (۱۳۶)

خود صاحب مزار شاہ محمد غوث کی رواداری اور وسعت قلبی کا یہ عالم تھا کہ مسلمان تو مسلمان ہندوؤں کے لئے بھی تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے، عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں:-

"ہر کرامی دید حتی کہ کفار را نیز تعظیم و قیام می نمود ازیں جہت اهل فقراند کے بملامت و انکار او برخاستند و الغیب عنداللہ ....تاچہ نیت داشتہ باشد۔ بیت

چون ردو قبول همه در پرده' غیب ست
زنہار کسے رانہ کنی عیب کہ عیب ست (۱۳۷)

(ترجمہ) "جس کسی کو بھی دیکھتے یہاں تک کہ کفار کے لئے بھی تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بعض صوفیا' کچھ ان پر ملامت کرتے تھے اور ان کی ولایت کے منکر ہوگئے تھے۔

۱۳۶- محمد غوثی: گل زار ابرار، ص- ۲۸۸

۱۳۷- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج- ۳، ص- ۶

والغیب عنداللہ........معلوم نہیں آپ کی کیا نیت ہوگی"

سید علی ہمدانی نے رسالہ فتوتیہ میں شیخ فضل عیاض کا یہ قول مقام فتوت کے سلسلے میں نقل کیا ہے:-

"الفتوۃ ان لا تمیز من یا' کل عندک مومن او کافر، صدیق او عدو"

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"فرمود کہ فتوت آن ست کہ فرق نہ کنی کہ نعمت تو کہ می خورد، یعنی از مقام خدمت و ایثار نعمت حق ببندگان او میان مومن و کافر تمیز نہ کنی و میان دوست و دشمن تفاوت نہ نہی" ۱۳۸

شاہ محمد غوث مقام "فتوت" سے آشنا تھے، اسی لئے تعظیم و تکریم اور داد و دھش میں کبھی کافر و موس کی تمیز نہیں کی۔ چنانچہ ایک مرتبہ راجہ ٹوڈرمل شیخ جلال تھانیسری کے پاس گیا تو وہ اس کے لئے کھڑے نہ ہوئے اور فرمایا کہ کافر کی تعظیم حرام ہے، شاہ محمد غوث کے دربار میں آیا تو آپ کھڑے ہوگئے، اس پر اس نے شیخ جلال کے نہ کھڑے ہونے اور آپ کے کھڑے ہونے کا سبب دریافت کیا، یہ واقعہ علی اکبر اردستانی نے مجمع الاولیا' میں لکھا ہے، وہ لکھتا ہے:-

"گویند کہ شیخ (جلال تھانیسری) تعظیم کافر ھرگز نمی کرد، راجہ تودرمل کہ وزیراعظم سکندر جاہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بود بدیدن حضرت شیخ آمد، او تعظیم نہ کرد و گفت کہ در دین ما تعظیم کافر حرام ست، چون راجہ مذکور را گذر برگوالیر افتاد شیخ محمد غوث استقبال راجہ کرد، راجہ از شیخ

۱۳۸- سید علی ہمدانی: رسالہ فتوتیہ، مرتبہ مارین مولے (پیرس) مطبوعہ، استنبول، (ترکی) ۱۹۶۱ء، ص- ۴۷

Marfat.com

محمد غوث پرسید که ''دین مسلمانی شما یکے ست یا مختلف''؟
گفت ''یکے ست'' گفت ''من بدیدن شیخ تھانیسری رفته بودم
او تعظیم من نه کرد که تعظیم کافر حرام ست، و شما استقبال من
کردید، و جہش چیست''؟ شیخ محمد غوث گفت که ''شیخ جلال
فی‌الحقیقة بزرگ است و من مقلد نا درستم که در تقلید نیز صدق
ندارم چنان که شعبده بازاں تقلید شیخ و صوفی می کنند، ما نیز
ازاں قبیله ایم'' ۱۴۹

ظاہر ہے کہ ٹوڈرمل کو مقام ''فتوت'' کا کیا علم، عجز و انکسار کے الفاظ سے ہی اس کی تسکین خاطر ہوتی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ شاہ محمد غوث بیحد منکسرالمزاج تھے۔

شاہ محمد غوث کے تواضع اور انکسار کا یہ عالم تھا کہ زندگی میں کبھی اپنے لئے لفظ ''میں'' استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خود کو ''فقیر'' سے تعبیر کیا کرتے تھے، اگر کسی کو غلہ بخشش فرماتے تو اس وقت بھی لفظ ''من'' استعمال نہ کرتے تھے، بلکہ فرماتے کہ اتنے ''میم'' ''نون'' فلاں شخص کو ہدیہ کر دیا جائے۔

عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں :-

''و می گویند که هرگز لفظ ''من'' بزبان اونگزشتے و همیشه
تعبیر از خود به ''فقیر'' کردے۔ چناں‌چه در وقت بخشش غله
هم می گفت که ایں قدر میم و نون به فلانے به هدیه تا من
نبایستے گفت، رحمة الله علیه واسعته'' ۱۵۰

۱۴۹۔ علی اکبر اردستانی : مجمع‌الاولیا' (قلمی) انڈیا آفس لائبریری۔ لندن' ۱۰۴۳ھ' ورق۔ ۲۳۶ ء

۱۵۰۔ عبدالقادر بدایونی : منتخب‌التواریخ' ج۔ ۳' ص۔ ۶

Marfat.com

مندرجہ بالا حقائق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مقبرے کی تعمیر میں مقامی حالات و اثرات کے ساتھ جو ایک فطری امر ہے، اکبر کی رائے کو بھی پورا دخل تھا، اور جس طرح شاہ محمد غوث زندگی بھر روادار رہے، اسی طرح یہ مقبرہ بھی ان کی رواداری کا آئینہ دار ہے، یہ محض حسن اتفاق نہیں بلکہ عمداً اس امتزاج کی کوشش کی گئی ہے۔

سر وولزلے ہیگ (L.S.W. Haig) نے بھی شاہ محمد غوث کے مقبرے کے متعلق اظہار خیال کیا ہے، جو اسمتھ کے خیالات سے ملتا جلتا نظر آتا ہے، اس نے لکھا ہے:-

> (ترجمہ) "اسی زمانے میں کچھ فاصلے پر گوالیار کے ہندو ماحول میں محمد غوث کا مقبرہ تیار کیا جا رہا تھا، یہ عمارت اپنے غیر معمولی ڈیزائن کی وجہ سے بعض دلچسپیاں رکھتی ہے، یہ اس مسلم صوفی کے مزار مبارک پر بنائی گئی ہے جس کا ابتدائی مغل عہد میں بہت چرچا تھا۔ اس عمارت میں "لودھی" طرز تعمیر خصوصیات کی آمیزش ہے، یہ خصوصیات مغربی ہند کی عمارات میں پسند کی جاتی ہیں، اس میں شک نہیں کہ یہ امتزاج مقامی معماروں کی فنکاری کا نتیجہ ہے، ان لوگوں کے سامنے اپنے مسلم آقاؤں کی پسند کی بہ نسبت مالوہ طرز تعمیر کے امتزاج کی کمی ہے کیوں کہ یہ اتحادی امتزاج ابھی پیدا نہیں ہوا تھا، شہنشاہ اکبر کی روادارانہ پالیسی کے تحت بعد میں یہ امتزاج پیدا ہوا، بایں ہمہ اس عمارت میں بعض ممتاز خوبیاں بھی ہیں، بالخصوص اس کی مشبک دیواریں، لیکن کونے کے مسدس برجوں کو جو ان کے زاویوں سے ملا دیا گیا ہے تو اس سے مجموعی طور پر عمارت کی رفعت متاثر ہوئی ہے اور اسی وجہ سے یہ غیر مربوط نظر آتی ہے" ۱۵۱

۱۵۱- *Lt. Colonel Sir Wolseley Haig : The Cambridge History of India, Vol. IV, Delhi, 1957, p. 32.*

Marfat.com

شاہ محمد غوث کے مقبرے کے متعلق مزید معلومات حسب ذیل ماخذوں سے حاصل ہوسکتی ہیں۔ ۱۵۲

★

۱۵۲۔ (a) *Lepel Griffin : The Famous Monuments of Central India, 1886, p. XI VII.*

(b) *Fergusson : Eastern Architecture, 1960. p. 292, fig. 422.*

(c) *D. Broinerd Spooner : Annual Report of the Archaeological Survey of India, Simla, 1924.*

(d) *Luard & Dawarkanath Sheopuri : Gawalior Gazetteer.*

(e) *Havel : Indian Architecture.*

(f) *Dr. Nawrath : Indian Architecture.*

Marfat.com

حصۂ دوم

اولاد امجاد

Marfat.com

اولاد امجاد

شاہ محمد غوث گوالیاری نے چار شادیاں کیں، ان سے نو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں (۱) جن کی تفصیل یہ ہے:-

پہلی بیوی سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں (۱) قطب عالم شاہ عبداللہ المعروف بہ شیخ بدھا، آپ کا مزار مبارک گوالیار میں روضہ' شاہ محمد غوث کے بائیں جانب ہے (۲) میر شاھد' آپ کا مزار مبارک روضہ' مذکور کے ایوان میں ہے (۳) میر ھادی شریف' مزار مبارک روضہ' مذکور کے صحن میں ہے۔ (۴) بی بی زاھدہ (۵) بی بی مالحہ۔

دوسری بیوی سے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ (۱) میر علی' مزار مبارک گوالیار میں روضہ' شاہ محمد غوث کے صحن میں ہے (۲) میر ولی مزار مبارک صحن روضہ' مذکور میں ہے (۳) بی بی کریمہ (۴) بی بی رحیمہ۔

تیسری بیوی سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ (۱) شاہ نورالدین المعروف بہ ضیاء اللہ عابد' مزار مبارک اکبرآباد میں بمقام سٹیا محل منڈوی حضرت میں ہے (۲) بی بی حفیظہ۔

چوتھی بیوی سے تین صاحبزادے ہوئے۔ (۱) سید اسماعیل مزاز مبارک گجرات میں ہے (۲) سید مظفر (۳) سید اویس

۱- شاہ محمد غوث کی اولاد کے متعلق یہ تفصیلات ایک مستند مخطوطہ سے نقل کی گئی ہیں' جو موصوف کے خاندان کے چشم و چراغ سید خطیرالدین صاحب نے عنایت فرمایا تھا۔

مولانا محمد غوثی نے گل زار ابرار (۱۰۲۲ھ) اور ملا عبدالقادر بدایونی (م- ۱۵۹۵ء/۱۰۰۴ھ) نے منتخب التواریخ میں شاہ محمد غوث کے تین چار صاحبزادوں کا خاص طور سے ذکر کیا ہے، یہاں صرف انہی صاحبزادگان کے حالات بیان کئے جاتے ہیں:-

مناقب غوثیہ کے تکملہ نگار نے شاہ محمد غوث کے حالات کے ذیل میں چار صاحب زادگان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:-

"یہانتک آپ کا بےانتہا فیض پہنچا کہ کیا ہند و کیا سندھ سب شہروں میں آپ کی عارف و فاضل اولاد اور رہنما خلفا پہنچے اور ان کی برکت سے خلا محال ہوگیا ہے، خصوصاً ولایت گجرات و دکن اور خاندیس و مالوہ میں بےشمار حضرات ملازمت سے مشرف ہوئے جن کی ایک مجمل فہرست یہ ہے:-

"حضرت شیخ عبداللہ المعروف بہ شیخ بدھا، جانشین گوالیر قدس سرہ، حضرت شیخ نورالدین ضیاء اللہ قدس سرہ، حضرت شاہ اویس قدس سرہ، حضرت شاہ اسماعیل قدس سرہ، فرزندان حضرت شاہ محمد غوث گوالیری قدس اللہ سرہ العزیز" ۲

شیخ عبداللہ رح

آپ کی کنیت ابوالوجیہ اور لقب قطب الاقطاب ہے، شاہ جہان آباد میں یوم جمعہ ۱۷ ماہ ربیع الاول ۹۳۸ھ میں ولادت ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے تھیں، آپ نے شیخ وجیہ الدین علوی احمدآبادی (م- ۱۵۸۸ء/۹۹۷ھ) اور مولانا مبارک دانشمند گوالیاری سے رسمی علوم کی تحصیل کی اور اساتذہ وقت میں آپ کا شمار ہوا، تمام علوم میں درس دیتے تھے-

۲- فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (ترجمہ اردو) تکملہ از سید ظہیرالحق احمدآبادی، مطبوعہ آگرہ، ۱۹۲۳ء، ص- ۸-۶۷

Marfat.com

۹۷۰ھ میں جب غوث الاولیاء کا وصال ھوا تو آپ ھی مسند خلافت پر متمکن ھوئے، اسی زمانے میں جب اکبر بادشاہ نے چاھا کہ مقبرہ شاہ محمد غوث کی تعمیر کیجائے تو شیخ عبداللہ ھی کو یہ ذمہ داری تفویض کی گئی۔

سید فضل علی شاہ نے جہاں شیخ محمد غوث کے فرزندان گرامی کا ذکر کیا ھے وھاں لکھا ھے کہ مقبرے کی تعمیر شاہ عبداللہ نے کرائی تھی وہ لکھتے ھیں :-

"پسران حضرت دوازدہ بودند و ھر یک در علم و عمل بےبدل بودند لیکن پسر کلاں قطب الاقطاب شاہ عبداللہ کہ مثل شیخ بودہ اند و جانشیں بعہد حیات پیر شدہ بودند، و مقبرۂ پدر خود آں حضرت ساختہ اند" ۳

اکبر بادشاہ نہیں چاھتا تھا کہ شیخ عبداللہ گوشۂ عزلت اختیار کریں چناں چہ بقول مولانا محمد غوثی اس نے آپ سے درخواست کی :-

"مخدوم زادہ چند روز بحسب ظاھر کمر میں تلوار باندھ کر اولیاء دولت میں شامل رھیں تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاھری امداد بھی شاید حضرت غوث الاولیاء کی باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ھو جاویں اور سب جگہ اور ھر حال میں آپ کی ھمراھی میرے قلبی سکون کا باعث ھوکر مجھ کو شاد کام اور کامیاب کرے" ۴

سید فضل علی شاہ نے بھی لکھا ھے کہ اکبر بادشاہ کو شاہ عبداللہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی، وہ لکھتے ھیں :-

"اکبر بادشاہ را اعتقاد از قطب الاقطاب بسیار بود، جمیع پسران حضرت شیخ (محمد غوث) را جاگیر جداگانہ مقرر کردہ بودند،

۳- فضل علی شاہ : کلیات گوالیاری (قلمی)، ص - ۱۷
۴- محمد غوثی : گل زار ابرار، ترجمہ اردو از فضل احمد، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص - ۲۸۸

Marfat.com

و برائے مدد خرچ مقبرہ جاگیر از پرگنات دتیا قریب سہ لک و بست پنج ہزار روپیہ جدا مقرر کردہ لصف شہر کہ برکنارہ دریا موسوم بہ ''غوث پورہ'' آباد کردہ حضرت شیخ محمد غوث قدس اللہ سرہ العزیز است، و پانزدہ محل دیگر بنا بر نذر و نیاز فرمان شاہی بنام قطب الاقطاب شاہ عبداللہ عرف بڑی نافذ گردیدہ، آں جاگیر ہنوز موجود است'' ۵

اس درخواست کے مطابق شیخ عبداللہ چالیس سال تک صورتاً سپاہی اور معناً درویش رہے، اکبر نے جب آپ کو مرزا شاہ رخ کے پاس سفارت پر بدخشان بھیجا تو شاہ رخ بنفس نفیس ایک منزل کی مسافت تک آپ کے استقبال کے لئے آیا، اور دولت خانے پر کمال عزت و احترام سے رکھا اور شاہانہ مہمانداری کی۔

سید فضل علی شاہ نے کلیات گوالیاری میں ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے، چوں کہ یہ ان کا چشم دید ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس کی صحت کو مشکوک سمجھا جائے وہ لکھتے ہیں:-

''شہزادہ (جہاں گیر) ہر ماہ دو تین مرتبہ بیمار پڑتا تھا، ابوالفضل تاک میں رہتا تھا، اس نے اکبر بادشاہ سے کہا کہ تعجب ہے کہ شاہ عبداللہ آپ کے پیر زادے ہیں لیکن شہزادے پر تیر پھینکتے ہیں، کچھ تو ہم لوگ سپر بن کر اپنے اوپر لے لیتے ہیں، مگر تقاضائے بشریت ہے، جب غافل ہوتے ہیں تو تیر لگ ہی جاتا ہے یہ سن کر بادشاہ خاموش ہوگیا، شاہ عبداللہ تک بھی اس کی خبر پہنچ گئی، آپ نے فرمایا کہ کسی روز بادشاہ سے ملاقات کے وقت یہ شک رفع کر دیا جائیگا''

۵۔ فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص - ۱۷

Marfat.com

"کچھ عرصے بعد شاہزادے کی بسم اللہ کی تقریب کا موقع آیا، تو بادشاہ نے شاہ صاحب کو لکھ بھیجا کہ بندے کا قصور معاف فرمائیں اور یہاں تشریف لاکر اپنی زبان معجز بیان سے شاہزادے کی رسم بسم اللہ فرمائیں تو باعث خیر و برکت ہوگا، یہ خط لکھ کر ساتھ ہی پالکی، ہاتھی، گھوڑے اور پانچ سو سوار روانہ کئے، چناں چہ جب شاہ عبداللہ، گوالیار سے آگرے پہنچے تو اس دن محفل جشن آراستہ ہوئی، بادشاہ اور امراء نے شرف قدم بوسی حاصل کیا، بادشاہ نے جب نیازمندانہ آپ کے پیروں پر پڑنا چاہا تو آپ نے اس کا سر اٹھاکر فرمایا"

"جلال الدین محمد اکبر تو مرید پدر ماهستی؟ و ازیں فقیر هم فیض می داری، و من پسر و خلیفه حضرت شیخ هستم، از تو مراچه خصومت ست، و عداوت درپیش آمده که شاه زادهٔ جهان گیر را تیر اندازی کنم، دیگر کس ازیں فقیر کدام است که سپر شود" ؟

"مولف اوراق ھذا (فضل علی شاہ) اس وقت موجود تھا، شاہ صاحب نے جوکچھ فرمایا اس کو سن کر اکبر بادشاہ خاموش ہوگیا، لیکن حضرت نے پھر غضب ناک ہوکر فرمایا:-

"سوگند با رواح شیخ است که هنوز تیراندازی نه کرده ام، اگر تیراندازی ایں فقیر نماید که درکسے هندوستان روئے ندارد که سپر تواند شد، حالا ایں جا بطلبید که سپر شود، و ایں فقیر از کمان قلب تیراندازد"

"یہ فرماکر آپ نے ایک آہ پرسوز کھینچی، تھوڑی دیر بعد ایک شور اٹھا، اور حرم سے خواجہ سرا بھاگے ہوئے آئے کہ شاہزادہ بیہوش ہوکر مرگیا ہے، جب اس کیفیت کا علم ہوا تو سب کے

ھوش جاتے رھے، ایک ھنگامہ برپا ھوگیا، چناں چہ بادشاہ اور مصاحبین نے آپ کے پیر پکڑ لئے اور معذرت چاھی، حضرت نے اس درویش (فضل علی شاہ) سے فرمایا کہ کوئی بڑی جاندار چیز منگواؤ، فقیر نے بادشاہ سے کہا، بادشاہ نے دو ھاتھی منگوائے، وہ حضرت کے سامنے لائے گئے، آپ نے ایک لمحے کے بعد ان پر نگاہ قہر ڈالی، چناں چہ وہ فوراً تڑپڑ ھوکر مرگئے، ان کا مرنا تھا کہ آدھر حرم سے خواجہ سراؤں نے آکر خبر دی کہ شاھزادہ اٹھ کھڑا ھوا اور تندرست ھوگیا، اس کے بعد تقریب بسم اللہ ھوئی اور بادشاہ نے حضرت کے پیروں کو چوما، سونا، چاندی اور جاگیر وغیرہ نذر کی، چند دن حضرت وھاں رھے اس کے بعد گوالیار تشریف لے آئے" ٦ (ملخصاً)

۱۰۱۴ھ میں جب جہاں گیر تخت نشین ھوا تو آپ نے ضعف پیری کے سبب معذرت کر کے دربار سے علیحدگی اختیار کرلی، اور ۱۰۱۴ھ سے ۱۰۲۱ھ تک آپ گوالیار ھی میں خلق اللہ کی رشد و ھدایت میں مصروف رھے، اور ۱۸ محرم الحرام ۱۰۲۱ھ میں آپ کا وصال ھوگیا۔

شیخ نورالدین ضیاءُ اللہ

آپ پابند شریعت اور سالک طریقت تھے، اپنے عہد کے اکابر صوفیا اور اجلۂ علماء میں آپ کا شمار ھوتا تھا، اپنے والد ماجد شاہ محمد غوث کے وصال کے بعد ۹۷۰ھ میں آگرے تشریف لے گئے، وھاں خانقاہ تعمیر کرائی اور ۲۰ سال چلہ نشین رھے، کامل دس سال تک شیخ محمد طاھر محدث نہروالہ سے حدیث کی تحصیل کی، اور شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

٦- فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص- ۹–۱۷

Marfat.com

سے تمام علوم کی تکمیل کر کے استاد وقت ہوئے، جس زمانے میں آپ نہروالہ میں احادیث کی تصحیح فرما رہے تھے، غوث‌الاولیاؑ نے شیخ نور محمد کو آپ کے لئے خرقہؑ خلافت اور اجازت نامہ دے کر نہروالہ بھیجا تھا۔

اکبر بادشاہ کے لاہور میں زمانہؑ قیام کے دوران (۹۹۳ھ-۱۰۰۷ھ) یہ حادثہ پیش آیا کہ وہ ہرن کے سینگ سے زخمی ہوگیا، زخم کاری تھا، سب لوگ عیادت کے لئے حاضر ہوئے مگر شیخ ضیاؑاللہ نہ پہنچ سکے، اکبر نے آپ کو یاد فرمایا، چناں چہ آپ اکبرآباد سے لاہور تشریف لے گئے، اور بقول مولانا غوثی:-

> "شہنشاہ نے بھی آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تندرستی کی فال لی" ۷

چند روز کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ شاہزادہ دانیال کی ایک حرم امید سے ہے، آرزو یہ ہے کہ وضع حمل آپ کے یہاں ہو، شیخ نے پہلو بچانا چاہا، لیکن آخر میں مجبور ہوکر قبول کرنا پڑا، مگر اس واقعہ سے تنگ دل رہے، اس کے ایک ہفتہ کے بعد مرض‌الموت پیش آیا اور تین رمضان‌المبارک ۱۰۰۶ھ میں رحلت فرمائی۔ ۸

* سید فضل علی شاہ نے اس واقعہ کو دوسرے انداز سے بیان کیا ہے جس کا ذکر آگے آئیگا۔

مولانا محمد غوثی بھی اکبرآباد میں شیخ ضیاؑاللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے، موصوف لکھتے ہیں:-

> "ہجری ۹۸۲ھ میں راقم اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنت آگرہ میں گیا تھا، اس وقت میں راقم کے چچا زاد بھائی، شیخ علی شمس

۷- محمد غوثی: گل زارابرار (اردو)، ص- ۳۲۲

۸- ایضاً، ص- ۳۲۲

آپ کی ملازمت میں استفادہ کر رہے تھے، انھوں نے حقیر کو آپ کی آستانہ بوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تھا، پانچ مہینے اس جگہ رہ کر آپ کی فیض بخشی کا حصہ لیا'' ۹

محمد حسین آزاد نے لکھا ہے:-

''شیخ ابوالفضل کی ان سے دوستانہ راہ و رسم تھی، انشا' میں بھی کئی خط ان کے نام ہیں، اکبر نامے میں لکھتے ہیں کہ شیخ ضیا'اللہ ولد شیخ محمد غوث گوالیاری نے ۱۰۰۵ھ میں دنیا کو الوداع کہا، تھوڑا سا نقد دانش جمع کیا تھا، صوفیوں کی گفتار دلاویز سے آشنا تھے، اور نکتہ شناس آدمی تھے'' ۱۰

رقعات ابوالفضل حصہ دوم میں شیخ ضیا'اللہ کے نام، ابوالفضل کا یہ مکتوب ملتا ہے، موصوف نے ۹۹۶ھ میں لاہور سے لکھا تھا:-

بخدا شناس حق پرست ضیا'اللہ ولد شیخ محمد غوث
شیخ زبالدان ضیا'اللہ دوست

''دا رندہ، خردمندان وستائیدہ، دانشوران و گماشتہ ایزد منان و برداشتہ حضرت سبحان در حرکات و مکنات جسمانی و روحانی، رضائے پروردگار خود منظور داشتہ، بنگاشتہ، خیر طراز دوستان، خود را خوش داشتہ بودند ع

چناں خوش حال گردیدم کہ پندارم تراد یدم

شوق صحبت دوستاں را ہرگاہ در مشافہہ باعتضاد اشارت و عبارت بہ عالم ظہور نتواں آورد، غائبانہ بنوشتہ تنہا متصدی بیان آں

۹- ایضاً، ص- ۳۲۲
۱۰- محمد حسین آزاد: دربار اکبری، مطبوعہ ۱۹۱۰ء، لاہور، ص- ۱-۸۰۷

Marfat.com

شدن ازکوتاهی خرد نویسنده خواهد بود، حاشا که فقیر خود را بہ‌آن راضی نتوان کرد، کاش آرزوئے ملاقات قبل از زمان مقدار داشتے، بمقتضائے آرزو غیبت نمی شود خود را ازان خالی ندیدے، اگر بمبلغ علم خود توانستے کرد هرگز از شدت الم دوری که موافق علم‌الله است جز خر سندی نداشتے تابه شکایت چه رسد، اگر باخبار قبض خاطر خودکه در اکثر ناشی از قوت سعادات و خیریات است و دستدا رندگان کمال را مسرت رسانم، هر آئینه بهتر آن است که باعلام انبساط خاطر ناشناس خود را که اغلب منشی از ناباپستی چند ست که بمیزان خرد خوشی رانا شایست دانا دلان راملول گردانم، الله تعالیٰ بحوادث روزگار دل خوشی بخشاد!

"ربیع الاول سنه نہصد و نود وشش در لاهور قلمی یافت" ۱۱

کلیات گوالیاری کے مطالعه سے ایسا معلوم هوتا ہے که ابوالفضل کی یه عقیدت و محبت، حضرت مجدد الف ثانی اور ملا عبدالقادر بدایونی کی طرح بعد میں شاه ضیاءالله سے بھی نه رهی تھی۔ وہ لکھتے ھیں :-

"ابوالفضل کو حضرت شاه ضیاءالله سے خوانخواه پر خاش تھی، چناں چه جب جہاں گیر پیدا هوا تو اس نے اکبر بادشاه کو سمجھایا که شہزادے کو شاه صاحب کی مجلس میں رکھا جائے تو خیر و برکت کا باعث هوگا اور خود وعده کیا که میں آپ کی طرف سے یه پیغام شاه صاحب تک پہنچادوں گا که شاه زاده آپ کی مجلس مبارک میں رہے تو باعث برکت هوگا، باقی جو آپ کی مرضی، شاه صاحب کو جب اس کی خبر هوئی تو آپ بہت رنجیده هوئے اور اپنے

۱۱- رقعات ابوالفضل : مرتبه مولوی جلال‌الدین احمد، مطبوعه ۱۹۲۷ء، دفتر دوم، ص- ۲۵۹

Marfat.com

بھائی شاہ عبداللہ کو گوالیار لکھ بھیجا کہ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد یہ لوگ ہم کو ذلیل سمجھ کر اس طرح مشورہ کر رہے ہیں، شاہ عبداللہ کو یہ سن کر افسوس ہوا، تھوڑے دن بعد شاہ ضیاءاللہ اسی غم میں انتقال فرما گئے'' ۱۲

شاہ ضیاءاللہ کے کبیدہ خاطر ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ جہاں گیر کی ماں چوں کہ ہندو تھی اور شاہ صاحب نہیں چاہتے ہوں گے کہ ایک ہندو عورت ان کے مکان میں رہے، انہوں نے اس کو اپنی تذلیل خیال کیا، اور ایمان کا تقاضا بھی یہی تھا۔

ملا عبدالقادر بدایونی (م-۱۰۰۴ھ) بھی شیخ ضیاءاللہ سے دو مرتبہ ملے تھے، منتخب التواریخ، جلد سوم میں دونوں ملاقاتوں کا حال لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:-

''شیخ محمد غوث کے جانشین ہیں، تصوف میں جو انداز بیان ان کا ہے، صوفیاء میں کم ہی کسی کا رہا ہوگا، ان کی محفل میں ہمیشہ معرفت و حقیقت کی ہی باتیں ہوتی تھیں، ان باتوں کا موضوع ہمیشہ توحید اور وحدت ہی کا مسئلہ ہوتا تھا'' ۱۳

پھر لکھتے ہیں:-

''پہلے پہل جب ان کے فضائل کا شہرہ بلند ہوا تو میرے سننے میں آیا کہ شیخ اپنے باپ کی مسند فقر و ارشاد پر جانشین ہوگئے ہیں، بلکہ بعض پہلوؤں سے وہ ان پر فضلیت بھی رکھتے ہیں، قرآن شریف کے بھی حافظ تھے، اور اس کی تشریح و توضیح کرتے تو کسی تفسیر سے مدد لینے کی ان کو ضرورت نہیں پڑتی تھی'' ۱۴

۱۲- فضل علی شاہ: کلیات گوالیاری (قلمی)، ص-۱۷
۱۳- ملا عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۲ء، ج-۳، ص-۶۲۹
۱۴- ایضاً، ص-۶۲۹

Marfat.com

اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"۹۷۰ھ میں ان سے ملاقات کے لئے میں آگرہ گیا، اور کسی واقف کار کو وسیلہ اور ذریعہ بنائے بغیر بےتکلفی اور سادگی سے جس کا مدت سے عادی تھا، سلام علیک کہ کر مصافحہ کیا........ان کو میری یہ بےتکلفی کچھ پسند نہ آئی، اہل محفل نے مجھ سے پوچھا، "آپ کہاں سے آ رہے ہیں"؟ میں نے کہا "سہسوان سے" پھر پوچھا گیا "تم نے کچھ پڑھا لکھا بھی ہے"؟ میں نے جواب دیا کہ "عرصہ پہلے ہر فن کی کچھ نہ کچھ تحصیل کی ہے" ۱۵

اس سوال و جواب کے بعد بقول بدایونی مجلس میں ایک شخص کو حال آگیا، اس نے ہاتھ پیر مارنے شروع کئے، اس طرح خوف زدہ کر کے بدایونی کو اٹھانا مقصود تھا، مگر یہ کہاں ٹلنے والے تھے، جب اس سے بھی کام نہ چلا تو علمی مباحثہ شروع ہوا، اس میں بھی کچھ پیش نہ چلی تو بدایونی کا حال احوال پوچھ کر بات ادھر سے ادھر کردی۔

اس دلچسپ ملاقات کے بعد بدایونی نے دوسری ملاقات کا اس طرح ذکر کیا ہے:-

"دوسری ملاقات اس وقت ہوئی جب میں اکبر بادشاہ کی ملازمت میں تھا، اور شیخ حسب طلب حیران پریشان تنہا عبادت خانہ شاہی میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے"

"جمعہ کا دن تھا کہ بادشاہ پہلے ایک دو آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے مرزا غیاث‌الدین، علی اخوند، مرزا اخوند اور مرزا علی، آصف خاں کو کہہ رہا تھا کہ شیخ کو بحث میں الجھا کر

۱۵- ایضاً، ص- ۶۲۹

Marfat.com

تصوف کا مطلب دریافت کرو، دیکھیں وہ کتنے پانی میں ہے، چناں چہ آصف خاں نے گفتگو شروع کی اور لوائح کی یہ رباعی پیش کی:-

گر در دل تو گل گزرد، گل باشی
ور بلبل بے قرار، بلبل باشی
تو جزئی وحق کل ست، اگر روزے چند
اندیشۂ کل پیشہ کنی، کل باشی

اور پوچھا کہ ''اللہ کو ''کل'' کس طرح کہا جاسکتا ہے، جب کہ وہ ''جز'' اور ''کل'' ہونے سے برتر و اعلیٰ ہے''.........شیخ تباہ حالی کے بعد دربار میں آئے تھے، اس لئے انہوں نے ایسے دھیمے لہجے میں کچھ باتیں کہیں جو کسی کے سمجھ میں نہیں آئیں، مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے جسارت کر کے کہا کہ مولوی جامی نے اگرچہ اس رباعی میں اللہ تعالیٰ پر ''کل'' ہونے ہی کا اطلاق کیا ہے، لیکن ایک رباعی میں جزئیت بھی بیان کی ہے:-

ایں عشق کہ ہست جزء لاینفک ما
حاشا کہ شود بہ عقل ما مدرک ما
خوش آں کہ دمد پر توے از نور یقیں
ما را برهاند از ظلام شک ما

لیکن اس ''کل'' ہونے اور ''جزء'' ہونے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ''جزء'' ہو یا ''کل'' سب کچھ وہی ہے (ہمہ اوست) اور اس کے علاوہ دوسرا کوئی وجود حقیقت میں نہیں ہے، اصل میں اس کی اصل حقیقت کو عبارت میں نہیں لایا جاسکتا، اس لئے اس کی تعبیر کبھی ''کل'' سے اور کبھی ''جز''

Marfat.com

سے کی جاتی ہے، پھر میں نے وحدت وجود کو ثابت کرنے کے لئے اور چند مسائل جن پر میں نے ان دنوں عبور حاصل کیا تھا، شیخ کی طرف سے تائیداً بیان کئے، میری اس تقریر پر بادشاہ بہت خوش ہوئے اور شیخ (ضیاءاللہ) بھی" ۱۶

ملا عبدالقادر بدایونی نے اکبرآباد میں شیخ ضیاءاللہ کی سجادہ نشینی کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:-

"گوالیار میں شیخ محمد غوث" کے عزیزوں میں ایک نوجوان شیخ زادہ تھا، جو پاک باز اور راست روی میں مشہور تھا، آگرے میں وہ ایک طوائف پر عاشق ہوگیا، یہ خبر شہنشاہ کو ملی، تو انھوں نے اس گانے والی کو ایک مصاحب مقبل خاں کے حوالہ کردیا" ۱۷-

لیکن اس کے باوجود عاشق صادق اپنے محبوبہ کو قید سے نکال لایا، بادشاہ نے شیخ ضیاءاللہ کے ذریعہ ان دونوں کو دربار میں بلوایا اور نکاح کردینا چاہا، لیکن شیخ موصوف نے اس سے اختلاف کیا، شیخ زادہ اس مخالفت کی تابہ نہ لاسکا اور خنجر کھینچ کر اپنا کام تمام کرلیا۔

بدایونی لکھتے ہیں:-

"اس کی تجہیز و تکفین پر علماء میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تھا، شیخ ضیاءاللہ کا کہنا تھا کہ حدیث شریف "من عشق وعف وکتم ثم مات، مات شہیداً" کے مطابق وہ شہید عشق ہے، اس لئے اس کو شہید کی شان سے دفنانا چاہئے"

۱۶- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو)، ج- ۲، ص- ۳۲۱

۱۷- ایضاً، ص- ۳۹۱

Marfat.com

شہید خنجر عشقم بخون دیدہ آلودہ
بہ خاکم ہمچناں پر خون سپارید و مشوئید مرا (۱۸)

غرض اس شہید کی تدفین عاشقانہ شان کے ساتھ ہوئی۔

شیخ اویس رح | آپ بھی غوث الاولیاؒ کے فرزند رشید ہیں، جوانی ہی میں علوم عربیہ سے فراغت حاصل کرلی تھی، صاحب دل بزرگ تھے، جواہر خمسہ کے پانچوں جواہر کے عامل تھے، شہرت سے دور، عزلت گزینی کو پسند کرتے تھے، احمدآباد میں غوث الاولیاؒ کی تعمیرکردہ خانقاہ اور مسجد میں رونق افروز تھے۔

شیخ اویس کی والدہ ماجدہ، علامہ امیر شاہ میر شیرازی سے نسباً منسلک تھیں، جو سادات عظام میں سے تھے، سلطان محمود گجراتی کے عہد میں جانپانیر (گجرات) میں قیام کیا، امیر شاہ میر، صدرالدین محمد شیرازی اور مولانا جلال الدین دوانی ایک عہد میں یہاں صدرنشین رہے تھے۔

صاحب گل زارابرار، مولانا محمد غوثی، ۱۰۰۳ھ میں شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کے روضہ کی زیارت کے لئے خاندیس سے احمدآباد گئے تھے، وہاں شیخ اویس سے بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی، مولانا محمد غوثی نے شیخ سے گل زار ابرار کی تالیف کے ارادے کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی، شیخ نے فرمایا :۔

''اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا لیکن بہت اچھا ہوگا'' ۱۹

چناں چہ دس سال تک تیاری کی نوبت ہی نہیں آئی، آخر میں شیخ ابوالخیر مبارک خضر نے گل زارابرار کی تسوید پر باصرار آمادہ کیا، مولانا محمد غوثی، شیخ موصوف سے اجین میں ملے تھے، شیخ ابوالخیر والی بدخشاں، میر شاہ رخ کی خدمت

۱۸۔ ایضاً، ص۔ ۳۹۱

۱۹۔ محمد غوثی : گل زارابرار (اردو) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص۔ ۷-۶

Marfat.com

میں جاتے ہوئے اجین رکے تھے، اور اسی زمانے میں مولانا محمد غوثی، مولانا کمال محمد عباسی کے عرس میں شرکت کے لئے اجین آئے ہوئے تھے۔

شیخ ابوالخیر کی تحریک اور ہمت افزائی سے دو سال میں گل زارابرار کا مسودہ تیار ہوگیا، مگر اس کی تصحیح اور تبییض میں پھر رکاوٹ پیدا ہوگئی، بالاخر ماہ رجب المرجب ۱۰۲۲ھ میں مبیضہ تیار ہوا بقول مولانا محمد غوثی، شیخ اویس کے ارشاد کے اٹھارہ سال بعد مبیضہ مکمل ہوگیا، (۱۰۰۴ھ تا ۱۰۲۲ھ)۔

شیخ اسماعیل

آپ بھی شیخ محمد غوث گوالیاری کے فرزند رشید ہیں، ان سے بھی ملا عبدالقادر بدایونی کی راہ و رسم تھی، انہوں نے شیخ ضیاءاللہ کے حالات کے ذیل میں اس طرف اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں:-

> ''انہی دنوں شیخ کے سوتیلے بھائی شیخ اسماعیل جو فتحپور کے محلہ خواجہ جہاں میں میری قیام گاہ سے قریب ہی رہتے تھے، اور ہماری آپس میں جان پہچان اور ملاقات تھی'' ۲۰

مناقب غوثیہ کے تکملہ نگار نے لکھا ہے:-

> ''جب شہنشاہ جہاں گیر، احمدآباد (گجرات) آیا تو آپ کے تیسرے فرزند شاہ اسماعیل کو خلعت و جاگیر وغیرہ عطا کی اور قیام تک خصوصیت سے اپنے ہمراہ رکھا'' ۲۱

غرض شاہان ہند نے نہ صرف شاہ محمد غوث بلکہ آپ کے فرزندوں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور نیازمندانہ برتاؤ رکھا، مناقب غوثیہ کا تکملہ نگار لکھتا ہے:-

---

۲۰- ملا عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو) مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۲ء، ج-۳ ص-۱۳۶

۲۱ فضل اللہ شطاری: مناقب غوثیہ (تکملہ)، ص- ۹—۷۸

Marfat.com

''آپ کے (شیخ محمد غوث) کے وصال کے بعد شہنشاہ اکبر اور جہاں گیر نےآپ کے فرزندوں سے ہمیشہ حسن سلوک اور نیازمندانہ برتاؤ جاری رکھا، اور ان کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہ کی، بلکہ بہت کچھ عنایات و التفات فرماتے رہے، آپ کے فرزند حضرت نورالدین عرف ضیاءاللہ صاحب، شاہ کے ہمراہ سفر میں بھی رہتے تھے'' ۲۲

★

۲۲- ایضاً، ص- ۷۸

Marfat.com

حصۂ سوم

تصانیف

Marfat.com

تصانیف

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں :-

"و شیخ را تصانیف بسیارست من جملہ آں کتاب جواہر خمسہ و اوراد غوثیہ و بحرالحیات مشہور تر اند" (۱)

صاحب گل زارابرار (۱۶۱۳ء/۱۰۲۲ھ) محمد غوثی نے آپ کی ان تصانیف کا ذکر کیا ہے :-

(۱) جواہر خمسہ (۲) اوراد غوثیہ (۳) ضمائر (۴) بصائر (۵) بحرالحیات (۶) کلید مخزن (۷) کنزالوحدہ- ۲

(۱) جواہر خمسہ :- متذکرہ بالا تصانیف میں جواہر خمسہ خاص شہرت رکھتی ہے، اس کے دیباچہ میں مصنف ممدوح نے جوکچھ لکھا ہے اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس کا سنہ تصنیف (۱۰۲۱ء/۹۲۸ھ) ہے، پھر جب مصنف گجرات تشریف لے گئے تو وہاں (۱۰۴۹ء/۹۰۶ھ) میں اس میں ترمیم و اضافہ کیا۔(۳)

راقم نے انڈیا آفس لائبریری، لندن سے جواہر خمسہ کے نسخہ فورٹ ولیم کالج (نمبر ۲۱۲۳) اور نسخہ بیجاپور (نمبر ۳۶۳۱) کے ابتدائی چار صفحات کے فوٹو اور نقول منگائی ہیں، یہاں نسخہ بیجاپور کے ابتدائی تین صفحات کی نقل پیش کی جاتی ہے جس سے جواہر خمسہ کے مصنف، ان کے مرشد اور اس کی تالیف

۱- مفتی غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاصفیا، مطبوعہ ۱۸۷۳ء، ج- ۲، ص- ۳۳۴
۲- محمد غوثی : گل زار ابرار، (مترجمہ فضل احمد) ۱۳۲۶ھ، ص- ۲۹۴—۳۰۱
۳- محمد غوث گوالیاری : جواہر خمسہ (اردو)، مترجمہ مرزا محمد بیگ دہلوی، مطبوعہ، دہلی، ۱۳۲۵ھ، ص- ۹—۱۰

Marfat.com

و ترتیب کے متعلق ضروری باتیں معلوم ہوسکیں گی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۰ اور ۱۱ پر جواہر خمسہ کے اس مقدمہ کا کچھ حصہ نقل کردیا گیا ہے، اس میں سے کچھ یہاں حذف کردیا گیا ہے :-

بسم اللہ الرحمان الرحیم

"الحمد للہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد حمد لا بدایت و ثنای بی نہایت مالک الملک را کہ حقایق کونیہ و اعیان ممکنات را از صور اسماء الٰہی بظہور آورد بتجلیات کونا کون مزین و مجلی کرد، آفتاب احد یتش از دریچہ وحدت چنان برعالم تافت کہ غیراو ہیچ کس پیوند وجود و عدم در نیافت، از اسم جامع خاتم جمع الجمع برداشت و علم و علم بالقلم را در صفت اسماء و صفات افراشت، آئینہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمان بدست خود ساخت، و بمصقلہ فنفخت فیہ من روحی پرداخت، و مقابلہ وجہ المومن مراۃ المومن داشت، خود بشناخته فتبارک اللہ احسن الخالقین گفت، چون نظر برحسن خود انداخته جواہر خمسہ حواس خمسہ را کہ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس در شب وحدت جامعہ و اللیل اذا عسعس چون روز والصبح اذا تنفس روشن ساخت، تفسیر الا لہ الحق والامر روزی کرد، در صفحہ کن فیکون وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون، این عدم را در بساط نشاط قدم کجا جا بود الا کہ معرفت عرفت ربی بربی روی نمود و صلوات و افیات و تحیات زاکیات بروح مقدس مطہر سلطان الانبیاء، صدر صفہ صفا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در آئینہ من رأنی فقد رأ الحق جمال حق را بہمہ کمال دید، کلیم سبحانک لا احصی ثنا علیک در سرکشید، قدم در سجادہ

Marfat.com

ایاک نعبد و ایاک نستعین نهاد، در مقام اقم الصلوة طرفی النهار و زلفا من اللیل استاد، (از ابرار) ان الابرار لفی نعیم بود، از اخیار من المصطفین الاخیار گشت، و بمهمان خانه، فیهما ما تشتهیه الانفس و تلذالاعین خاص و عام را دعوت کرد، و صاحب دعوت قل ادعوالله او ادعوالرحمان ایا ماتدعو. فله الاسماء الحسنی شد، و باین دعوت انچه در علم علوی و سفلی است همه مسخر کردانید، الم تران الله سخر لکم مافی السموات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنه در میدان لایزال من الازل الی الابد و من الابدالی الازل شطار گشت که نزل علم الشطار قبل الفرقان فی صدری فتحقق حقیقة الاشیاء من الازل الی الابد در کسوة انا احمد بلامیم آراسته از روضهٔ قم فانذر همچو سرو برخاست، و از وارث حقیقی نحن نرث الارض و من علیها بود، ورثته الحق یافت، این دولت از قسمت ازلی روی نمود که ولله میراث السموات والارض یکی دید از ابتداء تا انتها و ان الی ربک المنتهی، امابعد فقال الفقیر الراجی الی الله الملک القدوس السلام المومن المهیمن العزیز الجبار محمد بن خطیرالدین بن لطیف، بن معین الدین قتال ابن خطیرالدین با یزید پارسا ابن خواجه فرید عطار.........درکوهستان قلعهٔ چنار رفته سیزده سال و چند ماه در خلوت بود، و انچه فرموده بودند به‌آن عمل نمود، حال گذشته را نوشته جمع ساخت ....این کتاب را که مسمی بجواهر خمسه است بدست آن حضرت داد.........درا نوقت عمر این درویش بیست و دو سال بود، بعد از چند سال از روی قضاؤ قدر بولایت گجرات رسید، اکثر محبان و مخلصان مستفیض و مستفید گشتند و این نامه را تعویذ دل و جان ساختند، بعضی اصحاب بعرض رسالیدند که بعضی از مواضع این کتاب تعلق بسماع دارد انرا تصریح فرمایند

و ترتیب دهند تا هیچ کس در مغالطه نیفتد، بنابر ارادت محبان صادق و یاران مخلص بعضی جواهر تقدیم و تاخیر یافته و بعضی محل الفاظ بہم ربط داده شده، درین حال عمر این درویش پنجاه ساله بود وکان ذلک فی سنة ستة وخمسین و تسعمایته، هر جاکه نسخه قدیم باشد باین کتاب مقابله سازند، این کتاب مشتمل بر پنج جواهر ست، وبالله التوفیق جوهر اول در عبادۃ عابدان و طریق آن، جوهر دوم در زهد زاهدان و طریق آن، جوهر سیوم در دعوت و ایمان و طریق آن، جوهر چہارم در اذکار و اشغال مشرب شطار و طریق آن، جوهر پنجم در ورثتہ‌الحق عمل محققان و طریق آن'' ۴

اس نسخه کا اختتام اس طرح ہوتا ہے:-

'' تمت‌الکتاب بعون ملک‌الوهاب بتاریخ هشتم صفرالمظفر ۱۱۷۳ هجری کاتب‌الحروف نقیر حقیر محمد واصل بیک قادری مرتب یافت''

من نوشتم آنچه دیدم در کتاب

عاقبت والله اعلم بالصواب (ورق—۲۷۳)

جواهر خمسه اصل فارسی میں ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقاله نگار عبدالمقتدر، شیخ محمد غوث گوالیاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"He was the author of several sufi works the most popular of which is Djawahir-i-Khamsa in Arabic, which he completed in 956 (1549) and which he subseguently rendered into persian with additional improvements" ۵

۴- محمد غوث گوالیاری: جواهر خمسه (قلمی) نسخه بیجاپور، انڈیا آفس لائبریری، لندن، نمبر ۱۴۳۱، ۳۶۲، ورق، ۱—۳

۵- M. TH. Houtsma etc : *Encyclopaedia of Islam, Vol III, PT. 2, Leyden, 1913, p. 688*

Marfat.com

(ترجمہ) ''علم تصوف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ''جواہر خمسہ''
کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی جو عربی میں لکھی گئی
ہے ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء میں آپ نے اس کو مکمل فرمایا، بعد ازاں
ترمیم و اضافہ کے ساتھ موصوف نے اس کو فارسی میں منتقل کیا''

''جواہر خمسہ'' کے ایک فارسی قلمی نسخہ (۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء) کا تعارف کراتے ہوئے ایتھے (Ethe) بھی یہی لکھتا ہے :-

" The persian version of the large dogmatical work on sufism in Arabic by Shaikh Muhammad Ghauth ۶

(ترجمہ) شیخ محمد غوث نے عربی میں علم تصوف سے متعلق جو ضخیم کتاب لکھی تھی یہ اسی کا فارسی ترجمہ ہے''

شیخ محمد غوث گوالیاری کے حالات کے ذیل میں اسٹوری (Storey) بھی اسی خیال کا اظہار کرتا ہے :-

" Author of the Arabic sufi wo k al-Jawahir al-Khamsa " ۷

(ترجمہ) ''آپ علم تصوف میں ایک عربی تصنیف ''الجواہر الخمسہ'' کے مصنف ہیں''

اسٹوری (Storey) نے اپنے بیان کی تائید میں بروکلمن (Brochelmann) کا حوالہ دیا ہے جس نے ''جواہر خمسہ'' کو عربی الاصل لکھا ہے۔ انڈیا آفس لائبریری، لندن، کے عربی کیٹلاگ میں لوس (Loth) نے بھی ''جواہر خمسہ''

۶- Hermann Ethe: *Catalogue of the persian Manuscripts in the Library of the India office, London, Vol. I, 1903, p. 1042*

۷- C. A. Storey: *The persian Literature, Vol. I, part II, London, 1953, p. 834*

Marfat.com

کو عربی الاصل لکھا ھے (۸) لیکن جواھرخمسہ کے قلمی نسخوں کے مطالعہ سے معلوم ھوتا ھےکہ یہ اصل فارسی ھی میں تھی تصنیف کے وقت (۱۵۲۱ء/۹۲۸ھ) بھی اور ترمیم و اضافہ کے وقت (۱۵۴۹ء/۹۵۶ھ) بھی۔ ھمعصر تذکرہ نگاروں سے بھی اس کی شہادت ملتی ھے۔

اسلامیہ کالج پشاور کی لائبری میں ''جواھرخمسہ'' کا ایک فارسی نسخہ ھے (نمبر ۱۰۶۲) جو اندازاً گیارھویں صدی ھجری سے متعلق ھے۔ خط نسخ میں لکھا گیا ھے۔ تقطیع 2×3 صفحات ۲۸۹ ابوالمعارف عنایت‌الله نے خط استعلیق میں اس پر جابجا حواشی بھی لکھے ھیں۔ اس کے تتمہ میں یہ عبارت ملتی ھے:-

''تمت ھذا الکتاب المسمی بالجواھرالخمسہ من مصنفات حضرت‌المرشدین، برھان‌المحققین، محب العارفین، قدوۃالواصلین، کعبۃالعاشقین، غوث‌الاسلام والمسلمین شیخ محمد الملقب من‌الله بغوث قدس‌الله تعالیٰ سرہ'' ۹

اگر ''جواھرخمسہ'' مفرس ھوتی تو یہاں اس کی صراحت ضرور کی جاتی، انڈیا آفس لائبریری، لندن، میں ''جواھرخمسہ'' کا جو عربی نسخہ ھے اس میں مترجم نے شیخ محمد غوث گوالیاری کا تعارف کراتے ھوئے لکھا ھے:-

''آپ شیخ وجیہ‌الدین کے شیخ طریقت ھیں جن کا میں مرید ھوں'' ۱۰

لوس (Loth) کا یہ کہنا ھےکہ یہ الفاظ مترجم کے نہیں بلکہ کاتب کے ھیں۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ برلن لائبریری میں ''جواھرخمسہ'' کا جو عربی نسخہ

۸- Dr Zubaid Ahmad: *Contribution of India to Arabic Literature, Allahabad, 1945, p. 80*

۹- محمد غوث گوالیاری: جواھرالخمسہ، (فارسی) قلمی، (گیارھویں صدی ھجری)، پشاور۔

۱۰- Dr. Zubaid Ahmad: *Contribution of India to Arabic Literature, Allahabad, 1945, p. 80*

Marfat.com

ہے اس میں بھی یہی الفاظ ملتے ہیں (۱۱) ظاہر ہے کہ یہ الفاظ ناقل کے نہیں بلکہ مترجم کے ہوسکتے ہیں۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (م۔ ۹۹۸/۱۰۸۹ھ) کے تلمیذ رشید محمد غوثی شطاری نے گلزار ابرار (۱۶۱۳ء/۱۰۲۲ھ) کے نام سے مشائخ طریقت کے حالات میں ایک کتاب لکھی تھی۔ مولف موصوف نے جہاں شیخ محمد غوث گوالیاری کے حالات لکھے ہیں وہاں نمونتاً "جواہرخمسہ" کی مناجات کے چند فقرے بھی لکھے ہیں۔ جو پانچویں جوہر کے آخر میں ہے، یہ بھی فارسی ہی میں ہے۔ مؤلف نے اس کا مطلق ذکر نہیں کیا کہ "جواہرخمسہ" پہلے عربی میں تھی اور بعد میں فارسی میں منتقل کی گئی۔ اس مناجات کے انداز بیان اور اسلوب نگارش سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ اصل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

"**احدا!** توحید صرف وما من له الا الله را بصورت ماومن بمامنما، که تجلیات صفات تست این همه نشوونما۔

صمدا! انچه از غفلت برسر ما گزشت، به هشیاری مگیرهم از خود عذر فهم الغافلون بپذیر و بتائید ولا تکن من الغافلین دست گیر۔

علیما! هشیاری واذکر ربک اذانسیت را بفراموشی نسوالله فانسهم انفسهم مبدل مساز۔

قدیما! انچه در لهاد مانهاده، ازان اندیشه، ما بازدار و انچه در استعداد ماست که فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین بے مشقت پیش آر، بیت

۱۱- *Ibid, p. 80*

Marfat.com

زلطف انچه مطلوب است و مقصود
مہیا کن بوجه احسنش زود" ۱۲

اسلامیہ کالیج پشاور میں "جواہر خمسہ" کا جو قلمی نسخہ ہے اس میں بھی یہ مناجات موجود ہے۔ خاتمہ پر یہ رباعی ہے:-

"یا رب اثرے بخش مناجات مرا
از لطف رواکن ہمہ حاجات مرا
می دار بذات خود صفاتم قائم
قائم بصفات خویشتن ذات مرا

بحق لا اله الا الله محمد رسول الله" ۱۳

حاجی خلیفہ نے بھی جواہر خمسہ کا ذکر کیا ہے مگر انہوں نے اس کی تعریب یا تفریس کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کے سامنے وہی نسخہ تھا جو بعد میں فارسی سے عربی منتقل کیا گیا تھا، موصوف نے لکھا ہے:-

"الجواہر خمس، للشیخ المؤید محمد بن خطیرالدین وہو مختصر، اولہ الحمد للہ الاحد الصمد الخ۔ الفه بگجرات سنة ۹۵۶ ست و خمسین و تسعمائة، و رتب علی جواہر الاول فی العبادہ، الثانی فی الزہد، الثالث فی الدعوة، الرابع فی الاذکار، الخامس فی عمل المحققین من اہل الطریقة" ۱۴

۱۲- محمد غوثی: گل زار ابرار، (ترجمہ فضل احمد) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص- ۲۹۸،
۱۳- محمد غوث گوالیاری: جواہر الخمسہ، قلمی، (گیارہویں صدی ہجری)، پشاور-
۱۴- (الف) ملا کاتب چلبی: کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون، مطبوعہ ۱۳۱۰ھ، (مصر ؟)
(ب) Gustavus Fluegel: *Kashf-al-Zunoon, London, Vol. III, p. 53* (*Italian translation with Arabic text.*)

Marfat.com

مذکورہ بالا حقائق سے یہ واضح ہوگیا کہ ''جواہر خمسہ'' فارسی ہی تصنیف کی گئی تھی اب سوال یہ رہ گیا ہے کہ اس کو عربی میں کس نے منتقل کیا۔ اس کے لئے ہم ابجدالعلوم کی طرف رجوع کرتے ہیں، نواب صدیق حسن خاں، شیخ وجیہ الدین گجراتی (م۔ ۱۵۸۹ء/۹۹۸ھ) کے تلمیذ رشید سید صبغۃ اللہ البروجی (م۔ ۱۶۰۶ء/ ۱۰۱۵ھ) کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اخذالعلوم عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی واشتغل بالتدریس والارشاد برھتہ، ثم رحل الی مکہ والمدینہ وغیرھما، وعادالی بروج، ثم ارتحل الی مالوہ اقام فی احمد نگر من بلاد الدکن عند سلطا نہا برھان الملک، ثم سافرالی الحرمین الشریفین و دخل بیجاپور، فخدمہ السلطان ابراھیم و ھیأ لہ اسباب السفر، فدخل المدینہ وسکن بجبل احد، و عرب ''الجواھر الخمسہ'' و حررہ علیہ تلمیذالشیخ احمد الشناوی حاشیۃ، وذکرالشیخ محمد عقلیۃ المکی، ترجمۃ الحسنۃ فی کتابہ ''لسان الزمان'' .... توفی بالمدینۃ ۱۰۱۵ الھجریہ وقبرہ بہا'' ۱۵

(ترجمہ) ''شیخ وجیہ الدین گجراتی سے علوم متداولہ حاصل کئے (اس کے بعد) کچھ عرصہ تک درس و تدریس و بیعت و ارشاد میں مشغول رہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی تشریف لے گئے اس کے علاوہ اور مقامات کی بھی زیارت کی۔ پھر واپس بھڑوچ تشریف لے آئے (۹۹۹ھ میں) مالوہ بھی تشریف لے گئے اور بلاد دکن

۱۵۔ (الف) نواب صدیق حسن خاں: ابجدالعلوم، جزء ثالث، رحیق المختوم، مطبوعہ بھوپال، ۱۲۹۵ھ، ص۔ ۸۹۸

(ب) مولانا رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند (اردو)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص۔ ۲۴۴

(ج) سید عبدالحئی: یاد ایام، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۱۹ء/۱۳۳۷ھ، ص۔ ۶۷

Marfat.com

میں احمد نگر کے بادشاہ برھان الملک کے ھاں قیام کیا، حرمین شریفین کا دوبارہ سفر کیا اثنائے سفر میں جب بیجاپور تشریف لائے تو سلطان ابراھیم نے آپ کی خدمت کی اور اسباب سفر مہیا کیا۔ (چناں چہ آپ اس سفر پر روانہ ھوئے اور بالاخر) مدینہ منورہ میں داخل ھوگئے۔ جبل احد کے پاس سکونت اختیار کی۔ موصوف نے ''جواھر خمسہ'' کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا۔ آپ کے تلمیذ شیخ شناوی نے اس پر حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔ شیخ محمد عقیلہ مکی نے اپنی کتاب ''لسان الزمان'' میں تعریف کی ھے.........۱۰۱۵ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ھوا۔ قبر شریف بھی وھیں ھے''

غلام علی آزاد بلگرامی نے بھی یہی لکھا ھے کہ سید صبغۃ اللہ (م-۱۶۰۶ء/۱۰۱۵ھ) ''جواھرالخمسہ'' کے معرب ھیں (۱۶) امام الدین محمد عارف العثمانی المعروف ابوالنبی شطاری (م-مابعد ۱۶۱۱ء/۱۰۲۰ھ) نے ''جواھرخمسہ'' کی عربی میں شرح بھی لکھی تھی۔ ۱۷

ان حقائق و شواھد کے پیش نظر اب کہا جا سکتا ھے کہ نہ تو فاضل مقالہ نگار عبدالمقتدر کا یہ بیان صحیح ھے کہ شیخ محمد غوث گوالیاری نے ''جواھرخمسہ'' کو پہلے عربی میں لکھا اور بعد میں فارسی میں منتقل کیا اور نہ بعض مستشرقین کا یہ بیان صحیح ھے کہ شیخ محمد غوث گوالیاری نے ''جواھرخمسہ'' کو عربی میں تصنیف کیا تھا بعد میں اس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔

۱۶- غلام علی آزاد بلگرامی : سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان بحوالہ
Dr. Zubaid Ahmad : *Contribution of India to Arabic Literature, Allahbad, 1945 p. 80*

۱۷- *Ibid, p. 363*

حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد غوث گوالیاری نے ۱۵۲۱ء/۹۲۸ھ میں ''جواہر خمسہ'' کو فارسی میں لکھا۔ گجرات آنے کے بعد احباب کی فرمائش پر ۱۵۴۹ء/۹۵۶ھ میں قدیم نسخہ ہی میں ترمیم و اضافہ کیا۔ پھر سید صبغۃ اللہ البروجی (م-۱۶۰۱ء/۱۰۱۰ھ) نے اس نسخہ کو عربی میں منتقل کیا۔

راقم نے ''الجواہرالخمسہ'' کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا تھا، جس میں دلائل و براہین سے ثابت کیا تھا کہ ''جواہر خمسہ'' اصل عربی میں نہیں، فارسی میں لکھی گئی تھی، بعد میں شیخ صبغۃ اللہ البروجی نے اس کو معرب کیا، یہ مقالہ مجلہ برہان (دہلی) کے اپریل ۱۹۶۲ء کے شمارے میں ''الجواہرالخمسہ'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا، الحمدللہ کہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔

علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم (چیرمین، اڈیٹوریل بورڈ، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ لاہور) کو جب راقم اپنی تحقیق سے مطلع کیا تو موصوف نے تحریر فرمایا:-

> ''جواہر خمسہ کے متعلق آپ کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے، اگرچہ فارسی یا عربی متن میرے سامنے نہیں ہے لیکن جو حوالے آپ نے دئے ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں جو آپ نے نکالا ہے'' ۱۸

انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ (بمبئی) کے ڈائریکٹر پروفیسر نجیب اشرف ندوی نے جب اس مقالہ کا مبیضہ مطالعہ فرمایا تو جواباً تحریر فرمایا:-

> ''پہلے آپ کا مکرمت نامہ اور پھر آپ کا پر مغز مقالہ موصول ہوئے، اس لطف خاص کے لئے مخصوص شکریہ قبول فرمائیے.........
> میں خوش ہوں کہ مجھے آپ کے مقالے سے سب سے پہلے مستفید ہونے کا موقع ملا.........میرے پاس بھی جواہر خمسہ اور دوسرے

۱۸- مکتوب علامہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم، مرقومہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۱ء از لاہور۔

Marfat.com

رسائل مکتوبہ ۱۰۸۵ھ ہیں.........یہ نسخہ کسی عالمگیری امیر کا ہے اور اس پر شروع اور آخر میں مہر ہے۔ اس کی عبارت ہے "دعا گوئے خیر ظل اللہ فقیر خواجہ فضل اللہ الحسینی" ۱۹

راقم نے اپنی تحقیق سے سی۔ اے۔ اسٹوری مؤلف تاریخ ادبیات فارسی (History of Persian Literature) کو بھی مطلع کیا تھا، مؤلف موصوف نے جواباً تحریر فرمایا:-

> "Very many thanks for the information that you have so kindly sent me about "الجواھرالخمسہ"
> I am always glad to receive Corrections of that kind, though I am not always very prompt in achnowledging them.........
> I think it will be enough for my purpose, if I make a note of the references in the hope that I may be able to include them in one of my future list of additions and corrections" ۲۰

چند قلمی نسخے

جواہر خمسہ کے متعدد فارسی نسخے ہند و پاک اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کی ہمہ گیر اشاعت و مقبولیت سے مصنف کے مقام اور مرتبے کا بھی اندازہ ہوتا ہے، راقم کے علم میں جو قلمی نسخے ہیں یہاں ان کا ذکر کیا جاتا ہے افسوس ہے کہ ان نسخوں کے متعلق ضروری معلومات حاصل نہ ہوسکیں، تاہم جو کچھ میسر آیا اس کو بیان کیا جاتا ہے، اس کمی کو انشاءاللہ دوسرے اڈیشن میں پورا کردیا جائے گا۔

۱۹- مکتوب پروفیسر نجیب اشرف ندوی، محررہ ۲۹ اگست ۱۹۶۱ء از بمبئی۔

۲۰- Letter from C. A. Storey, *dated 31st. January 1963, from Lawrence Road, Hove, 3 Sussex,* (*U. K.*)

Marfat.com

۱- نسخہ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، (بمبئی)، یہ نسخہ ۱۰۸۰ھ میں لکھا گیا ہے اور کسی عالم گیری امیر کا ہے، اس پر شروع اور آخر میں مہر ثبت ہے جس پر یہ عبارت موجود ہے:-

"دعاگوئے خیر ظل اللہ فقیر خواجہ فضل اللہ الحسینی"

اس نسخہ کی اطلاع محترم نجیب اشرف صاحب ندوی (ڈائریکٹر، ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) نے دی تھی۔ (۲۱)

۲- نسخہ دارالمصنفین، (اعظم گڑھ)، سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنے مقالے "ہندوستان میں ہندوستانی" میں جواہرخمسہ کے ایک قدیم نسخے مکتوبہ ۱۰۹۷ھ کا ذکر فرمایا ہے، یہ کتب خانہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ میں محفوظ ہے۔ (نقوش سلیمانی، مطبوعہ کراچی، ص - ۱۳)-

۳- نسخہ اسلامیہ کالج، (پشاور)، جواہرخمسہ کا یہ قلمی نسخہ اسلامیہ کالج کی لائبریری میں موجود ہے، اس کا نمبر ۱۰۶۲ ہے، اندازاً گیارھویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے، ۲۸۹ صفحات پر مشتمل ہے، تقطیع ۲×۳ ہے، ابوالمعارف عنایت اللہ نے خط نستعلیق میں جابجا حواشی بھی لکھے ہیں، یہ نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اس کو راقم نے خود مطالعہ کیا تھا۔

۴- نسخہ سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد)، جواہرخمسہ کا یہ فارسی نسخہ کرم خوردہ ہے اور ناقص الاول و الاخر ہے، اسی جلد میں ایک اور قلمی نسخہ موسوم بہ کشف الاسرار ہے جس کو فقیر محمد بن شیخ

۲۱- مکتوب سید نجیب اشرف ندوی، محررہ ۲۹ اگست ۱۹۶۱ء از بمبئی۔

عبداللطیف نے ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۲۰ھ کو لکھا تھا، جواہرخمسہ کوبھی اسی قلم اور سیاھی سے لکھا گیا ہے اس لئے اغلب یہی ہے کہ یہ بھی سنہ مذکور سے تعلق رکھتا ہے۔

۵۔ نسخہ فورٹ ولیم کالج، (لندن)، یہ نسخہ ۱۸۲۵ء میں انڈیا آفس لائبریری، لندن میں منتقل ہوگیا ہے، عنوان نمبر ۱۸۷۰ ہے اور ترتیب نمبر ۲۱۲۳ ہے، اس کو ۸ صفرالمظفر ۱۱۷۳ھ میں محمد واصل بیگ قادری نے لکھا تھا، اس کے ۱۵ مسطر ۳۷۳ اوراق ہیں، کسی زمانے میں یہ نسخہ ٹیپو سلطان شہید کی ملکیت میں بھی رہا ہے جیسا کہ سرورق کی مہر سے ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ نسخہ جان سن، (لندن)، یہ نسخہ حیدرآباد دکن سے حاصل کیا گیا ہے اور جان سن کے مجموعے میں شامل ہے، اس کا عنوان نمبر ۱۸۷۱ ہے اور ترتیب نمبر ۱۳۳۷ ہے، ۱۳۵ اوراق پر مشتمل ہے، یہ نسخہ انڈیا آفس لائبریری، لندن میں موجود ہے۔

۷۔ نسخہ بیجاپور، (لندن)، یہ نسخہ بھی انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے، اس کا عنوان نمبر ۳۰۶۷ ہےاور ترتیب نمبر ۱۳۶۱ ہے، مندرجہ بالا تینوں نسخوں (۵-۶-۷) کے متعلق معلومات کیٹلاگ (۲۲) سے حاصل کی ہیں اور پھر محترمی پروفیسر مدد علی قادری نے تفصیلی معلومات (۲۳) اور تصاویر فراہم کیں۔

۲۲- Hermann Ethe: *The Catalogue of the persian Manuscripts in the Library of India office, London, Vol I, 1903, p. 1042*

۲۳- مکتوب پروفیسر مدد علی قادری، محررہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء، از لندن

Marfat.com

۸- نسخۂ خدا بخش لائبریری، (پٹنہ)، جواہر خمسہ کا ایک فارسی قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری میں بھی موجود ہے، اس کا نمبر ۱۳۴۴ ہے، اس کی اطلاع صفی احمد صاحب کیوریٹر نے دی تھی- (۲۴)

۹- نسخۂ کلیانی اسٹیٹ لائبریری (دکن)، جواہر خمسہ کا یہ قلمی نسخہ پاکستان میں ایک صاحب کے پاس موجود ہے، اس کی اطلاع مکرمی چودھری عبدالعزیز صاحب (سکریٹری، سنٹرل بورڈ آف ریوینیو، حکومت پاکستان نے دی تھی- (۲۵)

۱۰- نسخۂ برلن یونیورسٹی (جرمنی)، ڈاکٹر زبید احمد نے اپنی تصنیف (۲۶) میں اس کا ذکر کیا ہے، یہ فارسی جواہر خمسہ کا عربی ترجمہ ہے جو شیخ صبغۃاللہالبروجی نے کیا تھا-

انڈیا آفس لائبریری، لندن میں جواہر خمسہ کے قلمی ناقص نسخے بھی ہیں جن کے نمبر بالترتیب یہ ہیں ۳۰۶۸ اور ۳۰۶۹-

شطاریہ سلسے کے صوفیہ کا جواہر خمسہ پر باقاعدہ عمل رہا ہے، شاہ محمد غوث کے شیخ طریقت حاجی حمیدالدین حصور (م-۱۵۲۳ء/۹۳۰ھ) نے اول ہی روز مطالعہ کے بعد فرمایا تھا:-

"ہیچ ولی نباشد که بریں اسرار مطلع نه گردد" ۲۷

۲۴- مکتوب صفی احمد کیوریٹر، محررہ ۵ جنوری ۱۹۶۳ء، از پٹنہ

۲۵- مکتوب چودھری عبدالعزیز، محررہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء، ازکراچی

۲۶- **Dr. Zubaid Ahmad:** *The Contribution of India, to Arabic Literature, Allahabad, 1945, p. 80*

۲۷- محمد غوث: جواہر خمسہ، مخطوطہ، لندن، (دیباچہ)

چناں چه شاہ وجیه‌الدین نے اپنے خلیفه سید صبغة‌الله بروجی، موصوف نے اپنے خلیفه شیخ احمد الشناوی پھر موصوف نے اپنے خلیفه شیخ احمد قشاشی کو جواهرخمسه کی اجازت دی، ”موصوف نے شیخ ابراهیم کو، انهوں نے اپنے صاحب زادے شیخ ابوطاهر اور پھر موصوف نے اپنے شاگرد رشید حضرت شاہ ولی الله کو جواهرخمسه کی اجازت دی“ ۲۸

شاہ ولی الله نے اپنی کتاب ”انتباه فی سلاسل اولیاءالله“ میں حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کا ذکر فرمایا هے۔

(۲) اوراد غوثیه :- یه بھی شاہ محمد غوث گوالیاری کی تصنیف هے، مفتی غلام سرور لاهوری اور مولانا محمد غوثی نے اس کا ذکر کیا هے، مصنف کے بیان کے مطابق یه کتاب جمادی الاول ۹۴۹ھ میں مکمل هوئی۔

”و املائے مذکور در ماه جمادی الاول سنه تسع واربعین و تسعمائة ست“ ۲۹

اس کتاب کے دیباچے میں شاہ محمد غوث نے قارئین کو جواهرخمسه کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی هے :-

”ایں کتاب را اوراد غوثیه نام نهاده شد، چوں سالک را ازیں اکتفانه شود، جواهرخمسه که تصنیف ایں درویش همچو دریائے محیط ست که رفعت معانی آں همچو عرش دارد، هر چند که شنا کند درپائیش رفعتش پیش آں کتاب را پیشوائے خود سازد و در عمل آرد تابه مایهٔ مقصود رسد“ ۳۰

۲۸- شیخ محمد اکرام : رود کوثر، مطبوعه لاهور، ۱۹۵۸ء، ص- ۳۴۴
۲۹- شاہ محمد غوث : اوراد غوثیه، ص- ۵۴
۳۰- شاہ محمد غوث : اوراد غوثیه، ص- ۳

راقم کے پاس اوراد غوثیہ کا ایک فارسی مطبوعہ نسخہ ہے، جو ۱۳۱۳ھ میں مطبع صبغۃ اللہی، رائچور میں طبع ہوا تھا۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :-

"سپاس و ستائش مر خالقے را که از کتم عدم، وجود ارواح را قبائے قابلیت بخشید، در برکردند باستعداد خود، ظاهر آمدند در صدائے صلابت من عرف الله کل لسانه بودند، در نداء نقابت من عرف الله طال لسانه شدند، از ربوبیت، الوهیت را شناختند۔ از الوهیت، عبودیت را آراستند، بظهور الله نور السموت والارض منور گشتند، در دریاء روحے که وایدناه بروح القدس است غوطه خوردند، بار خود برداشتند، و مستغرق گشتند"......... (ص ۲)

اوراد غوثیہ کے شروع میں شاہ محمد غوث نے سالک کے لئے چند وصیتیں لکھی ہیں، ایک ولی کامل کی وصایا اس کی پاک زندگی کے تجربات و مشاہدات کا جوہر ہوتی ہیں، اور اس سے خود اس کی سیرت کی عظمت و شوکت کا اندازہ ہوتا ہے، افادیت عامہ کے لئے یہاں یہ وصیتیں نقل کی جاتی ہیں :-

" ۱۔ دایم سرخود را متوجه بیگانگی حق دارد، و نه گذارد که غیر در خاطر وے راه یابد و هیچ چیز از نفع و ضرر و خیر و شر و ابدا و انعام و ایذا و ایلام از خلق نه بیند، اگر نعمتے به وے رسد یا نه رسد، اداء شکر حق کند که قل کل من عند الله داند۔

۲۔ در آوان خلوت با نقطاع وقت در اختلاط خلق نه کشاید، و راه آمد و شد مردم بزیارت و تبرک بسته دارد، و نظر کند بابتدائے حال رسول صلی الله علیه وآله وسلم در غار حرا از خلق فرار می نمودند و باکسے صحبت نمی داشتند، پس اگر طالب راضی باشد هنوز شایان ریاضت نه باشد، و اوقات او ضایع شود، و از خدمت خالق بخدمت مخلوق مبتلا گردد، و بعضے عارفان گفته اند هر

Marfat.com

که حق را باختیار نه پرستد، خلق را به اضطرار به پرستد، چون سالک قصد خلوت و عزلت کند چندگاه بحضور شیخ باشد بفرمان او ظاهر و باطن آراید تا رابطهٔ او باشیخ درست آید که الشیخ فی قومه کا النبی فی امته، آن که چیزے فرماید و گوشه گرفتن را حکم نماید۔

۳— مقدارے علم حاصل کند که اعتقاد خود بر مذهب اهل سنت و جماعت درست دارد که طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة و فریب نفسانی و شیطانی بشناسد که اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک

۴— سعی نماید که سایر عادات او موافق سنت رسول الله صلی علیه وآله وسلم باشد که ولدی من سلک طریقی۔

۵— صحبت با ناجنس و جاهلان و موانست و اختلاط نه نماید که الصحبت توثر صباغت اصل دارد۔

۶— با اهل دول نه پردازد الا بضرورت۔

۷— چند گاه در بوتهٔ ریاضت گداخته گردد و با نفس اماره جنگ و جدل کند، با شاره ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی تا آن که بتوحید حقیقی رسد چون تصحیح توحید افعالی که مرتبه فرود است، کرده باشد، اورا از تصحیح افعالی بتوحید صفاتی ترقی شود و از توحید صفاتی، توحید ذات بعیان و وجدان منکشف گردد، چراکه التوحید اسقاط الاضافات است کسانیکه توحید از تخیل ذهن و مطالعه کتب می گیرند در زندقه و الحاد می افتند، و تهتک استاد شریعت می کنند و در ضلالت و جهالت می مانند که من عرف التوحید بلا استاذ فقد مات زندیقا۔

۸ــ چون توفیق رفیق گردد روئے از دنیا بگرداند که ترک الدنیا راس کل عبادة و توجه به درگاه حق تعالیٰ کند۔

۹ــ مقدس از همه ملوثات باشد، چنانکه بےپاکی بدن و جامه و وضوء صلوة نیست، آن چنانکه بغیر پاکی دل و روح بحضرت حق بار نیست، ان الله یحب التوابین و یحب المطهرین ۔

۱۰ــ چون واقعه بیند در بیداری یا درمیان خواب، نخستین به مرشد عرض کند، کم و بیش نه گوید، چنانکه قصه یوسف علیه السلام که با پدر گفت انی رایت احد عشر کوکبا و الشمس و القمر رایتهم لی ساجدین و تعبیرش و جعلها ربی حقا۔

۱۱ــ تعقل و تفکر از تصرف و قیاس در ذات نه کند که بحکم تفکروا فی اٰیاته ولا تفکروا فی ذاته نگهدارد۔

۱۲ــ هرچه گوید به ادب گوید که تقولا له قولا و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر پیشوائے خود سازد، و از غیبت و بهتان و سایر نامشروعات ولاف و لغو و لهو پرهیزد۔

۱۳ــ در مقابل احسان محسن گوید جزاک الله خیرا و انک لعلی خلق عظیم۔

۱۴ــ حق المعرفت در بزرگی و قدر او و قدر بزرگی او ما قدروا الله حق قدره بشناسد۔

۱۵ــ نگهبان نفس باشد از ارتکاب ذنوب و پاسبان دل از التفات بغیر محبوب، قلب المومن حرم الله و حرام علی حرم الله ان یلج فیه غیر الله ۔

۱۶ــ از خواب غفلت بیدار شود و از نافرمانی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بیزار گردد و بموجب الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا ۔

Marfat.com

۱۷— کار هائے دینی و دنیاوی بحق تعالیٰ گذارد که و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

۱۸— یکے بیند و یکے داند و یکے گویدو یکے جوید و هرچه بیند ازو بیند، و ازو داند هوالاول هوالآخر هوالظاهر هوالباطن۔

۱۹— هرچند که گناه گار بود بعفو او امیدوار بود لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

۲۰— رسایل حقائق را مطالعه نه کند، چیزے که مرشد فرموده باشد دراں مستغرق گردد، هرچه در نظر آید بحضرت مرشد عرض کند، اگر مرشد حاضر نباشد مکتوبات شیخ شرف‌الدین یحیی منیری مطالعه کند تا فریب نفس و وسواس خناس دریابد، اکثر مردماں را دیدم که به گفت وگوئے خلایق از حقائق بے‌نصیب ماندند و کار نه کردند، و قاری شدند، چون آخرکار سلوک رسد، برائے مقابل کردن حال خود کتب حقایق به بیند و لذت گیرد، و اگر موافقت سلف رفته باشد شکرانه بجا آورد و بغیرکسب علمائے شریعت را رخصت امت تا اعتقاد ایشان درست آید و مایل شوند۔

۲۱— چیزے که در ذکر و فکر معرفت حق مانع آید آں را از پیش خود دورکند، و ملتفت نه شود که او حرام ست ومانہکم عن ذکر اللہ فہو حرام۔

۲۲— ازکشف وکرامات محترز باشد و بر او نظر نه اندازد که خلقے بنده کرامات شوند و او شرمنده حق گردد و آفتهائے روئے نماید که الشہرۃ آفت و الخمول راحۃ۔"

(ص۔ ۳ تا ۵)

Marfat.com

مندرجہ بالا وصایا میں شیخ محمد غوث علیہ‌الرحمہ نے جوکچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہےکہ سالک انعام و ایلام میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرے، اختلاط خلق سے بچتا رہے، تحصیل علم اس حد تک کرے کہ مذھب اھل سنت و جماعت کی درستگی ھوجائے، اپنے تمام عادات و اطوار کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ و سلم کے مطابق کرے، نا جنسوں اور جاھلوں کے پاس بیٹھنے سے بچتا رہے، اھل دول کی طرف مائل نہ ھو مگر بہ ضرورت، توحید افعالی سے توحید صفاتی اور توحید صفاتی سے توحید ذاتی کی طرف صعود کرے، جو لوگ توحید، تخیل ذھن اور کتابوں سے حاصل کرتے ھیں وہ الحاد و زندقہ میں مبتلا ھو جاتے ھیں، شریعت کی ھتک کرتے ھیں اور جہالت وگمراھی میں پھنس جاتے ھیں۔ دنیا سے تعلق نہ رکھے، تمام ملوثات سے پاک رہے، مکاشفات کو صرف مرشد کے سامنے بیان کرے، ذات الہی میں تعقل و تفکر سے کام نہ لے، ادب کو دستور زندگی بنائے، غیبت ۔ بہتان ۔ لاف ولغوو لہو غرض تمام نا مشروعات سے پرھیز کرے، محسن کے احسانات کا شکر بجا لا تا رہے، بزرگوں اور ان کی بزرگی کی قدرکرتا رہے، نفس کا نگہبان رہے، غیر محبوب کو دل میں جگہ نہ دے، خواب غفلت سے بیدار ھو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی نا فرمانی سے بیزار رہے، دین و دنیا کے کاموں کو خدا پر چھوڑ دے، ایک ھی دیکھے، ایک ھی جانے، ایک ھی کہے، اور ایک ھی تلاش کرے، جس کو دیکھے اس سے دیکھے اور اسی کی طرف سے سمجھے، کتنا ھی گناہگار کیوں نہ ھو اس کے عفو و درگزر سے نا امید نہ ھو، مرشد کے فرمودات پر عمل کرے اگر وہ موجود نہ ھو تو شیخ شرف الدین یحیی منیری کے مکتوبات مطالعہ کرے، کشف و کرامات سے احتراز کرے، کہیں ایسا نہ ھو کہ لوگ بندۂ کرامات بن جائیں اور سالک، حق تعالی کے سامنے شرمسار ھو۔

شاہ محمد غوث نے اوراد غوثیہ کو نو درجات پر تقسیم کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

Marfat.com

(۱) درجه اول در ورود اوراد (۲) درجه دوم در وضو و نوافل (۳) درجه سیوم در بیان صوم و اربعین (۴) درجه چہارم در دریافت خطرات و ماهیت آن (۵) درجه پنجم در ذکر جہروخفی (٦) درجه ششم در مراقبه و طریق آن (۷) درجه هفتم در تصورات و تصدیقات (۸) درجه هشتم در تنزلات و ظہور اسماء الہی وکیانی (۹) درجه نہم در تصحیح خلافت و پیش گرفتن ارادت و آموختن آداب مشیخت و شناختن پیر و مرشد، و مسائل طریقت و در بیعت و تصحیح سلاسل ظاهری و باطنی و بیان معراج- (ص- ٦)

اوراد غوثیه کا اختتام اس طرح هوتا ہے :-

''دریں فکر بودم که معراج حضرت رسالت یاد آمد، آن .... خطره برطرف شد، آن حال، حالیست که در قال نیاید، بجز خداوند تبارک و تعالی کسے نداند بر قدرے که صورت گیرد در قلم آمد، ایمائے و اشارتے ست واقف گردد، اگرچه از روئے سلوک اول قدم نبی آخر قدم ولی است اما چوں بتامل شافی دریابد هرچند که وے سیر کند از رتبهٔ نبی نه گزرد که ولایت او درپے نبی است، خدائے تعالی از خلل و ذلل نگہدارد، آمین یارب العالمین-'' ۳۱

(۳) معراج نامه :- شیخ محمد غوث کی یه تصنیف بڑی معرکه آراء ہے' بقول مفتی غلام سرور لاهوری' اسی کتاب کی وجه سے شیر شاہ سوری' شیخ موصوف سے بدظن هوکر درپےآزار هوا اور آپ کو ترک وطن کرکے گجرات جانا پڑا- وه لکھتے هیں :-

''بعضے حاسداں معراج نامهٔ شیخ رانزد شیر شاہ بادشاه بردند وبه عرض رسانیدند که وے دریں کتاب کلمات خلاف شرع تحریر

۳۱- محمد غوث گوالیاری : اوراد غوثیه' ص- ٦١٦

فرموده است، شیرشاه در پے آزار شد، پس شیخ ازگوالیار به گجرات رفت'' ۳۲

گجرات تشریف لے گئے تو یہاں بھی بقول ملا عبدالقادر بدایونی، شیخ علی متقی نے شیخ محمد غوث پر کفر کا فتویٰ لگا دیا، یہ فتوی جب شیخ وجیہ‌الدین علوی کے پاس گیا تو انھوں نے اس کو چاک کر دیا،* اور شیخ علی متقی سے فرمایا :-

''ما ارباب قالیم و شیخ اهل حال، فهم ما به کمالات او نمی رسد و به ظاهر شریعت هیچ اعتراض برو متوجه نمی‌گردد'' ۳۳

پھر گجرات سے اکبرآباد پہنچے تو اسی معراج نامے کی وجہ سے بیرم خاں اور شیخ گدائی درپےآزار ہوگئے چناں‌چہ شیخ محمد غوث مجبوراً گوالیار واپس آ گئے، ملا عبدالقادر بدایونی نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں :-

---

* بقول شیخ محمد اکرام، اس واقعہ کے بعد شیخ وجیہ‌الدین علوی نے تکفیرمسلم کے مسئلے پر ایک مستقل رسالہ تالیف فرمایا تھا، جس میں :- ''ابتدا، فقہی میں کتابوں سے مسئلہ، تکفیر پر روشنی ڈالی، پھر احادیث سے سنداً سب کو مشرح بیان کیا ہے، آخر میں صوفیائے کرام کے احوال سے بحث کی ہے کہ حالت سکر میں جو کہہ جاتے ہیں وہ قابل مواخذہ نہیں ہوتا، پھر سید محمد غوث گوالیاری کی کتاب اوراد غوثیہ (؟) پر لوگوں نے جو اعتراضات کئے تھے ان کا جواب دیا ہے........آپ کا ارشاد یہ تھا کہ کسی شخص کی سو باتوں میں سے ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اس کو مسلم سمجھو، اور کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہ کہو (شیخ محمد اکرام: رود کوثر، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵٦ء، ص- ۳۲۹)-

---

۳۲- غلام سرور لاہوری: خزینۃالاصفیا، ص- ۳۳۳

۳۳- ملا عبدالقادر بدایونی: منتخب‌التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸٦۹ء، ج- ۲، ص- ۴۴

''ورسالهٔ شیخ محمد غوث راکه دران جاکیفیت معراج خود بیان کرده، گفته‌که در بیداری مرا مجالسه و مکالمه با حضرت رب العزة عزشانه واقع شد و بر حضرت رسالت پناهی صلی‌اللہ علیه وسلم تقدیم کردند، امثال ایں خرافات که عقلاً و نقلاً مذموم و ملوم باشد درمیان آورده شیخ را پیش‌کشیده هدف تیر ملامت ساختند تا به خاطر آزرده به‌گوالیار رفت'' ۳۴

مختصر یہ‌کہ اس معراج نامے کی وجہ سے شیخ محمد غوث کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ....شاہ وجیہ الدین جیسی فکر رسا کس کے پاس تھی جو اس کتاب کے اسرار و معارف کو سمجھ سکتا۔ قیاس یہی کہتا ہے کہ یہ رسالہ عہد ہمایونی کی تصنیف ہے، کیونکہ ۹۵۷ھ میں شیرشاہ کا غلبہ ہوگیا تھا۔

علامہ اقبال مرحوم کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کا اشتیاق تھا چنانچہ ایک مکتوب میں مولوی صالح محمد کو لکھتے ہیں :-

''حضرت خواجہ نظام الدین صاحب سے یہ بھی معلوم کیجئے کہ آیا ان کے بزرگوں کے کتب خانے میں حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کا وہ رسالہ موجود ہے جس میں انہوں نے آسمانوں اور سیاروں کی سیر کا ذکر کیا ہے، مجھے اس کی مدت سے تلاش ہے، اب تک دستیاب نہیں ہوسکا، آج تک شائع بھی کسی نے نہیں کیا'' ۳۵

(۴) بحرالحیات :- یہ کتاب امرت کنڈ کا ترجمہ ہے، جو شاہ محمد غوث نے کیا تھا، بقول شیخ محمد اکرام :-

---

۳۴- ایضاً، ج - ۲، ص - ۵—۳۴

۳۵- علامہ محمد اقبال : اقبال نامہ، (مرتبہ شیخ عطاءاللہ)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۱ء، مکتوب نمبر ۱۷۳، ص - ۳—۳۷۲

Marfat.com

"اس میں ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں کے اطوار و اشغال کی تفصیل کو فارسی میں منتقل کیا ہے، اپنی ابتدائی تصنیف جواہرخمسہ میں بھی ان کی ایک آدھ جھلک دکھائی، اس سے شطاریہ طریقے کے اس ارتباط پر روشنی پڑتی ہے، جو اس کو ہند و یوگا سے تھا" ۳۶

مولانا محمد غوثی نے اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:۔

"جریدہ دستورالعمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ، اس میں باطنی اعمال، تصوری اشغال، پاس انفاس کا ذکر اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہیں، جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے۔ جوگیوں اور سنیاسیوں کی دو جماعتیں، ہنود کے ریاضت مندوں، گوشہ نشینوں، اور رہبانوں کی سرگروہ ہیں، اور انہیں اشغال و اذکار کی برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہنچ کر، سائلوں کے ضمیروں کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہیں، آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے، اخذ کر کے فارسی لباس پہنایا ہے، اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجائے اس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن میں ڈال دی ہے، نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیوں کے اذکار و اشغال سے تطبیق دی ہے" ۳۷

مولانا محمد غوثی کے اس بیان سے شیخ محمد اکرام کے متذکرہ بالا بیان کی تردید ہوتی ہے۔

۳۶۔ شیخ محمد اکرام: رودکوثر، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۶ء، ص۔ ۳۰۴—۳۰۶

۳۷۔ محمد غوثی: گلزارابرار (اردو)، ص۔ ۳۰۰

Marfat.com

(۵-۶) ضمائر و بصائر:- ان رسائل میں شاہ محمد غوث نے علم تصوف کے موضوع، مبادی مسائل اور مقاصد کا ذکر کیا ہے، اور اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے ہیں - ۳۸

(۷) کلید مخازن:- مبدؤ معاد کے متعلق یہ بڑا عجیب و غریب رسالہ ہے، اس میں علوی و سفلی اشیاء کی حقیقتیں، توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول بتائے گئے ہیں، اور ارباب فنا و بقا کے لئے عینی اور علمی موجودات کی شناخت، کشف و معائنہ کے ذریعہ ظاہر کی گئی ہے- ۳۹

مولانا محمد غوثی نے لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث کے خلیفہ، بزرگ شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی نے کلید مخازن پر عمدہ حاشیہ لکھا ہے، اور تعلیقات لگائی ہیں- ۴۰

مولانا محمد غوثی نے یہ بھی لکھا ہے کہ (احمدآباد گجرات) میں یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آ گئی، موصوف بڑے صاحب معرفت اور ذی علم تھے، جب انہوں نے یہ رسالہ صفحہ بصفحہ مطالعہ فرمایا اور رسالہ کے مغز اور ما فیہا کا لطف اٹھایا تو غوث الاولیا، کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا، جس میں تحریر تھا:-

> ”حکمت و ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریاں و سترسی ذہن کے سبب سے بہ‌آسانی حل نہیں ہوتی تھیں، اس مشکل‌کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئیں“ ۴۱

۳۸- محمد غوثی : گل زارابرار (اردو)، ص- ۳۲۹
۳۹- ایضاً، ص- ۳۰۰
۴۰- ایضاً، ص- ۲۸۸
۴۱- ایضاً، ص- ۳۰۰

Marfat.com

مندرجہ بالا تصانیف کے علاوہ مناقب غوثیہ کے تکملہ نگار نے ان کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے :۔

"جواہر سبعہ، رسالہ صغیر، شرح نور نامہ، رفیع الدرجات، سبیل المستحقین و المجذوبین، حسن الاخلاق" ۴۲

(۸) کنزالوحدہ :۔ مولانا محمد غوثی نے لکھا ہے کہ یہ شیخ محمد غوث گوالیاری کی آخری تصنیف ہے، اس کتاب کے ضمن میں توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا بیان ہے، موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث کے خلیفہ بزرگ شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی نے کنزالوحدہ پر عمدہ حاشیہ لکھا ہے اور تعلیقات لگائی ہیں (۴۳)

مولانا محمد غوثی نے گل زارابرار میں کنزالوحدۃ سے توحید کشفی اور ایمان حقیقی کے بیان میں جو اقتباس نقل کیا ہے وہ شیخ بدیع الدین جیلانی کی شرح سے مقتبس معلوم ہوتا ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے :۔

"قیل اقسام الایمان عند اہل الذوق خمسۃ :۔ تکلیفی، اعم من الکل و یشتمل کل فرد من نوع الانسان مومناً کان او کافراً، و الثانی :۔ تقلیدی عام، یعم کل مومن مقلداً کان او محققاً، و الثالث :۔ استدلالی خاص، یختص بہ العلماء من المومنین، و الرابع :۔ حقیقی، اخص منہ و یتصف بہ الاولیاء منہم، و الخامس :۔ عینی ذاتی، صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیہ و جالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقۃ، ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ، و بعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ ۔"

۴۲۔ فضل اللہ شطاری : مناقب غوثیہ، تکملہ از سید ظہیرالحق، مطبوعہ، آگرہ، ۱۹۳۳ء، ص - ۵۰

۴۳۔ محمد غوثی : گل زارابرار (اردو) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص - ۲۸۸

Marfat.com

"فاعلم ان صاحب هذه المنزلة الجامعة كان فی كل قرن علی بسیط الارض واحداً، ففی القرون التی صرفت عنا، كان سلطان المحققین و برهان العارفین الشیخ محمدالمخاطب بالغوث العطاری نسباً و الشطاری مشرباً قدس الله اسرارهم، ثم كان رئیس المحدثین الشیخ محمد ابن ابی‌الحسن البكرسی الشافعی المصری قدس الله روحهما وافاض علینا بركات انفاسهما، وفی قرن‌الذی كنافیه هو عین‌الزمان، مسیح‌العاشقین الشیخ عیسیٰ ابن قاسم مد الله ظلال ارشاده علی رؤس المشتاقین الی جمال هذه الولایة المذكورة والی صاحبها علیه‌التحیة و السلام، و علی تابعیه بالكشف فی ادراک عالم الجمع و الفرق علی حكم‌القرقان المجید المحفوظ المحیط بماله و علیه" ۴۴

گل زارابرار:- بعض تذکرہ نگاروں نے گل زارابرار کو بھی شاہ محمد غوث گوالیاری کی طرف منسوب کردیا ہے، چناں چہ نظامی بدایونی نے قاموس المشاہیر میں لکھا ہے:-

"آپ کی تصانیف سے گل زارابرار اور جواہرالخمسہ ہیں، اول الذکر میں صوفیائے کرام کے حالات درج ہیں" ۴۵

ولیم بیل نے بھی یہی ستم ظریفی کی ہے، اس نے لکھا ہے:-

"آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان تصانیف میں جواہرالخمسہ اور دوسری گل زارابرار ہے، موخرالذکر میں ہندوستان کے تمام مشائخ

۴۴- محمد غوثی: گل زارابرار (اردو) ص- ۲-۳۰۱

۴۵- نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایون، ۱۹۲۶ء، ج- ۲، ص- ۱۹۸

Marfat.com

صوفیاء کے حالات زندگی، جائے مدفن اور بہت سی دوسری باتیں درج ہیں'' ۳۶

مگر فی‌الحقیقت گل‌زارابرار مولانا محمد غوثی* کی تالیف ہے، شیخ اویس کے حالات کے ذیل میں گل‌زارابرار پر بھی ضمنی طور پر روشنی ڈال دی گئی ہے، شاہ محمد غوث کا وصال ۹۷۰ھ میں ہوا اور گل‌زارابرار کا سنہ تکمیل و تالیف ۱۰۲۲ھ ہے، اور زمانہ تالیف ۱۰۰۳ھ تا ۱۰۲۲ھ، ظاہر ہے کہ یہ کتاب شاہ محمد غوث گوالیاری کی تصنیف نہیں ہوسکتی، محمد غوثی نے گل‌زارابرار کے سال اتمام پر یہ قطعہ لکھا ہے:-

بے حجابانہ خلوتے دارند — چوں بزرگاں دریں چہار چمن
خلوتے بے حجاب گشت ازاں — سال اتمام ایں حدیقہ دیں (۳۷)

۱۰۳۶–۱۴=۱۰۲۲ھ

---

* آپ شیخ حسن بن موسی احمدآبادی (م-۹۷۳ھ) کے فرزند ہیں، آپ کی ولادت مانڈو میں شب جمعہ ۱۱ رجب‌المرجب ۹۶۲ھ میں ہوئی، (محمد غوثی گلزارابرار، ص- ۶۱۰) پروفیسر خلیق احمد نظامی نےسنہ ولادت ۹۶۳ھ لکھا ہے، مگر خود محمد غوثی نے۹۶۲ھ لکھا ہے، نظامی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے:- ''محمد غوثی، حضرت سید محمد غوث گوالیاری شطاری سے بیعت تھے'' (حیات شیخ عبدالحق، مطبوعہ دہلی، ص- ۲۰۸) یہ بیان صحیح نہیں، کیوں‌کہ خود محمد غوثی لے لکھا ہے کہ ان کو تاج العرفاء شیخ سراج الدین خاں خلیفہ پیر صدرالذاکرین سے شرف بیعت حاصل تھا (گل‌زارابرار، ص- ۶۱)

۳۶- T. W. Beale: *Oriental Biographical Dictionary, Calcatta, 1881, p. 198.*

۳۷- محمد غوثی: گل‌زارابرار (اردو) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص- ۶۳۲

Marfat.com

حصہ چہارم

خلفاء کبار

Marfat.com

خلفاء و مریدین

اہل دل کی عظمت کو پرکھنا ہو تو دیکھئے کہ اس کی عظیم شخصیت اور اس کی ہمہ گیر سیرت نے کتنے دلوں کو گرمئی محبت سے گرمایا اور نور عشق سے جگمگایا۔ دلوں کو زندہ کرنا، اہل دل کا خاص اعجاز ہے۔ اس نظر سے جب شاہ محمد غوث علیہ‌الرحمہ کو دیکھتے ہیں تو کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شمع جل رہی ہے اور پروانے ہیں کہ ہر طرف سے جوق در جوق چلے آرہے ہیں، کس بلا کی کشش ہے، کس غضب کی جاذبیت ہے۔

ملا عبدالقادر بدایونی (م-۱۰۰۴ھ) نے شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (م-۹۹۷ھ) کی شاہ محمد غوث علیہ‌الرحمہ سے عقیدت و ارادت کو موصوف کے کمالات روحانی میں شمار کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:-

> ''و بسیارے از مشائخ نامی بزرگ دیگر در ملک دهلی، و گجرات، و بنگاله، از عطف دامن او برخاسته، و آثار کمال او هنوز در هند باقی مانده'' [۱]

شاہ فضل اللہ شطاری نے لکھا ہے کہ کوہ چنار میں ریاضت و مجاہدے کے زمانے سے ہی بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:-

> ''اور اس ریاضت کے زمانے میں اکثر خلفا، و مرید طالب و خادم، نعمت سے مستفید و بہرہ مند ہوئے۔ مثلاً شیخ جمال محبوب اللہ، و خواجہ معین الدین خراباتی، و شیخ ناصر قتال، و شیخ نور طبقاتی، و شیخ نعمت اللہ صوفی، و شیخ قاضی شطاری، و شیخ احمد دانا،

۱- عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج-۳، ص-۴

Marfat.com

و شیخ احمد سیاہ، خواجہ عالم حاجی، و شیخ جلال عبدالقاہر، و شیخ فرید سوختہ، و شیخ مبارک مجذوب، و شیخ ماہ عاشق، و شیخ عطاؑ اللہ گنج نشین، و شیخ داؤد موحد، و شیخ حسن صاحب دعوت، اور ان کے علاوہ بےشمار مرید ہوئے جنکی تعداد حد سے زیادہ ہے، جس کا پایان و حساب نہیں'' ۲

جب شاہ محمد غوث، گوالیار میں مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو یہاں بیشمار حضرات مستفیض ہوئے۔ شاہ فضل اللہ شطاری لکھتے ہیں :-

''نیز اکثر خلفاؑ و خدماؑ صاحب نعمت و مستسعد دولت، اس جگہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ چنانچہ شیخ سیف الدین سیف اللہ، شیخ ارزانی عرف شاہ یداللہ، و شیخ جیا اہل اللہ، و شیخ ابوالخیر خراسانی، وسید فتوح ماوراؑالنہری، و شیخ ناظر فیاض، و شیخ تاج الدین، و غوث نارنولی، و سید مبارک صوفی، و سید احمد عاشق، و شیخ سعداللہ اور ان کے مثل بسیار خلق عالم صورت سے عالم معنی کو پہونچی ہے اور فائدہ پایا ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا کہ اس راہ میں قدم رکھا ہو اور کوئی دم سوائے حق کے رہا ہو۔'' ۳

راقم کے پاس گیارھویں صدی ہجری کا ایک مخطوطہ (موسوم بہ تکمیل الایمان) ہے۔ اس میں شاہ محمد غوث گوالیاری کے مریدین اور خلفاؑ کی ایک مفصل فہرست ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کا حلقۂ ارادت و بیعت کتنا وسیع تھا۔ اس فہرست میں ان حضرات کے اسماؑ گرامی ہیں :-

---

۲۔ فضل اللہ شطاری : مناقب غوثیہ (اردو) مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۳ء، ص۔ ۲۳

۳۔ ایضاً، ص ۔ ۳۳

”شیخ جمال کوھی، شیخ ناصر قتال، شیخ قاضاً ثانی شطاری، شیخ احمد غازی پوری، شیخ عطا اللہ طاقی، شیخ ضیا اللہ میرٹھی، شیخ نصراللہ لکھنوی، شیخ عبداللہ عشقی، شیخ مجد دالدین عاشق اللہ، شیخ عبدالکریم مشھدی، شیخ عبداللہ بغدادی، شیخ جلال الدین موحد، شیخ عبدالقادر ثانی، شیخ محمد یوسف چڑیاکوٹی، سید سلطان بہڑائچی، سید نظیرالدین بھٹی، شیخ عبدالکریم بھکری، خواجہ عبدالشہید سمرقندی، شیخ عبدالفتح قطب، شیخ غلام ابراھیم، شیخ بہاؤالدین جونپوری، شیخ عبداللہ قندھاری، شیخ جمال ھانسوی، شیخ محمد عاشق دھلوی، شیخ بہاؤالدین ذکریا، شیخ عبدالسلام، شیخ بدرالدین شیخ عبدالرزاق، شیخ محمد جلال تھانیسری، سید محمد، شیخ محمد فاضل، شیخ حسن مکی، شیخ ابوبکر عبداللہ، سید عمر عبداللہ، شیخ محمد اسحاق، شیخ حسین ناگوری، شیخ عبدالملک، ملا احمد بیجاپوری، شیخ شہاب الدین، سید عبدالجلیل گجراتی، شیخ اکبر شامی، شیخ احمد شہاب الدین، شیخ صدرالدین ذاکر، سید محمد، (از فرزندان سید محمد گیسودراز)، مخدوم احمد غواص، شیخ عبدالرسول، شیخ عبدالرحمان، قاضی صدرالدین لاھوری، سید منصور، شیخ عزیزالدین (از فرزندان شیخ شہاب الدین سہروردی)، شیخ مجیب الدین برھنہ سر (از فرزندان خواجہ بہاؤالدین نقشبند)، شیخ سراج الدین (از فرزندان شیخ عبدالقادر گیلانی)، شیخ نجیب الدین عربی، شیخ عبداللہ عرب، شیخ ابوسعید عرب، شیخ رحمت اللہ عرب، شیخ مسعود عرب، شیخ محمود اعظم عرب، شیخ انعام اللہ عرب، شیخ محمد فاضل عرب، شیخ محمد فضیل عرب، شیخ محمد داؤد عرب، شیخ محمد اسماعیل عرب، حافظ محمد شریف عرب، شیخ معروف حاجی ابراھیم محدث، شیخ ابوالحسن لاھوری، سید عبدالقادر، خواجہ عبدالشہید (از فرزندان خواجہ عبداللہ احرار)، شیخ کمال

صاحب جمال، سید احمد، سید حسن دانشمند قنوجی، خواجہ حسن ترکمانی، میاں تان سین، شیخ عبداللہ بھکہ، شیخ علاؤالدین عرشی، مجذوب سید محمد مقیم بیابانی، مجذوب محمد منور، مجذوب سید میر، مجذوب مخاطب مست الست شاہ گوہر، مجذوب شاہ میر علی، مجذوب شاہ فرخ، مجذوب شاہ دھوت، مجذوب شاہ فرحت، مجذوب شاہ قمر، مجذوب شاہ میراں، مجذوب شاہ لطیف، مجذوب شیخ عبدالمجید، شیخ اللہ داد، شیخ عبدالغفور جنگلی، شیخ محمد قاسم شیخ محمد دائم، شیخ محمد اشرف شرقی، شیخ نورالحق والدین، سید محمد علی ذوقی، سید محمد ملتانی، سید جمیل الدین اصفہانی، شیخ سعیدالدین کابلی، شیخ عثمان اکبرآبادی، شیخ محمد اکبر، شیخ محمد اصغر، شیخ محب اللہ، شیخ محی الدین، شیخ عزیزالدین، سید دوست علی، خواجہ لطف اللہ، خواجہ فہیم اللہ، سید محمد امین، سید بقاءاللہ، مولوی محمد صادق، شیخ سعداللہ بردوانی، شیخ محمد اعظم، سید محمد سالار، شیخ منیرالدین محب خاص، خواجہ شمس الحق تارک دنیا، شیخ عبدالودود، شیخ عبدالوحید، شیخ محمد ہاشم عباسی، شیخ محمد مکارم صدیقی، شیخ محمد فاروق فاروقی، شیخ معین الدین، شیخ انعام اللہ، سید حیدری، شیخ منعم قندھاری، سید محمد شاہد غوثی، شیخ محمد زاہد، شیخ ابوالغیاث، شیخ حفیظ اللہ، شیخ مراد اللہ، شیخ فتح اللہ، میر شاہ علی، سید کرم علی، سید محمد حیدر، خواجہ محمد خلیل، خواجہ احسن اللہ، سید محمد روشن، حافظ محمد ماہ، خواجہ محمد حافظ، خواجہ فخرالدین کپلی، سید محمد، سید محمد شاہ، سید یار محمد، سید احمد، سید محمد منیر، شیخ خواجہ عالم، شیخ قطب عالم، شیخ مخدوم عالم، شیخ واسع، شیخ شکراللہ، خواجہ محمد سعید کشمیری، شیخ عبدالنبی، شیخ اللہ یار، شیخ وجیہ الدین ناگپوری، شیخ منگل، شیخ مصحح اللہ، شیخ فقیر محمد،

Marfat.com

شیخ محمد مرید، شیخ قدرت مقصودآبادی، شیخ محمد شفیع، شیخ الہ بخش، سید مصطفےٰ، سید مرتضیٰ، سید اشرف علی، سید امداد حسین، سید حسن بخش سورتی، شیخ امان اللہ، شیخ پیر محمد، شیخ فرہاد، میرکلن، میر امیر بیجاپوری، میر میراں بیرنگی، شیخ محمد ہمت، شیخ چھنگا، شیخ دان اللہ، سید ببر علی ملتانی، سید شیخا، شیخ محمد جنید حیدر، میر محمد بادشاہ، شاہ مظفر علی، شاہ غضنفر علی، سید محمد باقر مغربی، سید محمد طاہر سردار الاولیا، سید محمد طاہر مطہر، شیخ شودھا، سید شاہباز پرداز، سید نیاز حیدر حیدری، سید آفتاب، سید ماہتاب، شیخ محمد گلبرگی، سید محمد سبحان گلبرگی، سید ظہورالدین، شیخ ظہور اللہ، خواجہ محمد حامد، خواجہ محمد حمید، شیخ ابوالخیر، شیخ نظر محمد، شیخ عین اللہ، شیخ حتو، شیخ بدوح، شیخ بندو، شیخ گھورن، سید محمد مہدی، سید مست علی، شیخ لشکر محمد عارف باللہ برہانپوری، شیخ وجیہ الدین حسینی الحسنی گجراتی، شیخ عبداللہ گنج بخش گڈمکھ تیسری، سید محمد عطا عرف حاجی حاضری محمد آبادی، سید محمد کاظم عرف سید بہار نروری، شیخ سراج الدین عبداللہ صوفی، شیخ عبداللہ گنج بخش عرف شیخ اللہ بخش گڈمکھ تیسری، شمس الدین زندہ دل، شیخ جیا شادی خان، شیخ مبارک عاشق دانشمند گوالیاری، شیخ دوست محمد سہرندی۔"

اس تفصیل کے بعد صاحب مخطوطہ لکھتے ہیں :۔

"این دو صد و بست بزرگ در مشرب شطار خاندان عشقیہ آتش خوارہ مرید حضرت غوث الاسلام محبوب اللہ شدند" ۴

۴۔ تکمیل الایمان (قلمی)، ص۔ ۴ تا ۱۰

Marfat.com

مناقب غوثیہ کے تکملہ نگار نے بھی شاہ محمد غوث کے خلفا٫ و مریدین کی ایک طویل فہرست دی ہے (۵) سید امام الدین احمد نے بھی چند ممتاز خلفا٫ کا ذکر کیا ہے، انہوں نے لکھا ہے:-

''دکن و گجرات میں آپ کے تشریف لانے سے بڑے بڑے علما٫ نے فیض پایا ہے، چنانچہ آج تک دکن و خاندیس آپ کے فیض سے مملو ہے، خلفا٫ آپ کے بہت ہیں، چنانچہ شیخ لشکر محمد عارف باللہ برہانپوری، شیخ وجیہ الدین گجراتی، شیخ صدرالدین ذاکر، شیخ ولی محمد، شیخ ودوداللہ شطاری، شیخ میاں ابراھیم سرھندی، میاں تان سین، سید کالے شطاری، شاہ منجھن، شیخ ماکو وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔'' ٦

الغرض شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ کے خلفا٫ و مریدین ہند و پاک اور عرب و عجم میں پھیلے ہوئے تھے، ان کے حالات کے لئے ایک علیحدہ تذکرے کی ضرورت ہے، یہاں صرف چند خلفا٫ کے اجمالی حالات بیان کئے جاتے ہیں:-

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

شیخ وجیہ الدین کے حالات زندگی خود ان کے معاصرین، عبدالباقی نہاوندی، مولانا محمد غوثی اور ملا عبدالقادر بدایونی نے بیان کئے ہیں۔

مولانا محمد غوثی لکھتے ہیں:-

''آپ شیخ نصراللہ کے بیٹے تھے۔ مولد اور مرقد، دونوں احمدآباد (گجرات) میں ہیں۔ آپ دونوں جہاں کے قطب، دونوں جہان کے

۵۔ محمد ظہیرالحق : تکملہ مناقب غوثیہ، ٦٧ تا ٧٠

٦۔ امام الدین : تاریخ الاولیا٫، مطبوعہ بمبئی، ص۔ ۴ ۔ ۳٦۳

Marfat.com

حقائق کے مرکز، حصولی اور حضوری علم کے مالک، اکتسابی اور وھبی علم کے خداوند، کتابی منقوش اشیا کے رموزدان، اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تھے۔ کہتے ھیں کہ آپ نے علمی صورت سے نکل کر ھجری ۹۰۲ نوسو دو میں عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوے سے منور فرمایا اور ولادت کے بعد پانچویں سال کے آغاز سے اخیر تینتیس ۳۳ سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل میں مشغول رھے یہاں تک کہ ساٹھ علم سے زیادہ ھی زیادہ آپ کو حاصل ھوگئے۔ جب حجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخری سفر ھوا تو تاریخ انتیسویں ۲۹ صفر تھی اور ھجری ۹۹۷ نوسو ستانوے تھا۔ اس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے میں مشغول رھے اور اللہ تعالی جل شانہ کی بخششیں آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رھیں۔ اس باسٹھ سال کی مدت میں آپ کے فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگوں نے آپ کی شاگردی سے خلعت استادی پایا اور بلند ھمت صوفیوں نے آپ کی دل نشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔" ے

ملا عبدالباقی نہاوندی بھی شیخ وجیہالدین سے فیض یاب تھے۔ موصوف نے "ماثر رحیمی" شیخ موصوف کی حیات میں تالیف کی تھی۔ اس میں لکھتے ھیں :-

"میاں وجیہالدین فاضلے دانشمند و عالمے خردمند است و شاگرد بیواسطہ عماد طارمی بود کہ از جملہ شاگرداں و تلامذہ علامہ زماں وو حید دوراں مولانا جلال الدین دوانی است کہ از غایت شہرت احتیاج بتعریف و توصیف نہ دارد۔ و اکثرے از ملایان

ے۔ محمد غوثی : گل زارابرار (اردو)، مطبوعہ ۱۳۲٦ھ ص۔ ۲۰۵

Marfat.com

متبحر هندوستان شاگرد میاں موسی الیه اند۔ و بجامعیت او درمیان فضلائے ایں عصر کسے بہم نمی رسد۔ ودر مجاهده نفس و ترک لذات دنیاوی نیز سعی بکمال کرده۔ تزکیه نفسے فی الجمله اورا بہم رسیده بود۔ و احوال خیرمال میاں مذکور از غایت شهرت و نهایت عالمگیری از تفصیل آں باز دارد۔" ۸

ملا عبدالقادر بدایونی بھی شیخ وجیه‌الدین کے زمانے میں، موجود تھے۔ شیخ موصوف کے انتقال کے بعد، ان کے حالات میں لکھتے ہیں :-

"........یه علوی نسب سے تعلق رکھتے تھے لیکن اپنے نسب کو انہوں نے مسافر ہونے کی وجه سے شہرت نه دی۔ اپنے زمانے کے بڑے عابد و متقی عالم تھے۔ شریعت کی نہایت پابندی کرتے تھے۔ گوشه نشینی ان کا شعار تھا۔ ہمیشه دینی علوم کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ تمام عقلی اور نقلی علوم پر قدرت و عبور حاصل تھا۔ چناں چه "صرف ہوائی" سے لے کر "قانون" "شفا" "شرح مفتاح" اور "عضدی" جیسی کتابوں سے شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہوگی جس پر انہوں شرح یا حاشیه نه لکھا ہو۔ ایک مخلوق ان کے علمی افاده سے فیض اٹھاتی رہی۔" ۹

آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"ارادت کا تعلق تو کسی اور سے تھا لیکن شیخ محمد غوث سے تربیت و ارشاد حاصل کیا تھا۔ اور آداب طریقت میں ان کے

۸- عبدالباقی نہاوندی : ماثر رحیمی، مطبوعه کلکته، ۱۹۲۴ء، ص- ۱۸-۱۷

۹- عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ (اردو)، مطبوعه لاہور، ۱۹۶۳ء، ص- ۰۸۴

Marfat.com

پیرو تھے۔ انھی کے پاس سلوک کی تکمیل کی تھی۔ صوفیانہ مشرب سے بڑا ذوق اور مناسبت تھی۔" ۱۰

مولانا عالم گل بہاری کے تذکرے کے حوالے سے مولانا محمد غوثی نے شیخ وجیہ‌الدین کا یہ واقعہ نقل کیا ھے جو ۹۸۳ھ میں پیش آیا تھا۔

شیخ وجیہ‌الدین نے مولانا عالم گل بہاری سے فرمایا :-

"جن مقدمات پر الہی حقائق کا دریافت اور کشف موقوف ھے ان مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل میں بھی اس وقت پیدا ہوا تھا کہ جب درس و تدریس میں مشغول تھا۔ ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شئے میں سو سو نکتے اور نیرنگیاں ھیں، حضرت غوث‌الرحمان کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ یہ صورت مجھکو حضرت غوث الرحمان کی شرف پا بوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی اور بہت تھوڑے عرصہ میں ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ میرا اسلام تانبے کی طرح، کندن سونا بن گیا۔ رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت میں چہل قدمی کرنا نصیب ہوا۔ اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہوگیا اور پا لیا جو کچھ پاس تھا پھر وہ نہ ملا۔ بیت

انچہ حق بہر بندگان آراست
آرزو آں چناں ندارند خواست (۱۱)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے بھی لکھا ھے :-

۱۰- ایضاً، ص- ۵۸۴

۱۱- محمد غوثی : گل زارابرار (اردو)، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص- ۳۰۶

"انتساب و اعتقاد وے در تصوف به شیخ محمد غوث بود اگرچه مرید جائے دیگر بود" ۱۲

اور اس "انتساب" اور "اعتقاد" پر شیخ وجیه‌الدین کو ناز تھا، ملفوظات میں لکھا ھے:-

"می فرمودند که قبل از ملاقات شیخ، هیچ خبر از خدا نداشتم، مرا که به خدا رسانید شیخ محمد غوث بود رضی الله عنه۔" ۱۳

مولوی عبدالحق مرحوم نے مقصودالمراد کے حوالے سے لکھا ھے:-

"مقصودالمراد (ملفوظات سید هاشم علوی) میں خود شاہ ھاشم (شیخ وجیه‌الدین کے بھتیجے) کی زبانی یه لکھا ھے که شاہ وجیه الدین کی تربیت حضرت شاہ محمد غوث نے فرمائی۔ اور علم حقائق سکھایا اور باوجودیکه انھوں نے بائیس ۲۲ سال کی عمر میں ایک سو بیس ۱۲۰ علم تحصیل کئے لیکن خود شاہ صاحب (شاہ وجیه‌الدین) فرماتے تھے که اگر میں شیخ سے ملاقات نه کرتا تو میں مسلمان نه ھوتا۔ اور پھر فرمایا که جو معرفت الله تمام عمر میں حاصل نه ھوئی تھی وہ ایک شب میں حاصل ھوگئی۔" ۱۴

شیخ وجیه‌الدین کے ملفوظات میں لکھا ھے:-

"دیگر فرمودند "وقتے به خواب دیدم پیر دستگیر شاہ قاضن را

۱۲۔ عبدالحق محدث: اخبارالاخیار، مطبوعه دھلی، ۱۳۳۲ھ، ص۔ ۱۶۳۔

۱۳۔ ملفوظات شاہ وجیه‌الدین علوی گجراتی، فارسی قلمی (قبل ۱۰۹۸ھ)، اسلامیه کالج لائبریری، پشاور

۱۴۔ ڈاکٹر عبدالحق مرحوم: "اردو کی نشوو نما میں صوفیائے کرام کا کام" مطبوعه کراچی، ۱۹۵۳ء، ص ۳۵

Marfat.com

که زیر درخت آسوده اند۔ فقیر نیز آں جا حاضر شدم۔ " فرمودند که کیستی ؟۔" گفتم۔ "فلاں کس مرید شما" فرمودند که شمارا به این درجه که رسانید؟" گفتم که "شیخ محمد غوث" فرمودند "بلے، شیخ محمد غوث این چنیں مرد یست۔" ۱۵

اس واقعه سے شیخ محمد غوث کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے:۔

"ولبس الخرقة من الشیخ قاضن قدس سره، ولما ورد الشیخ محمد غوث الکوالیاری، صاحب الجواهرالخمسة بگجرات، تلاشی الشیخ وجیه‌الدین فی جماله و سلک الی منتهی الطریقة فی ظلاله و متع الطلبه بجلائل الا فادات، و ملأ شرق العالم و غربه من لوا مع البرکات" ۱۶

(ترجمه) "جب شیخ محمد غوث گوالیاری صاحب جواهر خمسه گجرات میں وارد ہوئے تو شیخ وجیه‌الدین ان کے جمال میں گم ہوگئے، اور انھیں کے زیر سایه طریقت کی انتہا تک پہنچے، طلبه ان کے افادات عالیه سے مستفید ہوئے اور مشرق و مغرب کو اپنے انوار برکات سے معمور کردیا۔"

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے ماثرالکرام میں بھی شیخ وجیه‌الدین کا ذکر کیا ہے۔ (۱۷) مولانا عبدالحئی لکھنوی نے اپنی تالیف "الثقافت الاسلامیه فی الهند" میں شیخ موصوف کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱۸) اور یاد ایام میں لکھا ہے:۔

۱۵۔ شاه وجیه‌الدین علوی: ملفوظات (قلمی)، پشاور

۱۶۔ غلام علی آزاد بلگرامی: سبحة‌المرجان فی آثار هندوستان (۱۱۷۷ھ)، ص۔ ۴۹

۱۷۔ غلام علی آزاد بلگرامی: ماثرالکرام، مطبوعه آگره، ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء، ص۔ ۱۹۶

۱۸۔ عبدالحئی الحسنی: الثقافت‌الاسلامیه فی الهند، مطبوعه دمشق، ۱۹۵۸ء/۱۳۷۷ھ، ص۔ ۱۸۶

Marfat.com

"علامہ وجیہ‌الدین بن نصراللہ علوی، گجرات کے ان برگزیدۂ علماء میں ہیں، جن کے احسان سے اہل ہند کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے، یہ علامہ عمادالدین محمد طارمی کے شاگرد تھے، تقریباً بیس برس کے سن سے انہوں نے تدریس شروع کی اور سرسٹھ سال تک احمدآباد میں معقول و منقول کے پڑھانے میں اپنی اوقات بسر کی اور شرح جامی سے لے کر تفسیر بیضاوی تک تئیس کتابوں کے حواشی و شروح لکھے، انہیں کی زندگی میں احمدآباد سے لاہور تک ان کے شاگرد پھیل کر علمی خدمتوں میں مصروف ہوگئے تھے، اور استاذ الاساتذہ کا منصب جلیل اپنی زندگی میں ان کو حاصل ہو گیا تھا۔" ۱۹

الغرض شیخ وجیہ‌الدین علوی اپنے عہد کے اجلہ علماء و صوفیاء میں سے تھے۔ شاہ محمد غوث سے ایسے عالم کی عقیدت و محبت یقیناً شاہ محمد غوث کی برگزیدگی اور علو مرتبت پر دال ہے، اسی لئے جہانگیر بادشاہ نے لکھا ہے:-

"شیخ وجیہ‌الدین، شیخ محمد غوث کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے۔" ۲۰

(T. W. Beale) ٹی۔ ڈبلیو۔ بیل نے لکھا ہے:-

"He was the Murshid or master of Shaikh Wajih-Uddin Alw of Gujrat" ۲۱

آئین اکبری میں ابوالفضل نے بھی شیخ وجیہ‌الدین کا ذکر کیا ہے۔ (۲۲)

۱۹- عبدالحئی لکھنوی: یاد ایام، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۱۹ء ۱۳۳۷ھ ص- ۶۵-۶۶
۲۰- نورالدین جہانگیر: تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء، ص- ۵۰
۲۱- T. W. Beale: *Oriental Biographical Dictionary, Calcutta, 1881.*
۲۲- ابوالفضل: آئین اکبری، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۳۸ء، ج- ۱، ص- ۳۸۸

Marfat.com

حامد بن فضل اللہ (المعروف بہ جمالی) نے محمد ھمایون بادشاہ کے عہد میں اولیاء اللہ کے حالات میں ایک تذکرہ موسوم بہ سیرالعارفین لکھا تھا، موصوف نے اس کو اپنے شیخ طریقت شاہ سماءالدین دھلوی (متوفی ۹۱۱ھ) کے حالات تجہیز و تکفین پر ختم کیا ھے، اس کتاب میں انہوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی کا ذکر کیا ھے، اور لکھا ھے:-

"حضرت شیخ وجیہ‌الدین احمد کہ قطب زمانہ خود بود، الان مقبرہ او در گجرات است" ۲۳

پھر لکھا ھے:-

"حضرت شیخ وجیہ‌الدین احمد مرید حضرت بابا اسحاق مغربی بودہ است" ۲۴

بعض تذکرہ نگاروں نے موصوف کو شیخ وجیہ الدین علوی خلیفہ شاہ محمد غوث علیہ الرحمہ سمجھ لیا۔ حالاں کہ یہ ان سے بہت پہلے گزرے ھیں۔ کیوں کہ صاحب سیرالعارفین نے لکھا ھے کہ جب ان کے شیخ ۶۰ سال کی عمر میں شیخ وجیہ‌الدین سے ملے تو موصوف کی عمر ۱۲۳ سال تھی۔ شیخ سماءالدین بقول صاحب سیرالعارفین ۹۱۱ھ میں فوت ھوئے۔ بقول مولانا غلام علی آزاد بلگرامی شیخ وجیہ‌الدین خلیفہ شاہ محمد غوث کی ولادت ۹۱۱ھ میں جانپانیر میں ھوئی۔ (۲۵) ظاھر ھے موصوف وہ شیخ وجیہ‌الدین نہیں جن کی زیارت شیخ سماءالدین دھلوی نے کی تھی۔

۲۳- حامد بن فضل اللہ جمالی: سیرالعارفین، مطبوعہ مطبع رضوی، دھلی، ۱۳۱۱ھ، ص۱۷۹
۲۴- ایضاً ص- ۱۸۰
۲۵- غلام علی آزاد بلگرامی: ماثرالکرام، مطبوعہ آگرہ، ۱۹۱۰ع/۱۳۲۸ھ، ص- ۱۹۶

Marfat.com

تصانیف | شیخ وجیہ الدین کثیرالتصانیف بزرگ تھے۔ کتابوں کے بکثرت شروح و حواشی لکھے ھیں۔ ڈاکٹر زبید احمد نے مندرجہ ذیل چند تصانیف کے نام لکھے ھین :-

۱۔ حاشیہ علی تفسیرالبیضاوی
۲۔ شرح نخبۃالفکر
۳۔ حاشیہ علی شرح الوقایہ
۴۔ حاشیہ علی التلویح
۵۔ حاشیہ علی اصول البزودی
۶۔ الحقیقۃ المحمدیۃ
۷۔ حاشیہ علی الشرح العضدی علی المختصر لابن حاجب
۸۔ الحاشیہ علی التجوید
۹۔ الحاشیہ علی شرح العقائد للتفتازانی
۱۰۔ الحاشیہ علی الحاشیۃ القدیمۃ
۱۱۔ حاشیہ علی شرح الچغمنی
۱۲۔ حاشیہ علی شرح الجامی
۱۳۔ شرح ارشاد النحو
۱۴۔ حاشیہ علی المطول
۱۵۔ حاشیہ علی مختصرالمعانی (۲۶)

مولانا محمد غوثی نے بھی مندرجہ ذیل حواشی و شروح کا ذکر کیا ھے :-

۱۔ حاشیہ فوائد ضیائیہ
۲۔ شرح ارشاد قاضی
۳۔ شرح ابیات منہل وما مینی
۴۔ حاشیہ شرح تجرید
۵۔ حاشیہ قطبی
۶۔ شرح شمسیہ
۷۔ حاشیہ شرح کلمۃالعین
۸۔ شرح جام جہاں نما
۹۔ شرح کلید مخزن من تصنیف غوث الاولیاء۔ (۲۷)

۲۶۔ Dr. Zubaid Ahmad : *The Contribution of India to Arabic Literature, Allahabad, 1945, p. 409.*

۲۷۔ محمد غوثی : گلزارابرار (اردو) مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص ۔ ۳۰۹

Marfat.com

وفات

مولانا محمد غوثی نے لکھا ہے کہ شیخ وجیہ الدین نے ۲۹ صفر ۹۹۷ھ میں احمدآباد (گجرات) میں وفات پائی۔ (۲۸) ملا عبدالقادر بدایونی نے سنہ وفات ۹۹۸ھ لکھا ہے۔ (۲۹) مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے بھی ۲۹ صفر ۹۹۸ھ لکھا ہے۔ (۳۰) اور یہی سنہ ڈاکٹر عبدالحق مرحوم اور حکیم شمس اللہ قادری (۳۲) نے بھی تحریر کیا ہے۔ مگر موخرالذکر نے تاریخ ۱۹ صفر لکھی ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے ''وجیہ الدین'' (۳۳) سے سنہ وفات نکالا ہے اور مولانا رحمان علی نے جنت الفردوس نزلا (۳۴) سے مگر ان دونوں مادوں سے سنہ وفات نہیں نکلتا۔ غالباً مترجمین سے کہیں سہو ہوگیا ہے۔ چونکہ اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے اور شیخ وجیہ الدین کا وصال صفرالمظفر میں ہوا اس لئے عین ممکن ہے کہ مولانا محمد غوثی کو اس تبدیلی کا خیال نہ رہا ہو، اس لئے اغلب یہی ہے کہ ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

شیخ لشکر محمد عارف

آپ کا شمار بھی شیخ محمد غوث کے اجلہ خلفاء میں ہے۔ آپ ملک راجن ابن ملک پیر ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید تھے۔ مضافات گجرات میں قصبہ ملاسہ میں دسویں صدی ہجری کے آغاز میں

۲۸۔ ایضاً، ص۔ ۴۰۵

۲۹۔ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (اردو) ج۔ ۳، ص۔ ۵۸۵

۳۰۔ غلام علی آزاد بلگرامی: سبحتہ المرجان، ص۔ ۵۴

۳۱۔ عبدالحق: اردو کی نشو و نما الخ، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۳ء، ص۔ ۳۷

۳۲۔ شمس اللہ قادری: اردوئے قدیم، مطبوعہ لکھنو، ۱۹۲۵ء، ص۔ ۲۴

۳۳۔ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ، جلد سوم (اردو)، ص۔ ۵۸۵

۳۴۔ مولانا رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند (اردو)، مطبوعہ، ۱۹۶۱ء کراچی، ص۔ ۵۴۰

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ والدہ نے تیرہ روز بعد اور والد نےچھ برس بعد وصال فرمایا۔ پرورش دادا نے کی اور ابتداً من شعور میں قاضی محمود بیرپوری کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔

سولہ برس کی عمر میں رہنمائے حقیقی کی تلاش میں نکل پڑے طلب صادق تھی اس لئے بحرالمعارف شیخ قطب جہانیاں ذاکر نہر والہ کی خدمت میں رسائی ہوگئی۔ شیخ موصوف نے دو سال تک روحانی تربیت کی۔

۹۵۱ھ میں احمدآباد (گجرات) میں شیخ محمد غوث گوالیاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ جب شیخ موصوف نے گوالیار کی طرف مراجعت فرمائی تو آپ نے همراہ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر شیخ نے فرمایا :-

> "عارف! ہم تم کو اپنی جگہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اس صوبے میں چھوڑتے ہیں" چناں چہ بتعمیل حکم مرشد کم و بیش تیس سال تک احمدآباد میں رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر ہجری ۹۸۲ھ میں برہان پور (خاندیس) کی طرف ارادہ کر کے روانہ ہوگئے۔" ۳۵

۹۹۳ھ تک رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ اور ۲ شوال سنہ مذکور میں رحلت فرمائی۔ آپ کے نام سے ہی آپ کا سنہ وفات (۹۹۳ھ) نکلتا ہے۔

لشکر محمد عارف کی ایک صاحب زادی بڑی فاضلہ تھیں۔ درس دیا کرتی تھیں۔ عبدالرحیم خان خاناں اور اس کے بیٹے داراب خاں نے لشکر محمد عارف کے جلیل القدر خلیفہ شیخ عیسی جنداللہ سے درخواست کی کہ ہم بوبو راستی علیہا الرحمہ (دختر مذکور) کے درس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں چناں چہ :-

---

۳۵۔ محمد غوثی : گل زارابرار (اردو)، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ، ص - ۲-۳۶۱

Marfat.com

''آپ نے قبول فرمایا اور بہلیوں پر سوار ہوکر معہ خان خانان وغیرہ راستی پور پہنچے۔ حضرت موصوف لمعات و نزھۃالارواح اور اسی پایہ کی اعلیٰ کتب تصوف بطرز شائستہ و دل نشیں پڑھانے میں شہرت رکھتی تھیں، درس جاری تھا۔ یہ لوگ کافی عرصہ تک اس روز کے درس سے مستفید ہوئے۔ واپسی میں مسیح الاولیاء (شیخ عیسی)، داراب خاں کی سواری کے رتھ پر اپنی خانقاہ میں تشریف لائے۔'' ۳۶

شیخ عیسیٰ جنداللہ

مسیح الاولیاء شیخ عیسی جنداللہ ابن شیخ قاسم سندھی قدس اللہ سرہ العزیز (م۔ ۱۰۳۱ھ)، شیخ لشکر محمد عارف کے اجلہ خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے اسلاف کا وطن قصبہ پاتری (سندھ) تھا۔ ہمایوں کی لشکر کشی سے جب سندھ میں اختلال و بدنظمی پیدا ہوئی تو آپ کے والد ماجد شیخ قاسم اور عم محترم شیخ محدث ۹۵۰ھ میں ترک وطن کر کے احمدآباد تشریف لے گئے۔ (۳۷) بقول اعجازالحق قدوسی:۔

''شیخ قاسم اور ان کے بڑے بھائی شیخ طاہر محمد محدث اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے احمدآباد تشریف لائے اور انہوں نے اسی زمانے میں حضرت محمد غوث گوالیاری سے بیعت ہوکر چودہ خانوادوں میں خلافت حاصل کی پھر آپ اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے خاندان کے ساتھ برار تشریف لائے۔'' ۳۸

۳۶- مطیع اللہ راشد برھان پوری: تذکرہ اولیاء سندھ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص۔ ۱ – ۵۲

۳۷- شیخ اسماعیل فرحی: کشف الحقائق (قلمی) بحوالہ راشد برھان پوری، ص۔ ۳۱

۳۸- اعجازالحق قدوسی: تذکرہ صوفیاء سندھ، مطبوعہ کراچی، ص۔ ۱۰۶

Marfat.com

شیخ عیسیٰ جنداللہ کی ولادت ایلچپور (برار) میں ہ ذی‌الحجہ ۹۶۲ھ میں ہوئی (۳۹) ۔سقوط سلطنت برار کے بعد شیخ طاہر محدث مع شیخ عیسیٰ برہان پور تشریف لائے۔ والی خاندیس شاہ فاروقی نے محلات اور نقد و جنس پیش کی۔ سندھی مہاجرین بھی آپ کے قریب ہی آباد ہوگئے۔ یہ آبادی آج تک سندھی پورہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ عیسیٰ جنداللہ، شیخ یوسف بنگالی اور شیخ طاہر محدث سے علوم عقلیہ اور نقلیہ میں فارغ ہوکر عم محترم کے مشورہ پر خدا طلبی کی راہ میں جادہ پیما ہوئے۔ غالباً ۹۸۲ھ میں گوالیار تشریف لائے اور حضرت شیخ محمد غوث کے روضہ پر حاضر ہوکر روحانی لذتیں حاصل کیں۔ (۴۰) گوالیار سے اکبرآباد آئے پھر یہاں سے حکیم عثمان بوبکانی کے حلقہ درس سے مستفید ہونے کے لئے برہان پور تشریف لے گئے۔ مگر آتش شوق اس حلقۂ درس میں بھی نہ بجھی۔ انہیں دنوں بازار میں شیخ لشکر محمد عارف کی نگاہ ان پر پڑ گئی۔ آپ نے شیخ عیسیٰ سے فرمایا:۔
"تم تو ہمارے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟" (۴۱)

اس ارشاد پر شیخ عیسیٰ حاضر ہوئے اور ایک دو صحبتوں میں تزکیہ نفس حاصل کیا اور خود مسیح القلوب بن گئے۔ محمد قاسم فرشتہ فرط ارادت سے لکھتا ہے:۔

"دو عیسیٰ است فرخندہ در نسل آدم
یکے ابن قاسم، یکے ابن مریم" ۴۲

۳۹۔ عیسیٰ جنداللہ: عین المعالی (قلمی)
۴۰۔ مطیع اللہ راشد برہان پوری: تذکرۂ اولیاء سندھ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص۔ ۳۴
۴۱۔ ایضاً، ص۔ ۳۵
۴۲۔ محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی: تاریخ فرشتہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن

شیخ محمد عیسیٰ کو تعلیم سے بڑا شغف تھا چناں چہ ملا اسماعیل سے قرآن مجید پڑھا۔ شیخ طاہر محدث سے فقہ و حدیث میں تکمیل کی۔ شیخ مبارک سندھی سے اصول فقہ و علم کلام میں سند فضیلت حاصل کی۔ شیخ عثمان بوبکانی سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کیا۔ شیخ فتح اللہ شیرازی سے ریاضی و عروض سیکھا۔ شیخ ابراہیم قاری سے تجوید و قرأت سیکھی اور شیخ لشکر محمد عارف سے علم لدنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ ہمیشہ ذکر کرامات سے گریز فرماتے تھے۔ اور اپنے شیخ طریقت لشکر محمد عارف کے بارے میں فرماتے :-

''لوگ حضرت شیخ لشکر عارف باللہ کی مجلس میں اولیاءاللہ کی کرامتوں کا ذکر کرتے تو آپ پسند نہ کرتے تھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ مقربان خدا کی اس فضیلت کو باور نہیں فرماتے؟..... ...فرمایا۔ ''اولیاء کی کرامت کا کیوں منکر ہونے لگا۔ لیکن لوگ کرامت ہی کو اولیاءاللہ کا کمال سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے اور یہی مجھے پسند نہیں کیوں کہ کرامت تو ان کے روحانی قرب و فضیلت کے مقابلے میں ادنیٰ ترین درجہ ہے پھر ادنیٰ چیز کو اعلیٰ مدارج پر فوقیت دینا ایک طرح سے ان بزرگان کرام کی توہین ہے۔'' ۴۳

شیخ عیسیٰ اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم تھے۔ علماء آپ کے درس سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ ان تصانیف سے آپ کے تبحر علمی کا پتا چلتا ہے :-

۱۔ روضۃالحسینی (۹۸۹ھ)
۲۔ عین المعانی (۹۹۷ھ)
۳۔ انوارالاسرار (تفسیر قرآن حکیم)
۴۔ رسالہ حواس پنج گانہ

۴۳۔ راشد برہان پوری : تذکرہ اولیاء سندھ، ص۔ ۹-۴۸

Marfat.com

۵- حاشیه بر اشارہ غریبه کتاب انسان کامل

۶- شرح قصیدہ بردہ (فارسی)

۷- رسالہ قبلۃالمذاهب اربعه

۸- حاشیه بر شرح ضیائیه

۹- فتح محمدی در علوم ما یتعلق به التفسیر

۱۰- تتمیم شرح مائۃ عامل

۱۱- رسالہ عقود

۱۲- ترجمه اسرارالوحی

۱۳- رسالہ وحدت‌الوجود

۱۴- رسالہ در بیان تعینات و حقیقت محمدیه

شیخ عیسیٰ جنداللہ کا وصال ۱۰۳۱ھ میں ہوا۔ (۴۴) موصوف کے تفصیلی حالات گل زارابرار (ص- ۵۰۸ تا ۵۳۷) میں مطالعہ کئے جائیں۔

شیخ علی شیر بنگالی

آپ بھی شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلفاء میں ہیں۔ آپ تمام علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ سے فارغ تھے۔ نورالہدیٰ ابوالکرامات کی نسل سے تھے۔ جو شیخ جلال‌الدین مجرد کے اجلہ خلفاء میں سے تھے۔ شیخ علی شیر بنگالی، شاہ محمد غوث سے بیعت و عقیدت رکھتے تھے۔ شرح نزہۃالارواح میں خود لکھا ہے کہ جب جوان ہوا تو حق پرستی اور خدا شناسی کے درد نے دل کو گدگدایا، طلب و شوق میں گھر سے نکل پڑا۔ ہر ایک شناسائے درد سے اپنا درد کہتا مگر مداوانہ پاتا بالآخر:-

''ایک رات قصبہ اودھ میں امی اندیشہ کے اندر غنودگی پیدا ہوئی اور اس حالت میں غوث‌الاولیاء قدس اللہ سرہ کی مثالی صورت مشاہدہ کی۔ اس مشاہدے نے مجھ کو فریفتہ کردیا۔ اب ان

۴۴- محمد غوثی: گل زارابرار (اردو)، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ

آرزؤں کا ھجوم ہوا کہ بیداری میں دولت ملازمت حاصل کی جاوے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ غوث‌الاولیاء آسودگان دھلی کی زیارت کے واسطے تشریف لائے ھیں یہ سنکر بے تامل شہر دھلی کی طرف روانہ ھوا۔ جب موضع کیلوکھری میں پہنچا تو عالم بیداری مین وھی صورت نظر آئی جو میں عالم مثال میں دیکھ چکا تھا۔ جب مدارج بیعت طے ھوئے تو مل گیا جس کی تلاش تھی اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے چند سال آپ کے خدمت گذاروں میں کھڑے ھوکر بہت کچھ فیض حاصل کیا۔'' ۴۵

شیخ علی شیر بنگالی کا انتقال ۹۷۰ھ کےکچھ بعد احمدآباد میں ھوا۔ خوابگاہ وھیں ھے۔

شیخ صدرالدین ذاکر

مولانا محمد غوثی نے آپ کے حالات میں لکھا ھے کہ۔

''آپ شیخ شمس کے بیٹے ھیں، اور نام محمد ھے۔ زادبوم جانپانیر اور خوابگاہ بردورہ (بڑودہ) ھے۔ آپ کے آبائے کرام سوداگری کے ذریعہ گزر اوقات کرتے تھے۔ پچیس سال کی عمر میں ترک اور تجرید کی توفیق ھوئی۔ ۹۵۲ھ میں قطب‌الاقطاب غوث‌الاولیاء کی خدمت میں پہنچ کر مرید ھوئے........جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار معاودت فرمائی تو آپ ھمراہ گئے۔ اور وھاں پر جواھرخمسہ کو تمام و کمال عمل میں لائے۔ بعدہ خلافت

۴۵۔ ایضاً، ص۔ ۳۰۹

Marfat.com

کا خرقه اور تمام مشہور سلسلوں کا اجازت نامه حاصل کر کے اپنے وطن میں رہنے کی اجازت لی، هجری ۹۸۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا" ۳۶

شیخ شمس الدین شیرازی

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا۔ شیراز کے رہنے والے تھے۔ فرمار و ایان فارس کی نسل سے تھے۔ جب حکومت بنی اعمام کے ہاتھ آئی تو آپ کے ساتھ انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ چار و ناچار والدہ کے مشورے سے ترک وطن کیا۔ والدہ نے دو نصیحتیں فرمائی تھیں:-

"۱— اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور غوث ہو۔"

"۲— جب تک زندہ رہو واپس آنے کی کوشش نہ کرنا۔"

چناں چه آپ لباس قلندرانه پہن کر عراق و عرب کی طرف روانہ ہوگئے۔ شہر شہر مرشد کامل کو تلاش کیا۔ وہاں سے جزیرہ دیو آئے یہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو غوث الاولیاء کے مرید تھے۔ ان کی صحبت میں جذب کی کیفیت پیدا ہوئی۔

"اسی اثنا میں آپ کو اطلاع ملی که شیخ محمد غوث........ گوالیار سے هجرت فرماکر احمدآباد تشریف لے آئے ہیں۔........ چناں چه وہاں سے آپ احمدآباد پہنچے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ تہذیب و تکمیل کے بعد آپ کو باشندگان صوبه دکن کی رهنمائی کی اجازت ملی۔ مگر شیخ کی حیات میں آپ نے بیعت کرنے کی جرأت نه کی۔ وفات کے بعد شیخ عبدالغفور نامی جوان صالح کو بیعت کیا تھا۔"

۳۶۔ ایضاً، ص ۳۳۰

Marfat.com

مولانا محمد غوثی لکھتے ھیں کہ ایک سال بیچ کر کے شیخ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گوالیار آیا کرتے تھے۔ اور راستہ میں منڈو (مانڈو) میں ان کے محلہ میں قیام کرتے تھے۔ مولانائے موصوف علم تکسیر اور جفر میں شیخ شمس‌الدین کے شاگرد تھے۔

۹۸۶ھ سے گوالیار آنار ترک کر دیا تھا۔ ۹۹۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ (۳۷) شیخ عبدالغفور نے آپ کے بعد اس سلسلے کو چلایا۔

شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ھیں۔ اسم گرامی شیخ لاد ھے۔ ھمیشہ درویشانہ اور فقیرانہ بسر کی۔ آپ کے اسلاف کا سلسلہ نسب شیخ عبدالرحمان معنعن تک پہنچتا ھے۔ جو حضرت صدیق اکبر رضی‌اللہ عنہ کے پوتے ھیں۔

شیخ ودود اللہ سلسلہ شطاریہ میں شیخ محمد غوث سے بیعت تھے۔ کم و بیش بارہ سال اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں رہ‌کر شطاری مشرب کے اشغال و اذکار کا طریقہ اور اس کی دعوت کی سند لی۔ اور ان کو عمل میں بھی لائے۔

غوث‌الاولیا نے جب گوالیار سے ھجرت فرمائی تو آپ بھی چلے آئے۔ اور چند سال قصبہ آشٹہ میں گوشہ نشیں رھے، ۹۷۳ھ میں ترک مکونت کر کے مالوہ سے خاندیس میں قصبہ جامود میں اقامت گزیں ھوئے۔

شیخ عیسیٰ جنداللہ نے بھی آپ کی زیارت کی تھی۔ چناں چہ تحریر فرماتے ھیں :-

> ”ایک دفعہ مجھ‌کو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف کے ھمرکاب جامود کے میدان میں جانے کا اتفاق ھوا

۳۷- ایضاً، ص- ۵۰۳

Marfat.com

تھا۔ وہاں شیخ ودوداللہ کی ملازمت بھی میسر ہوئی تھی۔ ہم نے ایک نورانی پیر دیکھا جس کی پیشانی سے ولایت و کرامت کے انوار دیکھنے والوں کی نظر کے سامنے عیاں تھے۔" ۳۸

آپ نے ۹۹۳ھ میں وفات پائی اور جامود (خاندیس) ہی میں مدفون ہوئے۔

شاہ منجھن

عبداللہ ابن قاضی خیرالدین کے فرزند رشید اور نجیب الطرفین تھے۔ آپ کے جدامجد خلاصۃالعلماء قاضی تاج الدین نحوی تھے اور نانا زبدۃالسادات قاضی سماءالدین دہلوی تھے۔ جو فتوی نویسی کے منصب عالی پر سرفراز تھے اور تتاغ خانی کے خطاب سے مشہور تھے۔

شاہ منجھن کے شیخ طریقت تاج العرفا شیخ تاج الدین بخاری ہیں۔ موصوف جب ہندوستان تشریف لائے تو غوث الاولیاء کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ اور شطاریہ سلسلے میں خرقہ خلافت و اجازت حاصل کیا۔

شیخ تاج الدین نے شاہ منجھن کو غوث الاولیاء کی خدمت میں رہنے کی ہدایت و سفارش کی تھی۔ چناں چہ شاہ منجھن نے غوث الاولیاء سے جواہرخمسہ پڑھی اور اس کو عمل میں لائے۔ غوث الاولیاء نے ازراہ کرم وہ خرقہ عطا فرمایا جو کوہستان چنار کے زمانہ ریاضت میں زیب تن فرماتے تھے۔ اس خرقہ کے متعلق مولانا محمد غوثی لکھتے ہیں:-

"ہجری ۱۰۱۴ میں آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھوں راقم نے بھی اس خرقہ کی زیارت کی تھی۔" ۳۹

۳۸۔ ایضاً، ص۔ ۳۸۶

۳۹۔ ایضاً، ص۔ ۳۷۲

Marfat.com

شاہ منجھن، شیخ احمدی کے ہم درس تھے۔ تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس دیتے تھے۔ حدود شرعیہ کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔ پوری زندگی درس و تدریس، و مطالعہ و مراقبہ میں گذری، جس سال شیرخان سوری نے قلعہ رائےسین فتح کر کے اسلام آباد نام رکھا تھا اس سال آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اس قلعہ میں تشریف لائے۔ اور ایک زمانہ تک اس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کے منصب پر فائز رہے۔ جب قلعہ مذکور پر ہنود کا قبضہ ہوا تو آپ وہاں سے ترک سکونت کر کے سارنگ پور (مالوہ) چلے آئے۔ اور یہاں مکان بنا لیا ان اطراف میں شاہ منجھن جیسا متبحر عالم موجود نہ تھا۔ بقول مولانا محمد غوثی :-

''آپ کے گرامی قدم کی برکت سے سارنگ پور شہر شیراز کی طرح دارالعلوم بن گیا اور بہت سے اہل کمال آدمیوں کے واسطے وہاں کی داناگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی۔'' ۵۰

شاہ منجھن آخر میں آشٹہ میں گوشہ نشیں ہوگئے۔ یہ قصبہ سارنگ پور سے دومنزل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہیں ماہ ربیع الاول ۱۰۰۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ۵۱

مولانا محمد غوثی بھی شاہ منجھن کی زیارت سے مستفیض ہوئے تھے۔ گل زارابرار میں اس طرح ذکر کیا ہے :-

''جب ہجری ۹۸۶ میں مالک اقلیم، اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر میں فراہم کئے گئے۔ اس مجمعے میں راقم کو شاہ منجھن کی

۵۰۔ ایضاً، ص۔ ۳۷۲

۵۱۔ ایضاً، ص۔ ۳۷۳

Marfat.com

خدمت میں حاضری کا موقع ملا تھا۔ دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تھا۔" ۵۲

شیخ عبدالحئی جیوہ

شاہ محمد غوث کے اجلہ خلفا میں ہیں۔ متوکلانہ زندگی بسر کی۔ تسلیم و رضا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شان بےنیازی یہاں تک تھی کہ ایک دن (بقول شیخ داؤد شطاری) حضرت شاہ محمد غوث نے کچھ غلہ آپ کے ہاں بھیجا، آپ نے لینے سے انکار کر دیا، دوبارہ بھیجا گیا، پھر انکار کر دیا، تیسری بار بھیجا تو ساتھ ہی یہ تہدیدی پیغام بھی آیا:۔

"دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دوں گا!" ۵۳

مگر شیخ جیوہ نے، اپنے شیخ طریقت کو کیا متوکلانہ جواب دیا ہے، فرمایا:۔

"پیر کی رہنمائی کی بدولت رد کے خوف کا اور قبول کی امید کا نقش، خاطر درویش سے بالکل دھو دیا گیا ہے۔ یہ تہدیدی پیغام بھی نقش برآب ہے۔" ۵۴

شاہ محمد غوث کے پاس جب یہ جواب پہنچا تو آپ خود شیخ جیوہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے اور بغلگیر ہوکر ارشاد فرمایا:۔

"عبدالحئی! استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان آج تمہارے نامی نام اور دستخط سے مکمل ہوگیا۔ اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا علم، طریقت کی معرکہ آرائی میں نصب کرو اور

۵۲- ایضاً، ص- ۳۷۳
۵۳- ایضاً، ص- ۳۰۳
۵۴- ایضاً، ص- ۳۰۴

Marfat.com

فاستقم کما امرت کا تاج افعال کے سر پر اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو۔" ۵۵

گوالیار میں شیخ جیوہ کے دربار میں لوگوں کا اژدھام لگا رہتا تھا، اس سے وہ بہت تنگ دل تھے۔ اس لئے مجبوراً ترک وطن کر کے دھلی آئے۔ یہاں بھی وھی ھجوم رھنے لگا ناچار پانی پت روانہ ہوئے وھاں بھی یہی بھیڑ بھاڑ رہی آخرکار دریائے جمنا کے کنارے قصبہ بدولی میں گوشہ نشین ہوگئے اور غالباً یہیں وفات پائی۔

المختصر شاہ محمد غوث کے خلفاء اور مریدین ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ گوالیار میں موصوف کے فرزند شیخ عبداللہ (م۔ ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء) مسند نشین ہوئے۔ شیخ مبارک اور شیخ بدیع الزمان سمرقندی بھی یہیں تھے۔ موصوف نے شاہ محمد غوث کی تصانیف "کلید مخازن" اور "کنزالوحدہ" پر حواشی لکھے اور تعلیقات لگائیں۔ اکبرآباد میں شاہ محمد غوث کے دوسرے فرزند شیخ نورالدین ضیاءاللہ (م۔ ۱۰۰۶ھ/۱۵۹۲ء) مسند نشین تھے۔ شیخ عبداللہ صوفی بھی یہیں تھے۔ برہان پور (خاندیس) میں شیخ اکمل الدین برہان، شیخ لشکر محمد عارف (م۔ ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء) اور سراج محمد بنیانی سلسلے کی اشاعت فرما رہے تھے۔ بڑودہ میں شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر (م۔ ۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء) اور شیخ حبیب شطاری فیض رساں تھے۔ احمدآباد میں شاہ محمد غوث کے دو صاحب زادگان شیخ اویس اور شیخ اسماعیل رونق افروز تھے۔ اعاظم خلفاء میں شیخ وجیہ الدین علوی اور شیخ علی شیر بنگالی مستفیض فرمارہے تھے۔ سنبھل میں شیخ محمد عاشق، اجمیر میں مولانا عبدالفتاح ناگوری، سرھند میں شیخ محمد جمالی، کالپی میں شیخ جلال واصل، بدولی میں شیخ جیوہ عبدالحئی، بیجاپور میں شیخ شمس الدین شیرازی، اجین (مالوہ) شیخ احمد متوکل اور شیخ عالم، سارنگ پور

۵۵۔ ایضاً، ص۔ ۳۰۵-۶

Marfat.com

میں شیخ منجھن، غرض سارے اطراف واکناف میں خلفاء پھیلے ہوئے تھےاور سلسلہ شطاریہ کی اشاعت پورے آب و تاب کے ساتھ ہو رہی تھی۔ شاہ وجیہ الدین (م- ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) کے خلیفہ شیخ صبغت اللہ بروجی (م- ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء) نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور اس سلسلہ کو حجاز میں پھیلایا۔

★

Marfat.com

ضمیمہ

(شجرات)

شجرۂ نسب | شیخ محمد غوث بن سید ظہیرالدین ثانی بن سید عبداللطیف بن سید معین‌الدین قتال بن سید خطیرالدین آتشی بن سید بایزید پارسا بن سید فریدالدین عطار نیشاپوری بن سید ابواسماعیل ثانی بن احمد صادق ثانی بن سید نجم‌الدین بن سید تقی‌الدین بن سید نورالدین بن سید ابابکر بن سید عبداللہ بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن سید امام باقر بن امام زین‌العابدین بن امام حسین بن امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب۔

شاہ محمد غوث علیہ‌الرحمہ کے اخلاف کا تفصیلی شجرہ تو نہ مل سکا البتہ موصوف کے بڑے صاحب زادے شاہ عبداللہ (م- ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء) کی اس ایک شاخ کا شجرہ جس میں درگاہ غوث الاولیاء کا منصب سجادگی منتقل ہوتا چلا آیا ہے سید خطیرالدین صاحب نے عنایت فرمایا ہے جو موصوف کی اولاد میں ہیں۔ یہ شجرہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:-

شاہ محمد غوث

|

شیخ عبداللہ

|

شیخ وجیہ‌الدین محمد

|

(آگے ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

- شیخ سید محمد
  - شیخ دوست محمد
    - شیخ جمال‌الدین محمد (١)
      - شیخ محمد عبداللہ (١)
      - شیخ علی اسد اللہ (٢)
    - شیخ رکن‌الدین محمد (٢)
      - شیخ غیاث‌الدین محمد، (١)
        - شاہ وجیہ‌الدین محمد (١)
          - شاہ سلطان بخش (١)
            - شاہ کام بخش عرف بخشو (١)
          - شاہ حمیدالدین (٣)
            - سید غیاث‌الدین شاہ (١)
            - سید وجیہ‌الدین شاہ (٢)
              - شاہ لطیف محمد (١)
              - شاہ فتح محمد (٢)
            - سید خورشیدالدین شاہ (٣)
              - شاہ شرف‌الدین (١)
                - شاہ تجمل حسین (١)
                  - شاہ لظیر حسین (١)
                    - سید غیاث‌الدین شاہ (١)
                      - سید وجیہ‌الدین (١) (کراچی میں مقیم ہیں)
                    - سید خطیرالدین شاہ (٢) (ٹھٹھہ میں مقیم ہیں)
                      - سید محمد راشد (١)
                      - سید محمد طاہر (٢)
              - شاہ محی‌الدین (٢)
                - شاہ مجیب‌الدین (١)
                  - بدرالنساء (١)
                    - سید مجیب‌الدین شاہ (١)
              - سید نظام‌الدین شاہ (٣)
                - سید الہام‌الدین شاہ (١)
                  - شاہ سید حسین (١)
                    - سید علی حسین شاہ (١) (موجودہ سجادہ نشین) (گوالیار میں مقیم ہیں)
                  - شاہ مظہر حسین (٢)
            - سید غفورالدین شاہ (۴)
              - سید عبداللہ شاہ (٢)
                - سید الہام‌الدین شاہ (١)
            - سید نجم‌الدین شاہ (٥)
              - سید صدرالدین شاہ (٢)
            - سید رکن‌الدین شاہ (٦)
              - بی بی امۃ الجمیل (١)
          - شاہ غوث بخش (٣)
        - شاہ نجم‌الدین محمد (٢)
        - شاہ حسین‌الدین محمد (٣)
      - شیخ رفیع‌الدین محمد، (٢)
        - بی بی بتول‌النساء (١)
      - شیخ دلاور علی شاہ (٣)

Marfat.com

شاہ محمد غوث علیہ‌الرحمہ نے اوراد غوثیہ (۹۳۹/۱۵۳۲) میں مختلف سلاسل کے شجرہ ہائے خلافت تحریر کئے ہیں، یہاں خاص خاص سلسلوں کے شجرے نقل کئے جاتے ہیں:-

شجرۂ خلافت طریقۂ شطاریہ

شیخ محمد غوث عن ظہور حاجی حضور عن شاہ ابوالفتح ہدایت‌اللہ عن شیخ قاضن عن شیخ عبداللہ عن شیخ محمد عارف عن شیخ محمد عاشق عن شیخ خداقلی ما وراءالنہری عن شیخ ابوالحسن خرقانی عن ابوالمظفر مولانا ترک طوسی عن شیخ خواجہ اعز عشقی عن خواجہ محمد مغربی عن بایزید بسطامی عن امام جعفر صادق عن امام محمد باقر عن امام زین‌العابدین عن امام حسین عن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ‌الکریم عن رسالت پناہی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ خلافت طریقۂ چشتیہ

شیخ محمد غوث عن شیخ ظہور حاجی حضور عن شیخ ابوالفتح ہدایت‌اللہ سرمست عن شیخ قاضن عن شیخ محمد ابن غیاث عن شیخ معین‌الاسلام عن شیخ حسام‌الدین عن شیخ نور قطب العالم عن شیخ علاءالحق عن شیخ سراج‌الدین عثمان عن شیخ نظام‌الدین اولیاء عن شیخ فریدالدین شکرگنج عن خواجہ قطب‌الدین عن خواجہ معین‌الدین چشتی عن خواجہ عثمان ہارونی عن خواجہ حاجی شریف زندانی عن حضرت مودود چشتی عن خواجہ یوسف چشتی عن خواجہ محمد چشتی عن خواجہ احمد قطب‌الدین چشتی عن خواجہ ابواسحاق چشتی عن خواجہ ممشاد ابواسحاق عن خواجہ ہبیرۃالبصری عن خواجہ حذیفہ مرعشی عن سلطان ابراہیم ادہم عن خواجہ فضیل عیاض عن خواجہ عبدالواحد ابن زید عن خواجہ حسن بصری عن حضرت امام علی ابن ابی طالب عن رسالت پناہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی‌اللہ علیہ وسلم۔

شجرهٔ خلافت طریقهٔ سهروردیه

شیخ محمد غوث عن شیخ ظهور حاجی حصور عن ابوالفتح هدایت‌الله سرمست عن شیخ قاضن عن شیخ رکن الدین عن شیخ تاج‌الدین عن مخدوم جهانیان سید جلال بخاری عن شیخ رکن الدین ابوالفتح بهاءالدین عن شیخ صدرالدین ابوالفضل بهاءالدین عن شیخ ابوالبرکات بهاءالدین ذکریا عن شیخ‌الشیوخ شیخ شهاب‌الدین سهروردی عن شیخ ضیاءالدین ابو نجیب عن خواجه وجیه‌الدین ابو حفص عن شیخ محمد المعروف بعمویه عن شیخ احمد اسود عن شیخ ممشاد علوی عن خواجه جنید بغدادی عن خواجه سری سقطی عن معروف کرخی عن خواجه حبیب عجمی عن خواجه حسن بصری عن حضرت امام علی ابن ابی طالب عن رسالت پناهی حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم۔

شجرهٔ خلافت طریقهٔ قادریه

شیخ محمد غوث عن شیخ ظهور حاجی حصور عن شیخ ابوالفتح هدایت‌الله سرمست عن شیخ قاضن عن شیخ عبدالوهاب عن شیخ عبدالرؤف عن شیخ محمود عن شیخ عبدالغفار صدیقی عن شیخ محمد عن شیخ علی حسینی عن شیخ جعفر احمد حسینی عن شیخ ابراهیم حسینی عن شیخ عبدالله حسینی عن شیخ عبدالرزاق عن غوث‌الاسلام سید محی‌الدین عبدالقادر جیلانی عن غوث الاسلام ابو سعید بن مبارک مخزومی عن شیخ ابوالحسن علی القریشی عن شیخ یوسف بن یوسف طرطوسی عن شیخ احمد عبدالعزیز الیمنی عن ابوالقاسم عباس احمد یمنی عن شیخ ابوبکر عبدالله شبلی عن خواجه جنید بغدادی عن خواجه سری سقطی عن خواجه معروف کرخی عن امام علی موسی‌الرضا عن حضرت موسی کاظم عن امام جعفر صادق عن امام محمد باقر عن امام زین‌العابدین عن امام حسین عن امیرالمومنین علی مرتضی عن رسالت پناه حضرت محمد مصطفی صلی‌الله علیه و سلم۔

Marfat.com

شجرہٴ خلافت طریقہٴ فردوسیہ

شیخ محمد غوث عن شیخ ظہور حاجی حضور عن ابوالفتح ہدایت‌اللہ سرمست عن شیخ کریم‌الدین عن شیخ جمال‌الدین عن شیخ محمد علا عن حضرت علا بدایونی عن شیخ شرف‌الدین یحیی منیری عن شیخ نجیب‌الدین فردوسی عن شیخ رکن‌الدین عن شیخ بدرالدین سمرقندی عن خواجہ سیف‌الدین باخرزی عن خواجہ نجم‌الدین کبری عن شیخ ضیاءالدین ابو نجیب عن شیخ وجیہ‌الدین ابو حفص عن شیخ محمد بن عبداللہ‌المعروف بعمویہ عن شیخ احمد اسود عن خواجہ ممشاد علوی عن خواجہ جنید بغدادی عن شیخ سری سقطی عن خواجہ معروف‌کرخی عن امام علی موسی رضا عن امام موسی کاظم عن امام جعفر صادق عن امام محمد باقر عن امام زین‌العابدین عن امام حسین عن حضرت امام علی ابن ابی طالب عن حضرت رسالت پناہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرہٴ خلافت طریقہٴ اویسیہ

شیخ محمد غوث عن شیخ ظہور حاجی حضور عن شیخ علی شیرازی عن شیخ عبداللہ مصری عن حضرت خواجہ اویس قرنی عن حضرت رسالت پناہی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

★

Marfat.com

اشاریه

(رجال)

محمد، (صلی‌الله علیه و سلم) : ۸، ۹۹، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۵۹–۱۵۸

ا

اابکر، سید : ۱۵۵

ابراهیم، ادهم، سلطان : ۱۵۶

ابراهیم افغان : ۳۲

ابراهیم حسینی، شیخ : ۱۵۷

ابراهیم حاجی، محدث : ۱۲۹

ابراهیم، سلطان : ۱۰۶، ۱۰۷

ابراهیم، شیخ : ۱۱۳

ابراهیم قاری، شیخ : ۱۳۵

ابراهیم میان، شیخ : ۱۳۲

ابو اسحاق چشتی، خواجه : ۱۵۶

ابو اسحاق، خواجه : ۱۵۶

ابو اسمعیل ثانی : ۱۵۵

ابو الحسن، شیخ : ۱۲۹

ابو الحسن خرقانی، شیخ : ۱۵۶

ابو الخیر خراسالی، شیخ : ۱۲۸

ابو الخیر سرمست : ۱۷

ابو الخیر، شیخ : ۹۶

ابو الخیر، شیخ : ۱۳۱

ابو الخیر مبارک خضر : ۹۵

ابو الفتح، شاه : ۱۷

ابو الفضل، شیخ : ۵۵، ۷۵، ۸۵، ۸۹، ۹۰، ۱۳۸

ابو الغیاث، شیخ : ۱۳۰

ابو المظفر ترک طوسی، مولانا : ۱۵۶

ابو النبی، (امام‌الدین محمد عارف) : ۱۰۷

ابو سعید عرب، شیخ : ۱۲۹

ابو سعید، غوث‌الاسلام : ۱۵۷

ابو طاهر، شیخ : ۱۱۳

Marfat.com

ابی طالب : ۱۵٦-۱۵۸
احسن الله، خواجه : ۱۳۰
احمد : ۸
احمد اسود، شیخ : ۱۵٦
احمدالدین : ۱۹
احمد، خواجه : ۱۲
احمد، خواجه : ۳۲
احمد دانا، شیخ : ۱۲۷
احمد سید : ۳٦
احمد سیاه، شیخ : ۱۲۸
احمد سید عاشق : ۱۲۸
احمد سید : ۱۳۰
احمد سید : ۱۳۰
احمد شیخ دانا : ۳۷
احمد شناوی، شیخ : ۱۰٦، ۱۰۷، ۱۱۳
احمد شهاب‌الدین، شیخ : ۱۲۹
احمد صادق ثانی : ۱۵۵
احمد عبدالعزیز الیمنی : ۱۵۷
احمد غواص، مخدوم : ۱۲۹
احمد غازی پوری، شیخ : ۱۲۹
احمد قشاشی، شیخ : ۱۱۳
احمد کبیر، سید : ۳٦
احمد قطب‌الدین، خواجه : ۱۵٦
احمد متوکل، شیخ : ۱۵۳
احمد بیجاپوری، ملا : ۱۲۹
احمدی، شیخ : ۱۵۱
اخوند، مرزا : ۹۲
ارزالی، شیخ، (شاه یدالله) : ۱۲۸
اسپونر، (Spooner) : ۸۱
اسلام شاه : ۵۱
اسمعیل، سید (بن عبدالله) : ۱۵۵
اسمعیل سید : ۸۲، ۸۳، ۹٦، ۱۵۳
(بن محمد غوث)
اسمعیل، شیخ : ۲۸
اسمعیل فرحی : ۱۳۳
اسمعیل، ملا : ۱۳۵
اشرف علی، سید : ۱۳۱
آصف خان : ۹۲، ۹۳

Marfat.com

اعجازالحق قدوسی، مولانا : ۱۳۳

اعز عشقی، خواجه : ۱۵۶

آفتاب، سید : ۱۳۱

اکبر شامی، شیخ : ۱۲۹

اکمل الدین برہان، شیخ : ۱۵۳

اللہ بخش، شیخ : ۱۳۱

اللہ داد، شیخ : ۱۳۰

اللہ یار، شیخ : ۱۳۰

الہام الدین، (بن نجم الدین شاہ) : ۱۵۵-الف

الہام الدین شاہ، (بن غفور الدین) : ۱۵۵-الف

امان اللہ، شیخ : ۱۳۱

امام الدین احمد، سید، : ۱۳۲

امام الدین بن محمد عارف العثمانی : ۱۰۷

امام بخش : ۳۱

امۃ الجمیل، بی بی : ۱۵۵-الف

امداد حسین، سید : ۱۳۱

امیر شاہ میر شیرازی : ۹۵

انتظام اللہ شہابی، مفتی : ۵۹

انعام اللہ، شیخ : ۱۳۰

انعام اللہ، عرب : ۱۲۹

اوحد، سید : ۳۲

اویس، (بن محمد غوث) ۸۲، ۸۳، ۹۵، ۹۶، ۱۲۶، ۱۵۳

اویس قرنی، خواجہ : ۱۵۸

اہل اللہ : ۷

ایچ - ایم - ایلیٹ، (H.M. Elliot) : ۶۷

ب

بابا اسحاق مغربی، حضرت : ۱۳۹

باختر جنگ : ۵۸

باقر امام : ۱۵۶

بایزید بسطامی : ۱۳، ۱۵۶

بایزید پارسا : ۱، ۱۵۵

ببر علی، سید : ۱۳۱

بتول النساء، بی بی : ۱۵۵-الف

بدرالدین سمرقندی، شیخ : ۱۵۸

بدرالنساء : ۱۵۵-الف

بدوح، شیخ : ۱۳۱

بدہ، سید : ۳۶

بدیع‌الدین جیلانی، شیخ : ۲۳، ۱۲۳

بدیع‌الزماں سمرقندی، شیخ : ۱۵۳

برائنرڈ، (Broinered) : ۸۱

بروکلمن، (Brockelmann) : ۱۰۲

برہان لملک : ۱۰٦، ۱۰۷

بقاءاللہ، سید : ۱۳۰

بندگی احمد، خواجہ : ۳۱

بندو، شیخ : ۱۳۱

بو بو راستی : ۱۳۲

بہاری مل، راجہ : ۷۷

بہاءالدین، ابوالفتح : ۱۵٦

بہاءالدین، ابوالفضل : ۱۵۷

بہاءالدین جونپوری، شیخ : ۱۲۹

بہاءالدین زکریا : ۱۵٦

بہاءالدین زکریا، شیخ : ۱۲۹

بہلول، شیخ : ٦۸

بیرم خاں : ۵۵، ٦۸، ٦۹، ۷۱، ۱۲۰

بیربر، راجہ : ۷۵

پ

پیٹر ھارڈی، (Peter Hardy) : ۳۸

پھول، شیخ : ٦، ۹، ۱۵، ۱٦، ۱۸، ۳۷

پیر محمد، شیخ : ۱۳۱

ت

تاتار خاں : ۳۳-۳۵

تاج‌الدین بخاری، شیخ : ۱۵۰

تاج‌الدین، شیخ : ۱۲۸

تاج‌الدین، شیخ : ۱۵٦

تاج‌الدین قاضی لحوی : ۱۵۰

تاراچند ڈاکٹر : ۳۸

تان سین، میاں : ۷۵، ۱۳۰

ترلوچن داس : ۷۵

تجمل حسین، شاہ : ۱۵۵ الف

تقی‌الدین، سید : ۱۵۵

تھامس ولیم بیل،
(Thomas William Beale) : ۱،
۱٦، ۲، ۲۲، ۵٦، ۷۲، ۱۲۵، ۱۲٦، ۱۳۸

Marfat.com

تھیوڈر ڈی بیری، (*Theodre de Bary*) : ۱٦، ۳۸

ٹ

ٹوڈر مل، راجہ : ۷۸، ۷۹
ٹیپو سلطان : ۱۱، ۱۱۱
ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ، (*T.W. Arnold*) : ۳٦، ۳۷

ج

جامی، مولوی : ۹۳
جان سن، (*Johnson*) : ۱۱۱
جعفر احمد حسینی، شیخ : ۱۵۷
جعفر صادق، امام : ۱۵۵–۱۵۸
جلال‌الدین احمد : ۹۰
جلال‌الدین دوانی، مولانا : ۹۵، ۱۳۳
جلال‌الدین شیخ : ۱۲٦
جلال‌الدین عبدالقاہر، شیخ : ۱۲۸
جلال‌الدین محمد اکبر بادشاہ : ۲۰، ۲۱، ۳۰، ۳۱، ۳۷، ۵۲–۵۵، ٦۷–٦۹، ۷۱، ۷۳، ۷۵، ۷۷، ۷۸، ۸۰، ۸۳، ۸۵، ۸٦، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۷
جلال‌الدین موحد : ۱۲۹
جلال بخاری، سید (مخدوم جہانیاں) : ۱۵۷
جلال تھانیسری، شیخ : ۷۸، ۷۹
جلال خان : ۵۱
جلال واصل شیخ : ۱۵۳
جمال‌الدین، شیخ : ۱۵۸
جمال‌الدین محمد، شیخ : ۱۵۵ الف
جمال، شیخ (محبوب‌اللہ) : ۱۲۷
جمال کوہی، شیخ : ۱۲۹
جمال ہانسوی، شیخ : ۱۲۹
جمیل‌الدین، سید : ۱۳۰
جنید بغدادی، شیخ : ۱۵۷، ۱۵۸
جوہر آفتابچی : ۱۵، ۱٦
جہانگیر : ۷
جیا شادی خان، شیخ : ۱۳۰
جیا شیخ، (اہل‌اللہ) : ۱۲۸
جیمس ہسٹنگس، (*James Hastings*) : ۳۷

Marfat.com

چ

چهنگا، شیخ : ۱۳۱

ح

حاجی خلیفه : ۱۰۵
حامد بن فضل‌الله، (جمالی دهلوی) : ۱۳۲
حبیب، شیخ : ۱۵۳
حبیب عجمی، خواجه : ۱۵۷
حتو، شیخ : ۱۳۱
حذیفه مرعشی، خواجه : ۱۵۶
حسام‌الدین راشدی، پیر : ۵۷
حسام‌الدین، شیخ : ۱۵۶
حسن بصری، خواجه : ۱۵۶، ۱۵۷
حسن ترکمانی، خواجه : ۱۳۰
حسن دانشمند، سید : ۱۳۰
حسن بن موسی، شیخ : ۱۲۶
حسن صاحب دعوت، شیخ : ۱۲۸
حسن مکی، شیخ : ۱۲۹
حسین‌الدین محمد شاه : ۱۰۰-الف
حسین، امام : ۱۵۶-۱۵۸
حسین خواجه، ناگوری : ۲۸
حسین سید، شاه : ۱۰۰-الف
حسین شیخ سرمست : ۲۸
حسین ناگوری، شیخ : ۱۲۹
حفیظ الله، شیخ : ۱۳۰
حفیظه، بی بی : ۸۲
حمیدالدین حصور، شیخ : ۷-۱۰، ۱۳، ۱۵-۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۱۱۲، ۱۵۵-۱۵۸
حمیدالدین شاه : ۵۵-الف
حمیدالدین محمد، غوث : ۵۳
حیدری، سید : ۱۳۰

خ

خان جهان : ۵۴
خان خانان : ۳۷
خانون، خواجه : ۲۸، ۲۹-۳۲، ۳۴-۳۶
خدا بخش : ۱۱۲

Marfat.com

خدا بخش، قاضی : ۲۵

خداقلی ماوراءالنہری، شیخ : ۱۵۶

خطیرالدین، (بن بایزید): ۹، ۱۰۰، ۱۵۵

خطیرالدین، (بن لطیف): ۱، ۲، ۱۰۰، ۱۵۵

خطیرالدین، سید (بن نظیر حسین) : ۳۵، ۵۲، ۱۵۵، ۱۵۵-الف

خواجہ جہاں : ۹۶

خواجہ عالم، شیخ : ۱۳۰

خورشیدالدین، شاہ : ۱۵۵-الف

خلیق احمد نظامی، پروفیسر : ۱۲۶

د

دارا شکوہ : ۶۳

داراب خان : ۱۴۲، ۱۴۳

دان اللہ، شیخ : ۱۳۱

دانیال، شہزادہ : ۸۸

داؤد، شیخ : ۱۵۱

داؤد موحد، شیخ : ۱۲۸

در منگت : ۵۵

دوار کاناتھ شیوپوری : ۸۱

دوست علی، سید : ۱۳۰

دوست محمد، شیخ : ۱۳۱

دوست محمد، شیخ : ۱۵۵-الف

دلاور علی شاہ، شیخ : ۱۵۵ الف

دھرت شاہ مجذوب : ۱۳۰

ذ

ذکاءاللہ، مولوی : ۷۴

ر

رانا سانگا : ۴۵

رام چند، راجہ : ۷۵

رکن الدین، شاہ : ۱۵

رکن الدین شاہ، سید : ۱۵۵-الف

رکن الدین، شیخ : ۱۵۶، ۱۵۸

رکن الدین محمد، شیخ : ۱۵۵-الف

رکن الدین، قاضی : ۲۵، ۲۶

رحمان علی، مولانا : ۵۹، ۶۲، ۱۰۶، ۱۳۱

رحمت اللہ عرب، شیخ : ۱۲۹

Marfat.com

رحیم داد خان : ۳۳، ۳۵، ۳۶
رحیمہ، بی بی : ۸۲
رفیع الدین محمد، شیخ : ۱۰۰-الف

ز

زاہدہ، بی بی : ۸۲
زبید احمد، ڈاکٹر : ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۳۰
زین العابدین، امام : ۱۰۰-۱۰۸
زین خان : ۵۷

س

سراج الدین، شیخ : ۱۲۶
سراج الدین، شیخ : ۱۲۹
سراج الدین عبداللہ، شیخ : ۱۳۱
سراج الدین عثمان، شیخ : ۱۲۶، ۱۵۶
سراج محمد بنیانی : ۱۵۳
سرسقطی، خواجہ : ۱۵۷
سعداللہ، شیخ : ۱۲۸
سعداللہ بردوانی، شیخ : ۱۳۰
سعیدالدین کابلی، شیخ : ۱۳۰
سکندر، شیخ : ۲۵، ۲۷
سکندر بن محمد : ۱۳، ۶۲، ۶۳
سلطان بخش، شاہ : ۱۰۰-الف
سلطان سید : ۱۲۹
سلطان صوفی : ۳۲
سلطان محمود ثانی گجراتی: ۵۹، ۶۱، ۶۲، ۶۶، ۹۵
سلیمان ندوی، سید : ۱۱۰
سماءالدین شاہ دہلوی : ۱۳۹
سماءالدین قاضی شیخ : ۱۵۰
سی-اے-اسٹوری، (C A. Storey) : ۱۰۳، ۱۰۹
سید بدہ : ۳۶
سید شاہ : ۱۷
سیف الدین، (سیف اللہ) : ۱۲۸
سیف الدین باخرزی، خواجہ : ۱۵۸

ش

شاہ باز پرواز، سید : ۱۳۱
شاہد مہر : ۸۲

Marfat.com

شاہ رخ مرزا: ۸۵
شاہ رخ میر: ۹۵
شاہ عالم: ۱۹، ۲۰، ۳۱
شاہ فاروقی: ۱۴۴
شاہ منجهن: ۱۳۲، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۴
شرف الدین شاہ: ۱۵۵-الف
شرف الدین یحییٰ منیری، شیخ: ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۵۸
شریف زندانی، حاجی: ۱۵۶
شکراللہ، شیخ: ۱۳۰
شمس، شیخ: ۱۴۷
شمس الحق، خواجہ (تارک دنیا): ۱۳۰
شمس الدین زندہ دل: ۱۳۱
شمس لدین شیرازی، شیخ: ۱۳۸، ۱۴۹، ۱۵۳
شمس اللہ قادری، حکیم: ۱۴۱
شمس انصاری المقدسی: ۲۶
شودھا، سید: ۱۳۱
شہاب الدین سہروردی، شیخ: ۱۳، ۱۵۷
شہاب الدین، شیخ: ۱۲۹
شیخاً، سید: ۱۳۱
شیر شاہ سوری، (شیر خان): ۱۶، ۵۱، ۵۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۵، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۵۱
شیر علی بنگالی: ۶۵
شیر علی قانع تتوی: ۵۷

ص

صالح محمد، مولوی: ۱۲۱
صبغۃ اللہ البروجی، شیخ: ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۵۴
صدرالدین ذاکر، شیخ: ۱۳۲، ۱۴۷، ۱۵۳
صدرالدین شاہ، سید: ۱۵۵-الف
صدرالدین، قاضی: ۱۲۹
صدرالدین محمد شیرازی: ۹۵
صدرالذاکرین، پیر: ۱۲۶
صدیق، ابوبکر (رضی اللہ عنہ): ۸، ۳۸، ۱۴۹
صدیق حسن خان، نواب: ۱۰۶
صدیقی: ۵
صفی احمد: ۱۱۴

Marfat.com

ض

ضیاءالدین، ابو نجیب : ۱۵۷

ضیاءاللہ میرٹھی، شیخ : ۱۲۹

ط

طاہر محدث، شیخ : ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

ظ

ظہورالدین، سید : ۱۳۱

ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ : ۳۲-۳۶، ۵۵

ظہوراللہ، شیخ : ۱۳۱

ع

عالم حاجی، خواجہ : ۱۲۸

عالم، شیخ : ۱۵۳

عالم گل بہاری، مولانا : ۱۳۵

عباس احمد یمنی، (ابوالقاسم) : ۱۵۷

عبدالاول، میر : ۱۲۳

عبدالباقی نہاوندی، ملا : ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴

عبدالجلیل گجراتی، سید : ۱۲۹

عبدالحئی جیوہ، شیخ : ۱۵۲، ۱۵۳

عبدالحئی الحسنی لکھنوی : ۱۳، ۱۴، ۱۰۶، ۱۳۷، ۱۳۸

عبدالحق محدث، شیخ : ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۸، ۳۲، ۳۱، ۱۲۶، ۱۳۵، ۱۳۶

عبدالحق، مولوی : ۷۳، ۱۳۶، ۱۳۱

عبدالحکیم : ۱۲

عبدالرحیم : ۲۱

عبدالرحیم خان خانان : ۱۳۲، ۱۳۳

عبدالرحمان، شیخ : ۱۲۹

عبدالرحمان معنعن، شیخ : ۱۳۹

عبدالرسول، شیخ : ۱۲۹

عبدالرزاق، شیخ : ۱۲۹

عبدالرزاق، شیخ : ۱۵۷

عبدالرؤف، شیخ : ۱۵۷

عبدالسلام، شیخ : ۱۲۹

عبدالعزیز، چودھری : ۱۱۲

Marfat.com

عبدالغفور جنگلی : ۱۳۰

عبدالغفور، شیخ : ۱۳۸، ۱۳۹

عبدالغفار صدیقی، شیخ : ۱۵۷

عبدالفتح قطب، شیخ : ۱۲۹

عبدالفتاح ناگوری، مولانا : ۱۵۳

عبدالقادر بدایونی، ملا : ۱۸، ۴۷، ۵۲، ۵۶، ۶۱، ۶۲، ۶۶، ۶۷-۷۰، ۷۳، ۷۴، ۷۷، ۷۹، ۸۳، ۹۰-۹۲، ۹۴، ۹۶، ۱۲۰، ۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۴۱

عبدالقادر ثانی، شیخ : ۱۲۹

عبدالقادر گیلانی، شیخ : ۱۸، ۱۵۷

عبدالقادر، سید : ۱۲۹

عبدالکریم، شیخ : ۱۲۹

عبدالکریم مشهدی، شیخ : ۱۲۹

عبداللہ ابوبکر شیخ : ۱۲۹

عبداللہ احرار، خواجہ : ۱۲۹

عبداللہ بغدادی، شیخ : ۱۲۹

عبداللہ بھکہ، شیخ : ۱۳۰

عبداللہ حسینی، شیخ : ۱۵۷

عبداللہ، سید (بن اسمعیل) : ۱۵۵

عبداللہ، شاہ : ۵۳

عبداللہ شبلی، (ابوبکر) : ۱۵۷

عبداللہ شطاری، شیخ : ۱۳، ۱۴، ۱۸

عبداللہ، شیخ : ۱۵۶

عبداللہ، شیخ (بن محمد غوث) : ۴۷، ۷۷، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۱، ۱۵۳، ۱۵۵

عبداللہ، شیخ، (گنج بخش) : ۱۳۱

عبداللہ صوفی، شیخ : ۱۵۳

عبداللہ عرب، شیخ : ۱۲۹

عبداللہ عشقی، شیخ : ۱۲۹

عبداللہ عمر، سید : ۱۲۹

عبداللہ، (بن قاضی خیرالدین) : ۱۵۰

عبداللہ قندھاری، شیخ : ۱۲۹

عبداللہ مصری، شیخ : ۱۵۸

عبداللطیف، (بن معین الدین قتال) : ۱، ۱۰۰، ۱۵۵

عبداللطیف، شیخ : ۱۱۱

عبدالمجید مجذوب، شیخ : ۱۳۰

Marfat.com

عبدالمقتدر: ۱۰۱، ۱۰۷
عبدالملک، شیخ: ۱۲۹
عبدالنبی، شیخ: ۱۳۰
عبدالواحد، خواجه: ۱۵۶
عبدالوحید شیخ: ۱۳۰
عبدالودود، شیخ: ۱۳۰
عبدالوهاب، شیخ: ۱۵۷
عثمان اکبرآبادی، شیخ: ۱۳۰
عثمان بوبکانی، شیخ: ۱۳۵
عثمان هارونی، خواجه ۱۵۶
عثمان، شیخ: ۱۵۰
عزیزالدین، شیخ: ۱۳۰
عزیزالدین، شیخ: ۱۲۹
عطاءالله، شیخ: ۱۲۱
عطاءالله طاقی، شیخ: ۱۲۹
عطاءالله کنج نشین، شیخ: ۱۲۸
علاء بداؤنی، حضرت: ۱۵۸
علاءالدین عرشی، شیخ: ۱۳۰
علاءالحق، شیخ: ۱۵۶
علی ابن ابی طالب، (کرم الله وجهه الکریم): ۳۸، ۱۵۶-۱۵۸
علی اخوند: ۹۲
علی اسد الله، شیخ: ۱۵۵-الف
علی اکبر اردستانی: ۷۸، ۷۹
علی القریشی، ابوالحسن: ۱۵۷
علی حسن، سید: ۳۵
علی حسین شاہ، سید: ۱۵۵-الف
علی حسینی، شیخ: ۱۵۷
علی سید همدانی: ۷۸
علی شاہ میر: ۸۲، ۱۳۰
علی شاہ میر مجذوب: ۱۳۰
علی شمس، شیخ: ۸۸
علی شیرازی، شیخ: ۱۵۸
علی شیر بنگالی: ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۵۳
علی قلی خان: ۵۳
علی متقی، شیخ: ۹۱، ۱۲۰
علی میرزا: ۹۲

Marfat.com

علی موسیٰ رضا، امام : ١٠٧، ١٠٨

عمادالدین طارمی : ١٣٨

عنایت‌الله، ابوالمعارف : ١٠٣، ١١٠

عین الله، شیخ : ١٣١

عیسیٰ بن قاسم، شیخ : ١٤٥

غ

غضنفر علی، شاہ : ١٣١

غفورالدین شاہ : ١٥٥-الف

غلام ابراہیم، شیخ : ١٢٩

غلام سرور لاہوری، مفتی : ٤، ١٥، ١٧، ١٨، ٢٠، ٣٧، ٣٨، ٥٩، ٦٠، ٧٣، ٩٨، ١١٤، ١١٩

غلام علی آزاد بلگرامی : ١٠٧، ١٣٧، ١٣٩، ١٤١

غلام محی‌الدین : ٣٠، ٣٣، ٣٤

غیاث : ١٥٦

غیاث‌الدین شاہ : ١٥٥-الف

غیاث‌الدین شاہ، سید : ١٥٥-الف

غیاث‌الدین مرزا : ٩٤

غیاث‌الدین محمد، شیخ : ١٥٥-الف

غوث : ٧

غوث بخش شاہ : ١٥٥-الف

غوث نارنولی، شیخ : ١٢٨

ف

فتح‌الله، شیخ : ١٣٠

فتح‌الله شیرازی، شیخ : ١٣٥

فتح محمد شاہ : ١٥٥-الف

فتوح ماوراءالنہری، سید : ١٢٨

فرحت شاہ، مجذوب : ١٣٠

فرخ شاہ، مجذوب : ١٣٠

فرگوسن، (Fergusson) : ٨١

فریدالدین عطار، خواجہ : ١، ١٠٠، ١٥٥، ١٥٩

فریدالدین گنج شکر، خواجہ : ٨٣

فرید سوختہ، شیخ : ١٢٨

فرہاد، شیخ : ١٣١

فضل احمد : ٩، ٨٤، ٩٨، ١٠٥

فضل‌الله بنگالی : ٩

فضل‌الله حسینی، خواجہ : ١١٠

Marfat.com

فضل اللہ شطاری : ۲، ۴، ۵، ۶، ۸، ۱۰، ۲۵، ۳۶-۳۹، ۴۱، ۴۲، ۸۳، ۹۶، ۱۲۷، ۱۲۸
فضل علی شاہ، سید : ۲۰، ۲۱، ۲۳، ۳۳، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۵، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۷، ۵۹، ۶۳، ۶۴، ۶۹، ۷۴، ۸۴-۸۸، ۹۱
فضل عیاض، شیخ : ۷۸، ۱۵۶
فقرالدین کپلی، خواجہ : ۱۳۰
فقیر محمد : ۱۱۰
فقیر محمد، شیخ : ۱۳۰
فقیر محمد جیلمی : ۹۲
فہیم اللہ، خواجہ : ۱۳۰

ق

قاسم سندھی، ۱۴۳
قاسم علی، سید : ۵۳
قاضن ثالی، شیخ : ۱۲۹
قاضن، شیخ : ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۵۵-۱۵۷
قاضی شطاری، شیخ : ۱۲۷
قاضی محمود بیربوری : ۱۴۲
قدرت شیخ : ۱۳۱
قطب الدین، سید : ۳۶
قطب الدین محمد احمد شاہ : ۱۷
قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ : ۱۵۶
قطب العالم، شیخ نور : ۱۵۶
قطب جہانیاں ذاکر، شیخ : ۱۴۲
قطب عالم، شیخ : ۱۳۰
قمر شاہ، مجذوب : ۱۳۰
قیام الدین : ۱

ک

کاتب چلپی، ملا : ۱۰۵
کام بخش، شاہ : ۱۰۵-الف
کالے شطاری، سید : ۱۴۲
کرم علی، سید : ۱۳۰
کریم الدین، شیخ : ۱۵۸
کریمہ، بی بی : ۸۲
کمال محمد عباسی : ۹۶
کلن، میر : ۱۳۱

گ

گدائی، شیخ : ۵۵، ۶۷، ۶۹، ۱۲۰

Marfat.com

گسٹو فلوگل، (*Gustavus Fluegel*) : ۱۰۵

گوہر شاہ مجذوب، (مست الست) : ۱۳۰

گھورن، شیخ : ۴۳، ۴۵، ۱۳۱

ل

لارڈ، (*Laurd*) : ۸۱

لشکر محمد عارف، شیخ : ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۴۱-۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۳

لطف اللہ، خواجہ : ۱۳۰

لطیف شاہ، مجذوب : ۱۳۰

لطیف محمد شاہ : ۱۰۵ الف

لوس، (*Loth*) : ۱۰۲

لیپل گرفن، (*Lepel Griffen*) : ۸۱

لیوی، (*Levey*) : ۱

م

ماکو، شیخ : ۱۲۲

مالحہ، بی بی : ۸۲

ماہتاب، سید : ۱۳۱

ماہتاب، سید : ۱۳۱

ماہ عاشق، شیخ : ۱۲۸

مبارک سندھی، شیخ : ۱۴۳

مبارک سید، صوفی : ۱۲۸

مبارک، شیخ : ۱۵۳

مبارک عاشق، (شیخ دانشمند) : ۱۳۱

مبارک مجذوب، شیخ : ۱۲۸

مبارک مجذوب عالی، شیخ : ۴۲

مبارک مخزومی : ۱۵۷

مجدد الف ثانی، حضرت : ۹۰

مجد الدین، شیخ (عاشق اللہ) : ۱۲۷

مجیب الدین، برہنہ سر : ۱۲۹

مجیب الدین شاہ : ۱۰۵-الف

مجیب الدین شاہ، سید : ۱۵۵-الف

محب اللہ، شیخ : ۱۳۰

محدث، شیخ : ۱۴۳

محمد، (بن ابی الحسن البکرمی) : ۱۲۵

محمد، (بن غیاث) : ۱۵۵-الف

محمد اسحاق، شیخ : ۱۲۹

محمد اسمعیل رمزی : ۳۴

محمد اسمعیل عرب، شیخ : ۱۲۹
محمد اشرف، شیخ : ۱۳۰
محمد اصغر، شیخ : ۱۴۰
محمداعظم، شیخ : ۱۲۹
محمد اقبال، علامه : ۱۶۱
محمد اکبر، شیخ : ۱۳۰
محمد اکرام، شیخ : ۳۵، ۵۳، ۱۱۴، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲
محمد امین، سید : ۱۳۰
محمد باز شاه میر : ۱۳۱
محمد باقر امام : ۱۵۹، ۱۵۸
محمد باقر مغربی، شیخ : ۱۳۱
محمد بیگ مرزا : ۹۸
محمد جلال، شیخ : ۱۲۹
محمد جمالی، شیخ : ۱۵۳
محمد جنید حیدر، شیخ : ۱۳۱
محمد چشتی، خواجه : ۱۵۶
محمد حافظ، خواجه : ۱۳۰
محمد حامد، خواجه : ۱۳۱
محمد حسین آزاد، مولانا : ۳۳، ۳۴، ۵۳، ۸۹
محمد حمید، خواجه : ۱۳۱
محمد حیدر، سید : ۱۳۰
محمد خلیل، خواجه : ۱۳۰
محمد داؤد عرب، شیخ : ۱۲۹
محمد دائم، شیخ : ۱۳۰
محمد راشد (بن خطیرالدین): ۱۰۰-الف
محمد روشن، سید : ۱۳۰
محمد زاهد، شیخ : ۱۳۰
محمد سالار، سید : ۱۳۰
محمد سبحان، سید ۱۳۱
محمد سعید، خواجه : ۱۳۰
محمد سعید، شیخ : ۱۰۰-الف
محمد سعید شیخ : ۱۲۹
محمد سعید، شیخ : ۱۲۹
محمد سعید، شیخ : ۱۳۰
محمد شاهد، سید : ۱۳۰

Marfat.com

محمد شاہد غوثی، سید : ۱۳۰

محمد شریف عرب، حافظ : ۱۲۹

محمد شفیع، شیخ : ۱۳۱

محمد شفیع، علامہ : ۱۰۸

محمد شیخ : ۱۵۶، ۱۵۷

محمد شیخ، عمویہ : ۱۵۶

محمد صادق، مولوی : ۱۳۰

محمد طاہر، (بن خطیرالدین) : ۱۵۵-الف

محمد طاہر، سید (سردارالاولیا) : ۱۳۱

محمد طاہر محدث، (نہروالہ) : ۸۷

محمد طاہر مطہر، سید : ۱۳۱

محمد ظہیرالحق، سید : ۲، ۴۴، ۶۵، ۷۲، ۸۳، ۱۳۲

محمد عارف : ۱۵۶

محمد عاشق، شیخ : ۱۲۹

محمد عاشق، شیخ : ۱۵۳

محمد عاشق، شیخ : ۱۵۶

محمد عبداللہ، شیخ : ۱۵۵-الف

محمد عطا، سید (حاجی حاضری) : ۱۳۱

محمد عقیلة المکی : ۱۰۶، ۱۰۷

محمد علا : ۱۵۸

محمد علی ذوقی، سید : ۱۳۰

محمد عیسی جنداللہ، شیخ : ۱۴۲-۱۴۶، ۱۴۹

محمد غوث، شاہ : ۱-۱۱، ۱۳-۱۵، ۱۷-۳۱، ۳۳-۴۸، ۵۰-۸۵، ۸۷، ۸۹، ۹۴، ۹۶-۹۸، ۱۰۰-۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۲-۱۱۳، ۱۱۸-۱۲۱، ۱۲۳-۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۴-۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۱-۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۵-۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸

محمد غوثی، مولانا : ۴، ۹، ۱۳، ۱۶، ۲۸، ۴۹، ۵۷، ۷۴، ۷۷، ۸۳، ۸۴، ۸۸، ۹۵، ۹۶، ۹۸، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۳، ۱۲۲-۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۴۰-۱۴۲، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱

محمد فاروق فاروقی، شیخ : ۱۳۰

محمد فاضل، شیخ : ۱۲۹

محمد فاضل عرب، شیخ : ۱۲۹

محمد فضیل عرب، شیخ : ۱۲۹

محمد قاسم، شیخ : ۱۳۰

محمد قاسم ہندوشاہ، (فرشتہ) : ۴۳، ۶۸، ۶۹، ۱۴۳

Marfat.com

محمد قاضن، شیخ : ۱۳
محمد کاظم، سید : ۱۳۱
محمد گلبرگی، شیخ : ۱۳۱
محمد گیسودراز، شیخ : ۱۲۹
محمد ماہ، حافظ : ۱۳۰
محمد مرید، شیخ : ۱۳۱
محمد مغربی، خواجہ : ۱۵۶
محمد مکارم صدیقی، شیخ : ۱۳۰
محمد مقیم سید، مجذوب : ۱۳۰
محمد ملتانی، شیخ : ۱۳۰
محمد منور، مجذوب : ۱۳۰
محمد منیر، سید : ۱۳۰
محمد مہدی، سید : ۱۳۱
محمد واصل بیگ : ۱، ۲۳، ۱۰۱، ۱۱۱
محمد ہاشم عباسی، شیخ : ۱۳۰
محمد ہمت، شیخ : ۱۳۱
محمد یوسف، شیخ : ۱۲۹
محمود شیخ : ۱۵۷
محی‌الدین شاہ : ۱۵۵-الف
محی‌الدین، شیخ : ۱۳۰
مخدوم عالم، شیخ : ۱۳۰
مدد علی قادری، پروفیسر : ۱۱۱
مراداللہ، شیخ : ۱۳۰
مرتضی، سید : ۱۳۱
مست علی، سید : ۱۳۱
مستی جی : ۳۵
مسعود عرب، شیخ : ۱۲۹
مصطفے، سید : ۱۳۱
مطیع‌اللہ، راشد : ۱۳۳-۱۳۵
مظفر، سید : ۸۲
مظفر علی، شاہ : ۱۳۱
مظہر حسین، شاہ : ۱۵۵-الف
معتمد خان : ۵۲، ۵۳
معراج‌الدین دھولپوری : ۲۳، ۳۲، ۳۵
معروف صدیقی، شیخ : ۱۳۹
معروف کرخی، شیخ : ۱۵۷، ۱۵۸
معین‌الاسلام، شیخ : ۱۵۶
معین‌الدین چشتی، خواجہ : ۱۵۶

معین‌الدین خراباتی، خواجه : ۱۰۷

معین‌الدین، شیخ : ۱۳۰

معین‌الدین قتال : ۱، ۲، ۳، ۱۰۰، ۱۵۵

مقبل خان : ۹۳

مکرند پاندی : ۷۵

ملک پیر : ۱۳۱

ملک راجن : : ۱۳۱

ملک رکن قریشی : ۱۳۱

ممشاد ابو اسحاق، خواجه : ۱۵۶

ممشاد علوی، شیخ : ۱۵۷

منعم قندهاری، شیخ : ۱۳۰

منصور الحلاج : ۹۳

منصور، سید : ۱۲۹

منگل شیخ : ۱۳۰

منیرالدین، شیخ (محب خاص) : ۱۳۰

موسی کاظم، امام : ۱۵۸

مودود چشتی حضرت : ۱۵۶

میاں تان‌سین : ۱۳۲

میر امیر بیجاپوری : ۱۳۱

میراں شاہ، مجذوب : ۱۳۰

میر سید، مجذوب : ۱۳۰

میر کلن : ۱۳۱

میر میراں بیرلگی : ۱۳۱

ن

ناصر قتال، خواجه : ۱۲۷، ۱۲۹

ناظر فیاض، شیخ : ۱۲۸

نجیب اشرف ندوی : ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

نجم‌الدین، سید : ۱۵۵

نجم‌الدین شاه، سید : ۱۵۵-الف

نجم‌الدین کبری، خواجه : ۱۵۸

نجم‌الدین محمد شاه : ۱۵۵-الف

نجیب‌الدین عربی، شیخ : ۱۲۹

نجیب‌الدین فردوسی، شیخ : ۱۵۸

نصرالله، شیخ : ۱۳۲

نصرالله علوی : ۱۳۸

نصرالله لکھنوی، شیخ : ۱۲۹

نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ: ۱۵، ۱۶، ۳۲، ۳۶، ۴۷، ۴۸، ۵۱، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۱۳۹، ۱۳۳

نظامی بدایونی: ۴۲، ۱۲۵

نظام‌الدین اولیاء، شیخ: ۱۲۱، ۱۵۶

نظام‌الدین شاہ، سید: ۱۰۰-الف

نظیر حسین شاہ: ۱۰۰-الف

نظیر محمد، شیخ: ۱۳۱

نورالحق، شیخ: ۱۳۰

نورالدین جہانگیر بادشاہ: ۱۶، ۴۷، ۵۵، ۵۶، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۶، ۹۷، ۱۳۸

نورالدین سید: ۱۰۰

نورالدین ضیاءاللہ (بن محمد غوث): ۸۲، ۸۳، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۱۵۳

نورالدین محمد مرزا: ۱۵، ۱۶

نورالہدی (ابوالبرکات): ۱۳۶

نورجہاں، ملکہ: ۳۲

نورس، ڈاکٹر (*Dr. Norath*): ۸۱

نور طبقاتی، شیخ: ۱۲۷

نور محمد، شیخ: ۸۸

نیاز حیدر، سید: ۱۳۱

و

واسع، شیخ: ۱۳۰

وجیہ‌الدین محمد، (بن عبداللہ): ۱۰۰

وجیہ‌الدین احمد، شیخ: ۱۳۹

وجیہ‌الدین، ابو حفص: ۱۰۷

وجیہ‌الدین، سید (بن غیاث‌الدین): ۱۰۰-الف

وجیہ‌الدین شاہ، (بن حمیدالدین): ۱۰۰-الف

وجیہ‌الدین علوی، شیخ: ۵، ۳۲، ۴۷، ۵۵، ۵۶، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۶، ۷۱، ۸۳، ۸۷، ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۱۳، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۳۱-۱۳۱، ۱۵۳، ۱۵۴

وجیہ‌الدین محمد، (بن محمد عبداللہ): ۱۰۰-الف

وجیہ‌الدین ناگوری، شیخ: ۱۳۰

ودود اللہ شطاری، شیخ: ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۰۰

Marfat.com

ولی اللہ محدث دھلوی، شاہ: ۱ ۱۱۳

ولی محمد، شیخ : ۱۳۲

ولی میر: ۸۲

وولزیے، کرنل (*Colonel Wolseley*):
۸۰،۱٦

وی ۔ اے ۔ اسمتھ، (*V. A. Smith*) :
۷۷،۷۵،۷۰

ھ

ھادی، میر : ۸۲

ھاشم علوی، شیخ : ۱۳۹

ھبرۃالمصری، خواجہ : ۱۵٦

ھدایت اللہ سرمست، (ابوالفتح) : ۵،۷،
۱۵۸-۱۵۵،۱۳،۸

ھرمن ایتھے، (*Hermann Ethe*) :
۱۱۱،۱۰۲،۷۲،۲۳،۱۰

ھتدال، مرزا : ۱۹،۱۵

Houtsma: ۱۰۱،٦۵،۴۸،۲۲

ھیول، (*Havell*) : ۸۱

ی

یار محمد، سید : ۱۳۰

یوسف، (علیہ السلام): ۱۱٦

یوسف الباد ر مرکیس : ۱

یوسف بنگالی، شیخ : ۱۴۴

یوسف چشتی، خواجہ: ۱۵٦

یوسف، شیخ : ۱۵۷

یوسف طوطوسی : ۱۵۷

★

Marfat.com

کتابیات

(اردو، فارسی، عربی اور انگریزی مآخذ)

۱۔ ابوالفضل، شیخ : آئین اکبری، جلد اول، اردو، (مترجمہ محمد فدا علی طالب)، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۳۸ء/۱۳۵۷ھ

۲۔ ,, : رقعات ابوالفضل، فارسی، (مرتبہ جلال الدین احمد)، مطبوعہ ۱۹۲۷ء/۱۳۴۶ھ

۳۔ احمد شناوی، شیخ : شرح جواہر خمسہ، (عربی)

۴۔ اعجازالحق قدوسی : تذکرۂ صوفیائے سندھ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ

۵۔ امام الدین احمد : تاریخ الاولیاء اللہ، مطبوعہ بمبئی

۶۔ امام بخش بن پیر بخش : حدیقۃالاسرار فی اخبارالاخیار، (اردو)

۷۔ انتظام اللہ شہابی، مفتی : سوانح حضرت محمد غوث، مطبوعہ آگرہ، ۱۹۳۹ء/۱۳۵۸ھ

۸۔ بدیع الدین، شیخ : شرح کنزالوحدہ، (عربی)

۹۔ تذکرۃ الاولیاء، (قلمی)، غمگین اکادمی گوالیار، جلد نمبر ۶۱۰

۱۰۔ جوہر اکبر آفتابچی : ہمایوں نامہ، اردو، (مترجمہ احمدالدین احمد) مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۱ء/۱۳۷۱ھ

۱۱۔ حامد بن فضل اللہ، جمالی : سیرالعارفین، (فارسی)، مطبوعہ دہلی، ۱۸۹۳ء/۱۳۱۱ھ

۱۲۔ خلیق احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء/۱۳۷۳ھ

۱۳- داراشکوہ، شہزادہ : سفینۃالاولیا، (فارسی)، مطبوعہ کانپور، ۱۸۸۴ء/۱۳۰۲ھ

۱۴- ,, : سفینۃالاولیا، اردو، (مترجمہ محمد وارث کامل)، مطبوعہ لاہور

۱۵- ,, : سفینۃالاولیا، اردو، (مترجمہ محمد علی لطفی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ

۱۶- ذکاءاللہ، مفتی : اقبال نامہ اکبری، (اردو)، مطبوعہ دہلی، ۱۸۹۷ء/۱۳۱۵ھ

۱۷- رحمان علی، مولانا : تذکرۂ علمائے ہند، (فارسی)، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۱۵ء/۱۳۳۲ھ

۱۸- ,, : تذکرۂ علمائے ہند، اردو، (مترجمہ محمد ایوب قادری)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ

۱۹- سکندر بن محمد : مرات سکندری، (فارسی)، مطبوعہ بمبئی، ۱۸۳۱ء/۱۲۴۶ھ

۲۰- شمس‌اللہ قادری، حکیم : اردوئے قدیم، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۲۵ء/۱۳۴۴ھ

۲۱- صدیق حسن خاں، نواب : ابجدالعلوم (عربی)، جزء ثالث رحیق‌المختوم، مطبوعہ بھوپال، ۱۸۷۸ء/۱۲۹۵ھ

۲۲- صفی‌الدین بن احمد : سمط‌المجید، (عربی)، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۰۹ء/۱۳۲۷ھ

۲۳- ظہیرالدین محمد بابر، بادشاہ : تزک بابری، (اردو)، (مترجمہ نصیرالدین حیدر)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ

۲۴- عبدالباقی نہاوندی : مآثر رحیمی، (فارسی)، جلد اول، مطبوعہ کلکتہ، ۱۹۲۴ء/۱۳۴۳ھ

۲۵- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ : اخبارالاخیار، (فارسی)، مطبوعہ دہلی، ۱۹۱۳ء/۱۳۳۲ھ

Marfat.com

۲۶- عبدالحق، مولوی : اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۳ء/۱۳۷۳ھ

۲۷- عبدالحئی الحسنی اللکھنوی : الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند، (عربی)، مطبوعہ دمشق، ۱۹۷۷ء/۱۳۵۸ھ

۲۸- ,, : یاد ایام، (اردو)، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۱۹ء/۱۳۳۷ھ

۲۹- عبدالقادر بدایونی، ملا : منتخب التواریخ، (فارسی) جلد دوم و سوم، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۶۹ء/۱۲۸۶ھ

۳۰- ,, منتخب التواریخ، (اردو)، (مترجمہ مولوی احتشام الدین)، مطبوعہ لکھنو، ۱۸۸۹ء/۱۳۰۷ھ

۳۱- ,, منتخب التواریخ، (اردو)، (مترجمہ محمود احمد فاروقی)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ

۳۲- عبدالمجید سالک، مولانا : مسلم ثقافت ہندوستان میں، (اردو)، مطبوعہ لاہور

۳۳- علی اکبر حسینی اردستانی : مجمع الاولیا، قلمی، (فارسی)، مکتوبہ علی اکبر ۲ ربیع الاول ۱۶۳۳ء/۱۰۴۳ھ مخطوطہ انڈیا آفس لائبری، لندن، نمبر ۶۴۵

۳۴- علی شیر بنگالی، مولانا : نزھۃ الارواح، (عربی)

۳۵- علی شیر قانع تتوی : تحفۃ الکرام، (اردو)، (مترجمہ اختر رضوی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ

۳۶- ,, : مقالات الشعرا، فارسی، (مرتبہ پیر حسام الدین راشدی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ

۳۷- عین الدین بیجاپوری : تذکرۃ الاولیاء ہند، (فارسی)،

۳۸- غلام سرور لاہوری، مفتی : خزینۃ الاصفیا، (فارسی)، مطبوعہ لکھنو، ۱۸۷۳ء/۱۲۹۰ھ

۳۹- غلام علی آزاد بلگرامی : سبحة المرجان فی آثار هندوستان، (عربی)، ۱۸۸۵ء/۱۳۰۳ھ

۴۰- ,, ماثرالکرام، (فارسی) مطبوعه آگره، ۱۹۱۰ء/۱۳۲۸ھ

۴۱- غلام مصطفٰے خان، ڈاکٹر : علمی نقوش، (اردو)، مطبوعه کراچی، ۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ

۴۲- فضل اللہ محبی : خلاصة الاثر فی اعیان قرن الحادی العشر، (عربی)،

۴۳- فضل اللہ شطاری : مناقب غوثیه، (اردو)، (مترجمه محمد ظہیرالحق احمدآبادی)، مطبوعه آگره، ۱۹۳۳ء/۱۳۵۲ھ

۴۴- افضل علی شاه، سید : کلیات گوالیاری، قلمی، (فارسی)، مکتوبه عبدالرحیم کشمیری، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ (مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

۴۵- فقیر محمد جیلمی : حدائق الحنفیه، (اردو) مطبوعه لکھنو، ۱۸۹۱ء/۱۳۰۸ھ

۴۶- محمد اسمعیل رمزی : آئینه ولایت، (اردو)، مطبوعه بھوپال، ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ

۴۷- محمد اقبال، علامه : اقبال نامه، (فارسی)، (مرتبه شیخ عطاءاللہ)، مطبوعه لاهور، ۱۹۵۱ء/۱۳۷۱ھ

۴۸- محمد اکرام، شیخ : رود کوثر، (اردو)، مطبوعه لاهور، ۱۹۵۸ء/۱۳۷۸ھ

۴۹- محمد حسین آزاد : دربار اکبری، (اردو)، مطبوعه لاهور، ۱۹۱۰ء/۱۳۲۸ھ

۵۰- محمد خطیرالدین، سید : سندان غوثیت، (اردو)، مطبوعه کراچی، ۱۹۶۳ء/۱۳۸۳ھ

۵۱- محمد عقیلة المکی : لسان الزمان، (عربی)

۵۲- محمد غوث، شاه : جواهر خمسه (قلمی، فارسی)، مکتوبه ۱۷۰۸ء/۱۱۲۰ھ سنده یونیورسٹی لائبریری، حیدرآباد (مغربی پاکستان)

Marfat.com

۵۳- محمد غوث، شاہ : جواہرخمسہ، (قلمی)، گیارھویں صدی ہجری،
اسلامیہ کالج لائبریری، پشاور

۵۴- ,, : جواہرخمسہ، (قلمی)، مرقومہ محمد واصل بیگ قادری
۸ صفرالمظفر ۱۱۷۳/۱۷۵۹ھ، انڈیا آفس لائبریری،
لندن، مخطوطہ نمبر ۲۱۲۴

۵۵- ,, : جواہرخمسہ، (قلمی)، انڈیا آفس لائبریری، لندن،
مخطوطہ نمبر ۳۶۴۱

۵۶- ,, : جواہرخمسہ، (اردو)، (مترجمہ مرزا محمد بیگ دہلوی)،
مطبوعہ دہلی، ۱۹۰۷ء/۱۳۲۵ھ

۵۷- ,, : جواہرخمسہ، (اردو)، (مترجمہ سید میر حسن)
مطبوعہ دہلی، ۱۹۲۰ء/۱۳۳۹ھ

۵۸- ,, : جواہرخمسہ، (اردو)، (مترجمہ محمد عبدالحکیم)
مطبوعہ لکھنؤ

۵۹- ,, : اوراد غوثیہ، (فارسی)، مطبوعہ رانچور، ۱۸۹۵ء/۱۳۱۳ھ

۶۰- ,, : کنزالوحدہ، (عربی)

۶۱- محمد غوثی، مولانا : گلزارابرار، (اردو)، (مترجمہ فضل احمد)،
مطبوعہ ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ

۶۲- محمد فاضل شاہ : مخبرالواصلین، (فارسی)

۶۳- محمد قاسم ہندوشاہ، فرشتہ : تاریخ فرشتہ، (فارسی)، جلد اول،
مطبوعہ بمبئی، ۱۸۳۲ء/۱۲۴۷ھ

۶۴- محمد مطیع اللہ راشد : تذکرۂ اولیاء سندھ، (فارسی)، مطبوعہ کراچی،
۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ

Marfat.com

٦٥- محمد ہاشم علوی، سید : مقصودالمراد، (فارسی)

٦٦- مصطفےٰ بن عبداللہ، حاجی خلیفہ : کشف‌الظنون عن اسامی‌الکتب و الفنون، (عربی)، جلد دوم و سوم، مطبوعہ لندن

٦٧- " : کشف الظنون عن اسامی‌الکتب و الفنون، (عربی)، جلد اول، مطبوعہ ۱۸۹۲ء/۱۳۱۰ھ (مصر؟)

٦٨- نجم‌الدین غزی، شیخ : لطف‌الثمر و قطف‌الثمر، (عربی)

٦٩- نظامی بدایونی : قاموس‌المشاہیر، (اردو)، مطبوعہ بدایون، ۱۹۲٦ء/۱۳۴۵ھ

٧٠- نورالدین جہانگیر، بادشاہ : تزک جہانگیری، (اردو)، (مترجمہ سلیم واحد سلیم)، مطبوعہ لاہور، ۱۹٦۰ء/۱۳۸۰ھ

٧١- وجیہ‌الدین علوی، شیخ : ملفوظات (قلمی)، فارسی، ماقبل ۱٦۸٦ء/۱۰۹۸ھ اسلامیہ کالج لائبریری، پشاور

٧٢- ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ : انتباہ فی سلاسل اولیاءاللہ، (فارسی)

٧٣- " انفاس‌العارفین، (فارسی)، مطبوعہ دہلی، ۱۹۱۹ء/۱۳۳۵ھ

٧٤- یوسف‌الیاد سرکیس : المطبوعاۃ العربیہ و المعربہ، (عربی)، مطبوعہ مصر، ۱۹۲۸ء/۱۳۴٦ھ

Marfat.com

75. Abul Fazl: *Akbar Nama*, English translation by Beveridge, Calcutta, Vol. III, 1910.

76. Amir Syed Ali Hamadani: *Resala – e – Futuwwatiyya*, edited by Dr. Marion Mole, Istanbul, 1961.

77. C. A. Storey: *The Persian Literature*, Vol I, Part II, (Biography), London, 1953.

78. D. Broinerd Spooner: *Annual Report of the Archaelogical Survey of India*, Simla. 1924.

79 Fergusson: *Eastern Architecture*, 1960.

80. Gustavus Fluegel: *Kashf al - Zunoon*, (Italian Translation with Arabic Text.), London, Vol II & III

81. Havell: *India Architecture.*

82. H. M. Elliot: *The History of India*, Calcutta, 1953

83. Hermann Ethe: *The Catalogue of the Persian Manuscripts in the Library of the India Office*, Oxford, Vol. I, 1903 & 1937.

84. James Hastings etc: *The Encyclopaedia of Religisn and Ethics*, Vol, XI, New York, 1954.

85. Lery: *The Persian Literature*, London, 1948.

86. Lepel Griffin: *The Famous Monuments of Central India*, 1886

87. Luard & Dawarkanath Sheopuri: *Gawalior Gazetteers.*

88. M. TH. Houtsma etc: *The Encyclopaedia of Islam*, Leyden (Holland), Vol. III, 1913.

Marfat.com

89. Nawrath, Dr: *Indian Architecture.*

90. Sir Wolseley Haig, Lt. Colonel: *The Cambridge History of India,* Vol. IV, Delhi, 1957.

91. Tara Chand, Dr: *The Influence of Islam on Indian Culture,* Allahbad.

92. Theodr de Bary: *Sources of Indian Traditon,* New York, 1959.

93. T. W. Beale: *Oriental Biographical Dictionary,* Calcutta, 1881.

94. V. A. Smith: *Akbar The Great Mughal,* Oxford, 1919.

95. Zubaid Ahmad, Dr: *The Contribution of India to Arabic Literature,* Allahbad, 1945.

★

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۴	*Literatue*	*Literature*
۹	۲۲	۱۳۲۶ء	۱۳۲۶ھ
۱۰	۲۲	*Orford*	*Oxford*
۱۱	۱۸	سلطان الموحہ ین	سلطان الموحد ین
۱۱	۲۱	لا ئبر یوی	لا ئبر یر ی
۱۳	۱۴	محمہ	محمد
۱۴	۲	من	عن
۱۹	۱۱	اٹھہ	اٹھ
//	//	ساتھہ	ساتھ
۱۹	۱۳	اٹھہ	اٹھ
۲۰	۱۳	ھنہ	ھند
۲۱	۱	می مانہ لد	می ماند لد
۲۸	۱۵	خواجہ خافون	خواجہ خانون
۳۲	۵	ھاتھوں	باتوں ۔
۳۴	۸	سے	ہے
۳۶	۹	لحیف	نحیف

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۳	۹۳۱ء	۹۳۱ھ
۳۶	۲۰	۲۹۳۳ء	۱۹۳۷ھ
۳۷	۱۲	مر بلہ	مر یلہ
۳۷	۱۳	بہٹ	بہت
۴۱	۲	اکبو	اکبر
۴۱	۱۵	اس اس وقت	اس وقت
۴۶	۱۲	محمه	محمد
۵۶	۱۸	۹۶۰ء	۱۹۶۰ء
۵۹	۵	آفتالے	آفتابے
۵۹	۸	ماجره	ماجرا
۵۹	۲۱	سوانح محمه غوث	سوانح محمه غوث
۶۳	۱	الگاشٹ	الگاشت
۶۶	۲	ج پانیر	جانپانیر
۷۰	۹	مشفول	مشغول
۷۳	۲۱	سفینته	سفینه
۷۶	۳	نہیں	لہیں
۷۸	۱۰	موس	مومن

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۱۳	مزاژ	مزار
۹۲	۱۳	کا	کا
۱۰۱	۱۹	*Subseguently*	*Subsequently*
۱۰۲	۱۳	*W ok*	*Work*
۱۰۳	۶	لمپر	لمبر
۱۰۳	۱۱	لہ	الہ
۱۰۵	۱۳	الجواہرخمس	الجواہرالخمس
۱۰۶	۸	الی مالوہ اقام	الی مالوہ٬ واقام
۱۰۶	۲۱	۹۶۱ء	۱۹۶۱ء
۱۰۷	۷	شیخ شناوی	شیخ احمد شناوی
۱۰۷	۱۰	۱۶۰۶ھ	۱۶۰۶ء
۱۰۸	۱۱	راقم	راقم نے
۱۱۲	۶	بو ڈ	بورڈ
۱۱۵	۱۱	احتلاط	اختلاط
۱۱۶	۷	گویہ	گوید
۱۱۶	۲۱	بیدار	بیدار
۱۱۷	۲۱	بنہ ہ	بندہ

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١٨	٥	لچتا	بچتا
١١٨	١٨	کناہ گار	گناہ گار
١١٩	١۴	نپی	نبی
١٢٠	١٢	ابتدا فقہی میں کتابوں	ابتداً فقہی کتابوں
١٢٢	٣	معہ ملات	معاملات
١٢٢	٩	بد یع الد ین	بد یع الد ین
١٢٢	١٥	وسترسی	عدم دسترسی
١٢٨	١١	ماوراء لنہری	ماوراءالنہری
١٢٩	٨	شمخ	شیخ
١٣٨	١	علماء	علماء
١٣٠	١	بزرگ	بزرگ
١٣٩	٥	آثار	آثا
١٥٦	٩	ان	ابن
١٥٦	١٣	علاء لحق	علاءالحق
١٥٦	١٩	ا ہم	ادہم
١٦٦	١٧	شاہ باز برواز	شاہ باز پرداز
١٦٧	١٣	شمس لد ین	شمس الدین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۶	۱۵	ع باسی	عباسی
۱۷۸	۱۷	نو رالد بن	نو رالد ین
۱۸۱	۱۰	ارد و	فارسی
۱۸۶	۳	Marion	Marian
۱۸۶	۱۲	*India*	*Indian*
۱۸۶	۱۶	*Religism*	*Religion*
۱۸۶	۱۸	Lery	Levy
(سرآغاز)			
۳	۱۳	۶۹ء	۶۹۱ء
۵	۱۱	ضیاءالد بن	ضیاءالد ین
۶	۵	عبد لقاد ر	عبدالقاد ر
۶	۱۲	۶۳۲ء	۱۶۳۲ء
۷	۱۲	۱۵۷۸ء	۱۵۳۹ء
۹	۶	۱۱۷ھ	۱۱۷۰ھ
۹	۸	نہ ں	نہیں
۹	۲۱	لائبر یری	لائبر یر یوں

★ ★ ★
★ ★
★

Marfat.com

دیگر تالیفات

(جو عنقریب اشاعت پذیر ہونگی)

۱- شیخ احمد سرہندی، (مجدد الف ثانی)	زیر طبع
۲- علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی	زیر طبع
۳- مکاشفات الاسرار، (دیوان رباعیات، اردو، غمگین دہلوی، مخطوطۂ لندن)	زیر تدوین
۴- مقالات مسعودی، (مطبوعہ علمی و تحقیقی مقالات)	زیر ترتیب
۵- مضامین مسعودی، (مطبوعہ ادبی اور تاریخی مضامین)	زیر ترتیب
۶- خطوط مشاہیرؒ (مؤلف کے نام ملکی اور غیر ملکی فضلاء کے مکاتیب)	زیر ترتیب

انگریزی تراجم

۷- تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (از ڈاکٹر تاراچند)، اردو ترجمہ،	زیر طبع
۸- حیدرآباد کی معاشی تاریخ، (از محمد حسین ترک)، اردو ترجمہ، (مطبوعہ)	2.00
۹- 'ویرونا کے دو شریف زادے، (ولیم شیکسپیر)، اردو ترجمہ،	زیر طبع

آفتاب پرنٹنگ، پریس، میرواہ روڈ، میرپورخاص (م۔ پاک)، فون 327